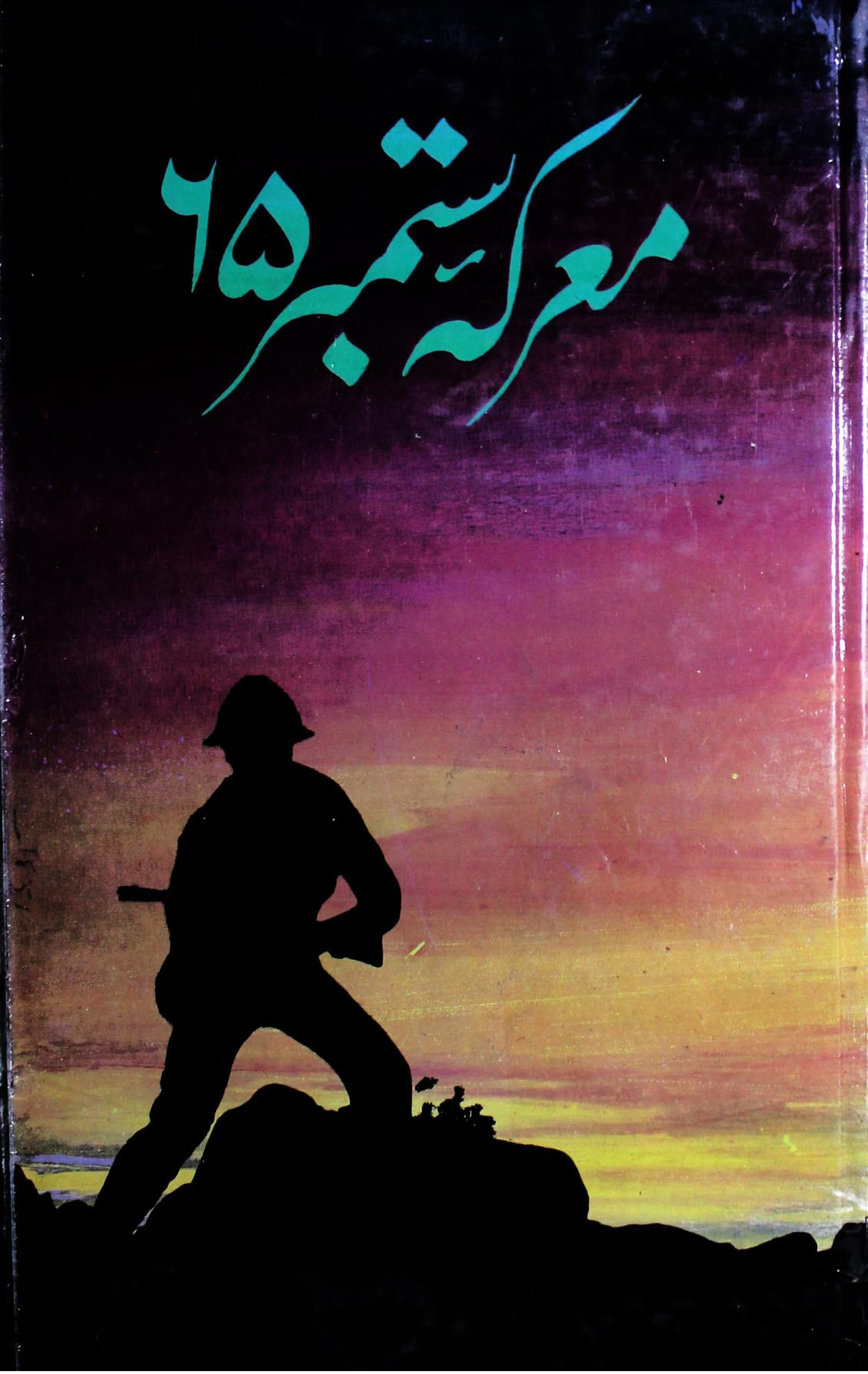

Marfat.com

معرکۂ ستمبر 65ء

قاضی ذوالفقار احمد

مقبول اکیڈمی
سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور

Marfat.com

84222

©جملہ حقوق محفوظ

اہتمام	ملک مقبول احمد
ناشر	مقبول اکیڈمی
سرورق	میاں نوید ناصر
مطبع	خورشید مقبول پریس
قیمت	400 روپے

MAQBOOL ACADEMY
Chowk Urdu Bazar, Circular Road, Lahore.
Ph: 042-7324164, 7233165 Fax: 042-7238241

10-Dayal Singh Mansion, The Mall, Lahore.
Ph: 042-7357058 Fax: 042-7238241
Email: mqbool@brain.net.pk

Marfat.com

والدہ محترمہ

کے نام

جس کی ساری زندگی

ایک جہادِ مسلسل ہے

Marfat.com

Marfat.com

عنوانات

۱۔ کشمیر اور بھارت — 15

۲۔ ایک قدیم جنگ — ۲۳

۳۔ واقعاتِ جنگ ———— روزنامچہ — ۳۲

۴۔ جنگی محاذات — ۵۵

۱۔ کشمیر سیکٹر ۲۔ سیالکوٹ، لاہور سیکٹر ۳۔ راجستھان سیکٹر — ۵۹، ۷۶، ۱۲۱

۵۔ ایک بازگشت ———— معرکہ رن کچھ — ۱۴۴

۶۔ فائربندی اور اس کے بعد — ۱۵۵

۷۔ جنگ اور عوام — ۱۶۰

۸۔ جنگ اور بیرونی دنیا — ۱۶۶

۹۔ افواج پاکستان — ۱۷۹

۱۔ برّی فوج ۲۔ بحری فوج ۳۔ ہوائی فوج — ۱۸۰/۱۹۱/۱۹۷

۱۰۔ دہلی کی حالت زار — ۲۱۱

۱۱۔ بھارت کا شکریہ — ۲۲۵

۱۲۔ تاشقند کا اعلان — ۲۳۳

۱۳۔ خدا رسول اور جنگ — ۲۶۴

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

ہم نے آج تک اخبارات، رسائل اور چند ایک اُردو اور انگریزی کتب میں موجودہ جنگ کے حالات کو پڑھا ہے۔ ریڈیو پر پاک فوج اور بھارتی سینا کے معرکوں کے حالات سنے ہیں، لیکن ہمارے علاوہ ہمارے اردگرد ایک ایسی نسل پروان چڑھ رہی ہے۔ جو کل ہماری جگہ لے گی۔ وہ جب ان واقعات کو سنے گی تو یقیناً اُس کا ذوق جستجو ہم میں سے رہی سہی بوڑھی روحوں سے سوال کرے گا۔ یہ جنگ کیسے ہوئی کیوں ہوئی، کب ہوئی اور کہاں ہوئی؟ وقت نے بہت سی یادوں کو ذہن میں دھندلا دیا ہوگا۔ ہم نئی نسل کو تسلی بخش جواب دینے کے لئے آج کے زمانہ میں چھپنے والی کتابوں کے اوراق ہی الٹ سکیں گے۔ لیکن ان میں بھی ایک پیچیدہ تسلسل اور جذباتی رنگ کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ زیرِ نظر کتاب خامیوں سے مبرّا اور جذبات سے عاری ہو کر لکھی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی بڑی احتیاط سے اور مناسب چھان بین کے بعد اُسے تالیف کیا گیا ہے اسے بیشک کسی گودی میں ہمکتے بچے، کسی گھٹنوں کے بل چلتی بچی کیلئے آج محفوظ کیا جا سکتا ہے تاکہ کل کام آئے۔

اکتوبر ۶۵ء میں صدر مملکت نے کہا تھا کہ ہمارے ادیب سادہ زبان استعمال کریں ایسی زبان جو عوام کی سمجھ میں آسکے۔ آج ہمیں گمبھیر اور فلسفیانہ ادب کی ضرورت نہیں ایسے ادب کی ضرورت ہے جس کے شہ پاروں کی زبان اتنی آسان ہو کہ دلوں میں اُتر جائے۔ گو ایک تاریخی رنگ و روپ کی کتاب میں ادب کا دخل کچھ کم ہوتا

Marfat.com

ہے۔ پھر بھی ایسے نازک موضوع پر لکھنے والے مورخ بھی اپنے جذبات، اپنی قومی اقدار اور اپنے ملی و بلدان سے بالکل عاری نہیں ہو سکتے۔ یہی بات زیر نظر اوراق میں بھی نظر آتی ہے۔ لیکن اس سے واقعات کی ترتیب، صداقت اور اہمیت کے رنگ کو دبایا نہیں گیا بلکہ واضح کیا گیا ہے۔

اسلام نے حق و انصاف کی سربلندی کے لئے جنگ کو نہ صرف جائز قرار دیا ہے بلکہ بعض حالات میں جہاد کی صورت میں فرض بھی ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ پاک بھارت جنگ میں ہوا جس سے مسلمانوں کو ہر حال میں اپنا دامن محفوظ رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن اسلام کے نزدیک ایک چیز ایسی بھی ہے جو انسانی زندگی سے بھی زیادہ مقدس اور قابل احترام ہے۔ یہ چیز "حق" ہے۔ اگر حق کے حصول یا تحفظ کے لئے انسان کی جان لینا اور اس کا خون بہانا پڑے تو ایسا کرنا جائز ہی نہیں، عین تقاضائے دین بن جاتا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ کشمیریوں نے اپنے حق کے لئے جنگ شروع کی اور بھارت نے اسے پاکستان سے ملوث کر دیا۔

جہاد مسلمانوں کی برتری کے لئے ضروری ہے اور اس کی ضرورت اس لئے بھی پیش آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو فروغ و استحکام نصیب ہو، اس نقطۂ نظر سے جہاد کو اسلام کے نظامِ حیات میں ایک بنیادی مقام حاصل ہے۔ اور جب وہ بھی ایک کافر دشمن رات کے اندھیرے میں پرامن سوئی ہوئی خلقِ خدا پر دنیاوی جاہ و حشمت کے لئے حملہ کر دے تو اس کے خلاف جہاد محض جہاد ہی نہیں بلکہ جہادِ اکبر ہے جس میں باقی فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی معاف بھی ہو جاتی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن اس کو بھی جہاد کے ادنےٰ ہتھیاروں میں سے ایک کہا جا سکتا ہے کہ اس کو پڑھ کر ہماری آنے والی اور موجودہ نسلیں اپنے اندر نیا جذبہ محسوس کریں۔

Marfat.com

اسلام کے پانچ ارکان ہر مسلمان پر سرداً فرداً فرض ہیں۔ اگر کوئی مسلمان ان فرائض کی ادائیگی سے دیدہ دانستہ گریز کرے تو یہ اس کے ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے، لیکن جہاد کی حیثیت ایک اجتماعی فریضہ ہے جو پوری قوم پر بحیثیت مجموعی عائد ہوتا ہے۔ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے لئے یہ تو ممکن ہے نہ قابلِ عمل کہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں لڑنے کے لئے میدانِ جنگ کا رُخ کریں "تمام مسلمانوں کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ نکل کھڑے ہوں" (سورہ توبہ) جو لوگ جنگ میں براہِ راست حصہ لینے کی طاقت اور صلاحیت رکھتے ہوں وہ جہاد میں شریک ہو جائیں تو فرض کفایہ پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن جنگ محض دشمن کے خلاف میدانِ جنگ میں لڑنے تک محدود نہیں ہوتی، اس کی کامیابی کے لئے بہت سی اضافی اور بالواسطہ سرگرمیوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے، جو لوگ ان دفاعی مساعی میں شریک ہوتے ہیں وہ جہاد میں حصہ لینے کا ثواب کماتے ہیں۔ مصنف و مرتب بھی یقیناً اللہ کی رحمت سے فیض یاب ہوں گے۔

آیئے! ہم سب عہد کریں کہ ہم اپنی پوری کوششوں سے عوام کے اس جذبہ کو بیدار رکھیں گے جس نے ہمیں خوابِ غفلت سے جھنجوڑا ہے۔ اس نے ہمارے احساسات میں ایک لرزہ پیدا کر دیا ہے۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اگر آپ کے ذہن میں کوئی تجزیہ آئے یا واقعات کی ترتیب کے متعلق آپ کا علم زیادہ صاحب ہو تو پبلشر کی معرفت مرتب کو لکھئے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان تجاویز کی روشنی میں کتاب کو اور مفید بنایا جا سکے۔ میں مصنف کو عرصہ دس سال سے جانتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اس نے کتاب کی ترتیب میں خاصے ذوقِ جمال کا ثبوت دیا ہے۔ پھر بھی اس نے میری تجویز کو قبول کیا ہے۔

رحمان ظفر رانا

چوہدری سٹریٹ۔ محمدی روڈ سانده لاہور، ۳۱ اکتوبر ۶۵ء

Marfat.com

اِرشادِ ربّانی

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ج لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ
وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ج عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا ط وَ اللّٰہُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْکِیْلًا ٥

پارہ پنجم سورہ چہارم رکوع اوّل آیت ۸۳

پس تم خدا کی راہ میں جہاد کرو اور تم اپنی ذات کے سوا اور کسی کے ذمہ دار نہیں ہو۔ اور ایمانداروں کو (جہاد کی) ترغیب دو۔ عنقریب خدا کافروں کی ہیبت روک دے گا اور خدا کی ہیبت سب سے زیادہ ہے۔

Marfat.com

احادیث نبوی

- جو دانستہ ظالم کا ساتھ دے وہ (پورا) مسلمان نہیں۔
- مومن اپنی تلوار اور زبان سے حق کو بلند کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔
- جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے۔
- سلطنت کفر سے نہیں ظلم سے جاتی ہے۔
- جب رشوت دروازے سے داخل ہوتی ہے تو امانت کھڑکی کی راہ نکل جاتی ہے۔
- مومن کی مثال ہری بھری کھیتی کی ہے کہ ہوائیں اسے اونچا نیچا کرتی رہتی ہیں۔ کبھی بٹھا دیتی ہیں۔ کبھی سیدھا کھڑا کر دیتی ہیں تا آنکہ اس کی مدتِ حیات پوری ہو جاتی ہے۔
- غلے کو روک کر بیچنے والا ملعون ہے۔
- قیامت میں تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم (دنیا میں) محبت رکھتے ہو۔

(یہ احادیث بسلسلۂ جہاد ہیں)

Marfat.com

ارشادِ بابائے قومؒ

○

اپنا حوصلہ بلند رکھئے۔ موت سے نہ ڈریئے۔ ہمارا دینِ مبین ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ ہم موت کے لئے ہمیشہ تیار رہیں۔ ہمیں پاکستان اور اسلام کے ناموس کے تحفظ کی خاطر موجودہ مصیبت کا جرأت سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ارفع مقصد کی خاطر شہید کی موت حاصل کرے۔

(۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء لاہور جلسۂ عام)

○

Marfat.com

کشمیر

(اساطیری کہانی)

"جس جگہ آج وادیٔ کشمیر ہے وہاں کسی زمانے میں ستی سر نام ایک بڑی جھیل تھی جس پر جل دیو راکھشس کا راج تھا۔ کیشپ رشی نے برسوں تپسیا کی تو شوجی نے نمودار ہو کر بارہ مولے کے قریب پہاڑ پر اپنا ترسول مارا اور اس میں سوراخ کر دیا جھیل کا پانی نکاس کا راستہ پا کر اس سوراخ سے بہنے لگا اور جھیل خشک ہو گئی۔ لیکن یہ راکھشس پھر بھی ہاتھ نہ آیا۔ آخر پاربتی جی چڑیا کے روپ میں ظاہر ہوئیں۔ چڑیا کی چونچ میں ایک کنکری تھی جس سے اس نے جل دیو کو ہلاک کر کے رشیوں مہنتوں کو اس کے ظلم سے چھڑایا۔ اب جھیل خشک ہو چکی تھی۔ اس لئے کیشپ جی کو اسے آباد کرنے کا حکم ملا۔ وہ آس پاس کے میدانی علاقوں سے بہت سے لوگوں کو اٹھا لائے لیکن اس سرزمین میں سردی کا یہ عالم تھا کہ لوگ صرف گرمی کے موسم میں یہاں رہتے تھے۔ جاڑا شروع ہوتے ہی واپس چلے جاتے تھے آخر جب کیشپ رشی کی ہدایت کے مطابق انہوں نے ہون کئے۔ چڑھاوے چڑھائے تو سردی کم ہو گئی۔ درخت اُگ گئے۔ پھول کھلے اور پرندے چہچہانے لگے۔"

وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اس وادی کو "زمین کی جنت" کا نام دیا گیا چناروں، کوہساروں، مرغزاروں، برف پوش وادیوں، جھلمل بہتے نالوں اور تصویر لیتی جھیلوں پر فنونِ لطیفہ کی ہر قدر آزمائی جانے لگی۔

Marfat.com

اور پھر ـــ اور پھر جب ڈوگرہ شاہی نے کشمیریوں کے خون سے ڈسلوانوں کو رنگنا شروع کیا تو پھر جل دیورا کھشس کا دور دورہ نظر آنے لگا ـــ اب کوئی کیشپ رشی بھی باقی نہیں۔ کوئی شوجی ترسول لے کر نمودار نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اب یہ الف لیلوی یا اساطیری دور نہیں یہاں تو اب سری نگر کی بیٹیاں ایک ایسے زمانے کی نیو رکھیں گی۔ جن میں ڈوگرہ شاہی ہوگی نہ شاستروں کی تعلیم۔ بلفظ اللہ اور دینِ محمد صلعم کا ذکر ہوگا اور برف پوش چوٹیوں کے درمیان لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کی صداؤں کی بازگشت گونجتی رہے گی۔

Marfat.com

بھارت اور کشمیر

جنگ سے زندگی کا ہر پہلو متاثر ہوتا ہے لیکن ابتدائے آفرینش سے دیگر ضروریات زندگی کی طرح جنگ بھی ایک ضرورت بن چکی ہے کچھ لوگ تو اس لئے جنگ کرتے ہیں کہ وہ اپنی طاقت کے ذریعہ ناپسندیدہ عناصر کو زیر کر کے اپنے مقصد کی تکمیل کریں۔ کچھ کمزور اس لئے لڑتے ہیں کہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت کریں یا اگر انہیں غصب کر لیا گیا ہو تو ان کو دوبارہ حاصل کریں۔ لیکن مسلمانوں کو علم جہاد اس وقت بھی بلند کرنا پڑتا ہے۔ جب کوئی کمزور اسے ظالم کے مقابلہ میں امداد کے لئے پکارے ایسی ہی پکار صدیوں پیشتر بصرہ کے گورنر حجاج کے دربار میں سنی گئی تھی اور اس کا جواب بن کر محمد بن قاسم علم اسلام لے کر سندھ کی جانب بڑھا تھا پھر شہاب الدین غوری اور محمود غزنوی کے حملوں میں بھی وہ اسلامی ذہن کارفرما تھا۔ جو سومنات کی زریں دیواروں کے سایوں میں انسانی جانوں سے ہولی کھیلی جاتی دیکھنا پسند نہ کرتا تھا۔ رام راج کے پجاری خود راون بنے تھے۔ پر ہلاد بھگت کی یاد منانے والوں نے راکشس کا روپ دھار رکھا تھا۔ مہابھارت کی داستانوں میں انصاف کی خاطر لڑنے والوں نے خود دریودھن بن کر دکھایا۔ سیتا زمین میں سما رہی تھی اور دروپدی اپنی ساڑھی سمیٹ رہی تھی۔ لیکن وہ دور انسانی حقوق کا دور نہ تھا۔ جمہوریت کا زمانہ نہ تھا۔ ایک قدیم دور تھا۔ جس میں دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے انسانوں کی قربانی دی جاتی تھی۔ لیکن اب تو روشن دور تھا اور رجعت پسندی اور ترقی پسندی کی اصطلاحوں کا شور تھا۔ پھر بھی بیسویں صدی میں بھی یہ دعویٰ کیا

Marfat.com

گیا تھا کہ بھگتوں کی ساری روحیں گاندھی کے قالب میں ہندوستان میں واپس لوٹ آئی ہیں۔ امن و شانتی کی گیتا ہندوستان میں پڑھی جا رہی ہے اور چرخے کے تکلوں کی چبھن ختم ہو گئی ہے۔

لیکن گاندھی کا سینہ خود گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ عدم تشدد کا حامی خود تشدد کا شکار ہو گیا اور وہ روشنی جس کا دعویٰ ہندو لیڈر کرتے آئے تھے ماند پڑ گئے کہ ہندو تو صرف رام جی کی "جے" چاہتا ہے اور اپنی ذاتی انکساری میں ہاتھ جوڑ کر سر نہوڑا کر پرنام کرتا ہے۔ لیکن اس پرنام میں کتنا بغض ہوتا ہے۔ کتنی گہری سیاہ اور تاریک قسم کی سیاست ہوتی ہے۔ اس کا کچھ اندازہ تو قائد اعظمؒ مرحوم اور دیگر مسلم زعماء کو بہت پہلے ہوا تھا۔ لیکن جب زمام اقتدار کلی طور پر ہندوؤں کے ہاتھ آئی تھی۔ تو اس گہری تاریکی کو حیدرآباد، بھوپال، منادر، جوناگڑھ اور گوا وغیرہ نے بھی محسوس کیا۔ مسلمان بالخصوص اس تاریکی کا شکار ہوئے اور یہ تاریکی جو سیاہی سے سُرخی میں اور سرخی سے سیاہی میں بدلتی رہی — ستمبر ۴۷ء میں ایک دفعہ انتہائی سُرخ ہو گئی۔

پھر بھی دنیا واضح طور پر ہندوازم کو نہ جان سکی — آخر کیوں! وہی سیاست کے دبیز پردے — جن سے جب بھی کوئی ہندو باہر نکلتا تو گاندھی کی لنگوٹی نہرو کی ٹوپی اور کھدر کے جامے میں ایک مسکین معلوم ہوتا۔ مسئلہ کشمیر پر کچھ قوموں کو احساس ہوا کہ یہ منہ میں رام رام کہنے والی نسل جو آریہ ورت کی بہترین مخلوق بننے کی کوشش کرتی ہے دراصل بغل میں چھری بھی دبائے ہوئے ہے۔ جب یہ چھری پچاس لاکھ کشمیری مسلمانوں کے خون سے نہانے لگی تو ایک دفعہ پھر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا اور پاکستانی، کشمیری اور قبائلی مسلمانوں نے کشمیری مسلمانوں کی زندگی کی بقا کے لئے اعلان جہاد کر دیا۔

Marfat.com

یہ اب سے اٹھارہ برس پیشتر کی بات ہے۔

عین اس وقت کہ جب سرینگر کے در و دیوار اللہ اکبر کی گونج سے ٹکرائے چاہتے تھے۔ قوموں کی برادری آڑے آئی اور ایک جنگ بندی لائن . . . (حد متارکہ جنگ) نے کشمیر کو دو حصوں میں اس وعدہ پر تقسیم کر دیا کہ کشمیری عوام اپنا حق خودارادیت استعمال کرتے ہوئے خود استصواب کے ذریعہ فیصلہ کریں گے کہ وہ کس ملک کے ساتھ اپنا الحاق چاہتے ہیں۔ اس حد متارکہ نے کشمیر کے اس حصہ کو جسے آزاد کشمیر کہا جاتا ہے۔ وہ سب کچھ دیا جو انسانیت کا تقاضہ ہے۔ لیکن ظلم و بربریت کا سایہ حدِ متارکہ کی اس سمت متواتر منڈلانے لگا۔ جہاں ڈوگرہ راج کا قیام ہوا۔ جہاں انسانیت نے شیطنت کا لبادہ اوڑھ کر وہ کچھ کیا جو راون نے بھی سیتا سے نہ کیا تھا۔ ہندوستان کے دیر سورماؤں کے ہاتھ اپنی ہی بہنوں کی چنریوں پر پڑنے لگے۔ اور کئی ایک ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کر ناچنے لگے۔ اور کرن سنگھ مہاراج کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تلک لگانے لگے۔

اگر مسئلہ کشمیر کے حل میں اقوام متحدہ آڑے نہ آتی تو آج سے کئی برس پیشتر ہی کشمیریوں کے لئے امن و آشتی کی سحر نمودار ہو چکی ہوتی۔ اور پھر اگر اقوام متحدہ نے تساہل نہ برتا ہوتا تو بھی شاید کشمیریوں کے زخم مندمل ہو گئے ہوتے۔ لیکن وہ نہ ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔ وہ ہوا جو نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ ذرا کشمیر اور اقوام متحدہ کے گذشتہ ۱۸ سال کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے مندرجہ ذیل تاریخوں اور فیصلوں پر نظر ڈالیئے۔ آپ کو اندازہ ہوگا کہ چند امریکن ہوابازوں کے روس میں گرفتار ہو جانے پر تو یو این او کے سیکرٹری جنرل تک وہاں خود پہنچتے ہیں۔ لیکن پچاس لاکھ کشمیریوں کے حق خودارادی کے لئے اقوام متحدہ سڑک کوٹنے کا انجن بن جاتی ہے۔ جو پورے زور سے چلتا ہوا بھی رینگتا ہی ہے۔

سلامتی کونسل گذشتہ سترہ برس سے مسئلہ کشمیر حل کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ اس نے جتنی بھی تجاویز پیش کیں۔ ان میں کشمیر میں استصواب رائے کرانے پر زور دیا گیا تھا۔ لیکن بھارت ہمیشہ ان قرار دادوں سے پہلو تہی کرتا رہا ہے۔ سلامتی کونسل نے جو قرار دادیں اور تجاویز پیش کیں وہ درج ذیل ہیں۔

۲۷۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو برطانوی وزیر اعظم لارڈ اٹیلی نے پاکستان اور بھارت کے وزراء اعظم کو تار دیا کہ وہ کشمیر کے مہاراجہ اور وزیر اعلیٰ کی معیت میں ان سے ملاقات کریں تاکہ کشمیر کے تنازعہ کو حل کرنے کی کوشش کی جائے پاکستان نے اس ملاقات پر رضامندی کا اظہار کیا جبکہ بھارت نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

یکم نومبر ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم محمد علی جناح نے تجویز پیش کی کہ پاکستان اور بھارت متنازعہ علاقے میں مشترکہ طور پر حالات معمول پر لانے کی کوشش کریں۔ اور استصواب رائے کرائیں۔ لیکن بھارت نے اس تجویز سے اتفاق نہ کرتے ہوئے اس مسئلہ کو اقوام متحدہ میں پیش کر دیا۔

جنگ بندی کے معاہدے کا مؤثر نفاذ یکم جنوری ۹۴۹ء سے ہوا۔ ۲۷ جولائی ۱۹۴۹ء کو خط متارکہ جنگ کی حد بندی کا معاہدہ ہوا۔ لیکن اقوام متحدہ کمیشن عملدرآمد کرانے میں ناکام رہا۔

مارچ ۱۹۴۹ء میں اقوام متحدہ کے کمیشن برائے ہند و پاکستان نے بھارت اور پاکستان کے نمائندوں سے اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا کہ دونوں ملک اپنی فوجوں کو واپس بلانے کے منصوبے پیش کریں۔ پاکستان نے اس پر عمل کیا لیکن بھارت نے اس تجویز پر بھی عمل درآمد نہ کیا۔

کمیشن نے تجویز کیا کہ قرار دادوں کی توضیح سے دونوں ملکوں میں جو اختلافات پیدا ہوئے ہیں وہ ایڈمرل نمٹز کے سامنے پیش کئے جائیں اور انہیں ثالث تسلیم

کیا جائے۔ امریکہ کے صدر اور برطانیہ کے وزیر اعظم نے ذاتی طور پر اپیل کی کہ اس تجویز پر اتفاق کیا جائے۔ پاکستان نے اس تجویز کو منظور کر لیا لیکن بھارت نے اس تجویز کو بھی مسترد کر دیا۔

۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء کو جنرل اے جی۔ ایل میکنٹن نے امریکی نمائندے کی حیثیت سے کشمیر سے فوجوں کے مکمل انخلاء کا منصوبہ مرتب کیا جسے پاکستان نے منظور کر لیا لیکن بھارت نے اسے مسترد کر دیا۔

جولائی ۱۹۵۰ء میں اقوام متحدہ کے نمائندے سر اووَن ڈکسن نے بھی فوجوں کے انخلاء کی تجویز مرتب کی جسے بھارت نے مسترد کر دیا لیکن پاکستان نے اس تجویز کو بھی منظور کر لیا۔

جنوری ۱۹۵۱ء میں دولتِ مشترکہ کے وزراء اعظم نے کشمیر میں غیر جانبدارانہ استصواب رائے کی راہ ہموار کرنے کے لئے وہاں سے فوجوں کے انخلا کے لئے اپنی خدمات پیش کیں انہوں نے تجویز کیا کہ دونوں ملکوں کی فوجیں کشمیر خالی کر دیں اور وہاں غیر ملکی فوجیں بھیجی جائیں۔ پاکستان نے اس تجویز کو بھی منظور کر لیا۔ لیکن بھارت نے اسے مسترد کر دیا۔

مارچ ۱۹۵۱ء میں برازیل کے نمائندے نے تجویز کیا کہ اقوام متحدہ کی ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ جنوری ۱۹۴۹ء کی قراردادوں کی توضیح سے دونوں ملکوں میں جو اختلافات پیدا ہوئے ہیں۔ وہ ثالث کے فیصلے کے مطابق ختم کئے جائیں۔ پاکستان نے اس تجویز پر رضامندی کا اظہار کیا۔ لیکن بھارت نے تجویز کو منظور کرنے سے انکار کر دیا

مارچ ۱۹۵۱ء اور دسمبر ۱۹۵۲ء کے دوران اقوام متحدہ کے نمائندے ڈاکٹر فرینک پی گراہم نے فوجوں کے انخلاء کے سلسلہ میں متعدد تجاویز پیش کیں لیکن بھارت نے تمام تجاویز کو مسترد کر دیا۔

Marfat.com

دسمبر ۱۹۵۲ء میں سلامتی کونسل نے ایک اور قرارداد منظور کی جس میں دونوں ملکوں پر زور دیا گیا کہ دونوں ملک اقوام متحدہ کے نمائندے کی سرکردگی میں خطِ متارکہ جنگ کے دونوں جانب فوجوں کی تعداد کے معاہدے کے سلسلے میں فوری طور پر بات چیت کریں۔ پاکستان نے اس تجویز کو بھی منظور کر لیا لیکن بھارت نے مسترد کر دیا۔

فروری ۱۹۵۳ء میں ڈاکٹر گراہم نے متنازعہ مسائل کو حل کرنے کے لئے دونوں حکومتوں کے درمیان براہِ راست بات چیت کی تجویز پیش کی۔ چنانچہ پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کے اجلاس ہوئے۔ تیسرے اجلاس کے آخر میں جو ۱۷ اگست سے ۲۰ اگست ۱۹۵۳ء تک دہلی میں ہوا۔ ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا۔ جس میں اس بات کی دوبارہ تصدیق کی گئی تھی کہ کشمیری عوام کی خواہشات معلوم کرنے کے لئے قابلِ عمل طریق کار صرف یہی ہے کہ وہاں غیر جانبدارانہ استصواب رائے کرایا جائے۔ اور استصواب رائے کے لئے ٹائم ٹیبل مرتب کیا جائے۔ اس مشترکہ اعلامیہ کا یہ فائدہ تھا کہ بنیادی مسائل کو حل کرنے کے لئے ماہرین کی کمیٹی تشکیل ہوئی ان بنیادی مسائل میں سب سے اہم مسئلہ کشمیر سے فوجوں کا انخلاء تھا لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد بھارت اس معاہدے سے منحرف ہو گیا۔

مارچ، اپریل ۱۹۵۷ء میں اقوام متحدہ کے ایک اور نمائندہ سویڈن کے مسٹر گنروی جارنگ نے ثالثی کی ایک اور تجویز پیش کی جسے پاکستان نے منظور کر لیا۔ لیکن بھارت نے اسے بھی مسترد کر دیا۔

ڈاکٹر گراہم کی آخری رپورٹ ابھی سلامتی کونسل کے پاس غور و خوض کے لئے پڑی تھی کہ صدر پاکستان نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو اس تنازعہ کو پُرامن طور پر حل کرنے کے لئے نئے سرے سے کوششیں شروع کر دیں لیکن بھارت کی طرف

Marfat.com

سے ان کی کوششوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی۔

جنوری، فروری ۱۹۵۸ء میں ڈاکٹر گراہم نے مسئلہ کے حل کے لئے پاکستان اور بھارت کو پانچ تجاویز پیش کیں۔ پاکستان نے یہ تجاویز منظور کر لیں لیکن بھارت نے کسی ایک پر بھی رضامندی کا اظہار نہ کیا۔

جنوری ۱۹۶۲ء میں آنجہانی صدر کینیڈی نے تجویز کیا کہ عالمی بنک کے صدر مسٹر یوجین بلیک، جنہوں نے پاکستان اور بھارت کے سندھ نہر کے پانی کے جھگڑے کو کامیابی سے ختم کرایا تھا۔ اس سلسلہ میں دونوں حکومتوں سے بات چیت کریں۔ پاکستان نے اس تجویز کا بھی خیر مقدم کیا۔ لیکن بھارت نے اسے مسترد کر دیا۔

۲۲ جون ۱۹۶۲ء کو سلامتی کونسل میں یہ تجویز کیا گیا کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اوتھان اس تنازعہ کو طے کرنے کے لئے اپنی کوششیں کریں۔ پاکستان نے اس تجویز کی حمایت کی لیکن بھارت نے اس کی مخالفت کی۔

دسمبر ۱۹۶۲ء سے مئی ۱۹۶۳ء تک پاکستان اور بھارت کے وزراء خارجہ ذوالفقار علی بھٹو اور سردار سورن سنگھ کی چھ ملاقاتیں صدر ایوب کی تحریک پر ہوئیں لیکن یہ تمام گفتگو ناکام ہوئی اور بھارت نے موجودہ خطِ متارکہ جنگ کو آخری نشان سمجھ لیا اور کشمیری عوام کو اپنی مرضی کے مطابق اپنے مستقبل کے فیصلے سے محروم کر دیا۔

آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اقوام متحدہ کے علاوہ بھی پاکستان نے مسئلہ کشمیر کے پرامن تصفیہ کے لئے ہر وقت ہاتھ بڑھایا لیکن بھارت کے کان پر جوں تک نہ رینگی "آدر تنگ آمد بجنگ آمد" کے مصداق جب اہل کشمیر نے دیکھا کہ شیخ عبداللہ کو پھر سے ہندوستان نے بند کر دیا۔ عوامی تحریکوں پر پابندیاں لگا دی ہیں۔ تو انہوں نے الجزائر کی مثال سامنے رکھتے ہوئے ایک انقلابی کونسل قائم کی اور صدائے

Marfat.com

کشمیر ریڈیو قائم کیا اور جہاد فی سبیل اللہ کا اعلان کر دیا۔ تو بھارت الزام دینے لگا کہ یہ تو سب کچھ پاکستان کا کیا دھرا ہے۔ جھوٹا جھوٹ سے کیا شرمائے گا۔ آخر دنیا جانتی ہے۔ کہ ہندو جھوٹا ہے۔ سلامتی کونسل ۲۰ ستمبر کی قرارداد کو پھر بھارت تسلیم نہیں کر رہا۔ معاہدہ تاشقند سے اسی لئے کوئی خوش فہمی پیدا نہیں ہوئی کہ بھارت کا ماضی بڑا پُر فریب ہے۔ ہو سکتا ہے اندرا گاندھی کشمیری عوام کے لئے ایک نعمت ثابت ہوں۔

84222

Marfat.com

ایک قدیم جنگ

ہم پر ہندوستان نے جنگ اس طریق سے مسلط کی کہ ہم سمجھ بھی نہ سکے کہ آخر یہ اتنا اچانک ہوا کیا ہے کہاں "اوم شانتی" اور "رام رام" کی مالا، کہاں اہنسا پرمو دھرم کا پرچار، کہاں ہاتھ جوڑ کر نمستے اور کہاں یہ یاجوج ماجوج کی یلغار — اور وہ بھی رات کے سناٹوں میں۔ تاہم اس وقت یہی ایک علاج رہ گیا تھا کہ طاقت و بربریت کے اس سیل رواں کو روکا جائے اور ساری دنیا گواہ ہے اس سیل بے پناہ کو نہ صرف روکا گیا بلکہ اسے پسپا کر کے اس کی صفوں کو الٹ دیا گیا۔ اس کے لوہے کو پگھلا دیا گیا، اور طاقت کے بل پر جینے والے نمرود اور شدّاد مان گئے کہ اخلاق اور اتحاد کی طاقت کے سامنے پہاڑوں کے جگر پانی ہونے والی باتیں سچ ہیں۔ قرون اولیٰ میں لڑائیوں کی وہ داستانیں موجودہ مادہ پرست دنیا کے لئے ناقابل یقین تھیں یکایک یقین محکم میں تبدیل ہو گئیں گویا پاک بھارت سرحدوں پر بہنے والے خون نے صدیوں پرانی سچائیوں پر پڑے ہوئے پردوں کو ہٹا دیا۔

عارضی طور پر جب ذرا سوچنے سمجھنے کا موقع ملا تو جو دستاویزات ہمارے ہاتھ لگیں ان سے ہندو مہاشوں کی ساری شاستری کا بھرم کھل گیا۔ انہی دستاویزات کے ثبوت کی روشنی میں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ موجودہ جنگ دراصل ایک صدیوں پرانی جنگ ہے اس سلسلہ میں مختلف تجزیہ نگاروں کی تحریروں سے جو نتائج مرتب ہوئے اور جو حقیقتیں کھلیں وہ مختصراً زبیر صدیقی نے یوں قلمبند کی ہیں۔

"پاکستان اور ہندوستان کے مابین باقاعدہ جنگ تو ۶ ستمبر ۶۵ء کو شروع

Marfat.com

ہوئی لیکن ہمارے ساتھ ہمارے ہمسایہ ملک کی مخاصمت کا قصہ بہت پرانا طویل اور تکلیف دہ ہے اس کی جڑیں اس برعظیم کی گذشتہ کئی صدیوں کی تاریخ میں پیوست ہیں اور اس تاریخ کا شاید ہی کوئی حصہ ایسا ہو جس پر اس عناد اور دشمنی کا کوئی نشان یا عکس ثبت نہ ہو۔ ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات کے کسی موضوع پر گفتگو کیجئے۔ بات جلد کئی سو برس پیچھے پہنچ جاتی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بعد سے تاریخ کا کوئی دور ایسا نہیں جس میں ہندو اور مسلمان صحیح معنوں میں ایک دوسرے سے گھل مل گئے ہوں۔ ہندوؤں کی لاغیریت پسند سماج، جس میں ذات پات کی تفریق بنیادی اصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام کے ترقی پسندانہ تصورِ حیات اور اسلامی معاشرے کے جمہوری اصولوں کو قبول نہ کر سکی، نہ اس میں اتنی قوت تھی کہ اسلام کا زور توڑ کر اور اس کی جداگانہ خصوصیت مٹا کر اس کو اپنے اندر جذب کر سکے۔ چنانچہ دونوں قوموں کے اتحاد کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی۔ ان کی باہمی آویزش نے مختلف شکلیں اختیار کیں اور اس کی شدت گھٹتی بڑھتی رہی۔ لیکن وہ کبھی ختم نہ ہو سکی۔

یہ قرب فراق آمیز صدیوں تک جاری رہا۔ سلطنتِ مغلیہ کے زوال کے بعد دونوں کی دبی ہوئی آویزش نے پھر زور پکڑا اور بغاوت اور باہمی جنگ کی صورت میں ظاہر ہوئی اگر انگریز باہر سے آکر مداخلت نہ کرتے تو شاید اسی زمانے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی جنگ کسی فیصلہ کن نتیجے پر پہنچ جاتی۔ لیکن غلامی کی ذلت و رسوائی کے مشترکہ احساس اور اس کی لائی ہوئی مشترکہ مصیبتوں نے کچھ عرصے کے لئے اختلافات کی شدت کو گھٹا دیا۔ پھر انگریز کے تسلط اور طاقت نے کچھ مدت کے لئے ان کی سلگتی ہوئی آویزش کو دبائے رکھا۔ لیکن جب نئے متحدہ ہندوستان کے مستقبل کے نقش ابھرنا شروع ہوئے تو دبی ہوئی آویزش اور رقابتیں

Marfat.com

پھر ابھرنے لگیں اور جلد ہی یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہندو مسلمانوں کو برابر کا شریک بنانے پر کسی طرح رضامند نہ ہوں گے۔ بلکہ ان آثار کو بھی مٹا دینے کے درپے ہوں گے۔ جو ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت و اقتدار کی یاد دلاتے ہیں اور صدیوں کے ساتھ رہنے سہنے اور اشتراک عمل سے وجود میں آئے تھے۔

ہندو کلچر کے احیاء کے ساتھ ساتھ اردو کو مٹانے اور اسے دفتروں عدالتوں اور مدرسوں سے خارج کرنے کی تحریک برپا ہوئی اور انیسویں صدی کے ختم ہونے سے پہلے ہی یہ رجحانات اتنی شدت اختیار کر گئے تھے۔ کہ سر سید بھی، جو مسلمانوں میں رجعت پسند عناصر سے برسرِپیکار تھے اور جن کا ذہن مذہبی تعصب اور نفرت سے بالکل پاک تھا، ناقابلِ انکار حقیقتوں کے پیشِ نظر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں، سیاسی اور اجتماعی زندگی میں ان کے مابین گہرا اور دیرپا اشتراک عمل ناممکن ہے اور وہ کبھی متحدہ قومیت کے سانچے میں نہ ڈھل سکیں گے۔

پھر بیسویں صدی کے آغاز میں گنگا دھر تلک اور دوسرے ہندو احیاء پرستوں نے براہ راست ملک کی سیاسی زندگی میں فرقہ پرستی کا زہر گھولنا شروع کیا اور آزادی کی جدوجہد کو ہندو مت اور کلچر کے احیاء کی تحریک میں مدغم کرنا چاہا۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد گاندھی نے ہندوستان کی عملی سیاست میں قدم رکھا اور جلد ہی ملک کی سیاسی زندگی پر چھا گئے۔ انہوں نے بھی مذہبی رواداری کے دعووں اور ہندو مسلم اتحاد کے نعروں کے باوجود نہایت ہوشیاری اور عیاری سے ہندو احیاء کی تحریک کو تقویت بخشی اور ہندوستان میں ہندوؤں کے سیاسی اقتدار کے لئے مضبوط اور پائیدار بنیادیں تیار کرنا شروع کیں۔ پہلے تو کچھ عرصہ مسلمان ان کے اصل مقاصد سے بے خبر رہے لیکن جلد ہی ان کی روحانیت کا پردہ چاک ہو گیا۔ ان کے

Marfat.com

نفوت کی قلعی کھل گئی اور مذہبی رواداری اور قومی اتحاد کا جو ملمع انہوں نے اپنی سیاست پر بڑی چابکدستی سے چڑھا رکھا تھا وہ اتر گیا۔ ان کی تحریک کے مکروہ محرکات اور خوفناک مقاصد بے نقاب ہونے لگے تو مسلمانوں کی آنکھیں کھلنے لگیں۔ پہلے وہ کانگریس سے بدگمان ہوئے پھر اس سے الگ ہونا شروع ہوئے اور بالآخر ملک کی تقسیم کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہوئے ــــــــــــ"

پاکستان کے ساتھ ہندوستان کی حالیہ دشمنی اور عناد کا تعلق کسی ایک مسئلے یا قضیے سے نہیں بلکہ یہ ہندوستان کے حکمران فرقے کے اس تعصب نارواداری اور نفرت کا اظہار ہے۔ جس سے اس برِعظیم کی پچھلے سات برسوں کی ساری تاریخ داغدار ہے۔ اٹھارہ برس پہلے جب پاکستان قائم ہوا۔ تو بہت سے لوگوں کو یہ خیال تھا کہ رفتہ رفتہ ہندوستان اسی نئی سیاست کے وجود کو بطور ایک حقیقت تسلیم کرے گا۔ اور پرانی یادوں کو بھلا کر اور تاریخی تلخیوں کو مٹا کر دوستی اور ہمسائیگی کے ایک نئے دور کے آغاز میں پاکستان سے اشتراک اور تعاون کرے گا۔ خود قائداعظم کو یہی امید تھی۔ اور انہوں نے قیامِ پاکستان سے پہلے پہلے اور اس کے بعد کئی تقریروں اور بیانوں میں اس توقع کا اظہار کیا۔

قائداعظم کی تقاریر سے جہاں ان کی تاریخ دانی کا پتہ چلتا ہے وہاں ان کی سیاسی بصیرت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ شاید ان کو بھارت کے مکروہ ارادوں کا اندازہ ہو گیا تھا اس لئے وہ بار بار ایک طرف تو ہندوستانی لیڈروں کو صداقت، دیانت اور شرافت اختیار کرنے کی تلقین کرتے تھے اور دوسری طرف مسلمانوں کو جہاد کے جذبہ کو برقرار رکھنے کی یاد دلاتے رہتے تھے۔ ہندوستان کب سے پاکستان کو ہڑپ کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ تو اس وقت ہو تھا۔ جب اچانک امریکہ اور ہندوستان کے خفیہ معاہدہ کا پتہ چلا جس

Marfat.com

میں امریکہ نے ہندوستان کو جنگی سامان دینے کی شرائط طے کی تھیں۔ پاکستان اور امریکہ کی دوستی کو بھی ہندوستان اپنے لئے مہلک خیال کرتا تھا۔ لیکن پاکستان نے تو اس وقت بھی ہندوستان سے جنگ نہیں چھیڑی جب وہ چین سے شکست پر شکست کھا رہا تھا۔ پاکستان تو پُرامن رہا اور امن کے عالمی اصولوں کی عزت کرتا رہا۔ ہم نے اس خفیہ معاہدے کے نتیجے پر صرف امریکہ کی دوستی پر ہی بھروسہ کرنا تو چھوڑ دیا لیکن ہندوستان کی طرح کسی ملک سے خفیہ معاہدہ نہیں کیا۔ البتہ اپنے نئے دوست ضرور پیدا کئے۔ اور وہ بھی صرف اپنے دفاع کے لئے جارحیت کے لئے نہیں۔

خفیہ معاہدہ کے بعد بھی ہم بھارت کو زیادہ نہیں پہچان سکے۔ لیکن رن کچھ کے علاقہ میں بھارت کی "جٹیو نہیا" کی مناہی کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ ہماری فراخ دلی کا یہ عالم تھا کہ اس تاریخی واقعہ کو بھی امن عالم کی خاطر بھلانے پر آمادہ ہو گئے اور یہ نہ جان سکے کہ ان معاہدوں، ان جارحیتوں اور کشمیر میں ظلم و استبداد کے واقعات کی تہہ میں سازشوں کا ایک انبار ہے۔ جن کے منصوبے تو ۱۹۴۷ء میں ہی تیار کر لئے گئے تھے۔

اگر ہم ذرا صرف ایک صدی پیشتر کے بھارتی انداز تک کا محاسبہ کریں تو چند اور باتیں بھی سامنے آتی ہیں، جن کی سچائی کو تسلیم کرنا ہی بالغ العقل ہونے کی دلیل ہے۔

مسلمانوں کی آزادی کی کشمکش کا دور تو اسی روز سے شروع ہو جاتا ہے جس روز مغل شاہی کا آفتاب غروب ہونے لگا تھا۔ اہلِ بصیرت مسلمانوں نے بھانپ لیا تھا۔ کہ انگریزوں کی بڑھتی ہوئی ریاکاری اور مکاری میں ہندو بنئے ان کا آلہ کار بن کر فوائد حاصل کر رہے ہیں اور غلام ابن غلام رہنے والی نسل ہاتھ جوڑ کر اور جی مہاراج کہہ کر اپنا اُلو سیدھا کرتی رہے گی۔ سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان۔

Marfat.com

انگریزوں کی دست برد سے ملک کو بچانے کے لئے جو جدوجہد کی اس میں غدار امرا کے علاوہ ہندوؤں کا تعاون نہ ہونا ناکامی کا باعث بن گیا۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی بھی ہندوؤں کے عدم تعاون کے باعث ایک ناکام کوشش بن کر رہ گئی۔ مغل امراء ایک ایک کر کے آزادی کی شمع پر نثار ہو گئے اور وقت نے شہزادوں سے مزدوری کروائی۔ بخت خان جیسے جرنیل روپوش ہو گئے۔ برطانوی سامراج نے ایک پنچ ذہن کے ساہوکار طبقہ کو جنم دیا۔ ہندوؤں نے یورپی طرز میں کچھ ایسی اصطلاحیں۔ القاب اور آداب جلد اپنا لئے۔ جن کو برطانوی لوگ بہت پسند کرتے تھے۔ ایک کھوکھلے وقار کا لبادہ اوڑھ کر ہندو برطانوی حکمرانوں کے زیادہ قریب ہونے لگے، یہاں تک ۱۸۶۷ء میں جب ہندی کو اردو پر فوقیت دینے کی تحریک چلی تو سر سید احمد خان نے سب سے پہلے محسوس کیا کہ ہندو جس چیز کو ہندوستان نیشنلزم کہتے ہیں۔ دراصل وہ ہندو نیشلزم ہے۔ انہوں نے ایک برطانوی افسر شکسپیئر کو بتایا کہ ہندو اور مسلمان دو قومیں ہیں اور ان میں کبھی باہم اتفاق نہیں ہو سکتا۔ بے شک اس وقت ان دو قوموں میں بظاہر کوئی دشمنی نظر نہیں آئی لیکن جو لوگ زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ ان دونوں کے راستے الگ الگ ہیں اور یہ سب کچھ سچ ثابت ہوا۔

تمام مسلمان لیڈروں میں سے قائداعظم سب سے زیادہ دانا ثابت ہوئے ۱۹۰۵ء سے لے کر ۱۹۳۵ء تک انڈین نیشنل کانگریس سے منسلک رہے اور دن رات اس کے لئے کام کیا۔ لیکن جب انہیں یہ احساس ہوا کہ انڈین نیشنل کانگرس ہندوستان کے لئے نہیں بلکہ صرف ہندوؤں کی سربلندی کے لئے کوشاں ہے۔ تو انہوں نے مسلم لیگ میں شامل ہو کر الگ وطن کا مطالبہ کر دیا۔ ہندوؤں کی مسلمانوں سے دشمنی تو ابدی ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بعد ان کو کبھی حکومت نہ

Marfat.com

کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ان کے راجے مہاراجے بھی مسلمان بادشاہوں کے خراج گذار بن کر ہی رہے۔ ہندوستان کی آزادی کی فضا ہموار ہوتے دیکھ کر وہ اکثریت کے بل پر مسلمانوں پر حکومت کرنے کے خواب دیکھنے لگے تھے۔ پاکستان کا قیام ان کے ارادوں کی شکست تھی۔ اس کا مطلب تو صاف یہ تھا کہ مسلمان ہندوستان کے ہندوؤں کے چنگل سے آزاد ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے پاکستان کے مطالبہ کے خلاف اکھنڈ بھارت کا نعرہ بلند کرنا شروع کر دیا۔ لیکن بالآخر وہ وقت آ گیا جب دو صدیوں کا طوق غلامی ہندوستان کے گلے سے ٹوٹ کر گر گیا اور مسلمانوں کے لئے ایک الگ ملک قائم ہونے کے انتظامات ہونے لگے لیکن ہندوؤں نے لارڈ مونٹ بیٹن کو گورنری پیش کر کے ایک سیاسی رشوت دے ڈالی اور ریڈ کلف آوارڈ ایک چھری کی طرح مسلمانوں کی پشت میں گھونپ دیا گیا۔

قائداعظمؒ نے ریڈ کلف کی تقرری بطور چیئرمین باؤنڈری کمیشن قبول کی تو انہیں یہ یقین تھا کہ ملکہ برطانیہ کی آئینی مجلس کا مشیر طے شدہ امور کا پاس کرتے ہوئے یقیناً انصاف اور بالغ نظری سے کام لے گا۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر گورداسپور کا ضلع بھارت کو دے کر ایک تو مسلمانوں کا قتل عام کرایا اور دوسرے کشمیر کا تنازعہ کھڑا کر دیا۔ اگر یہ ضلع اصولوں کے مطابق مسلم اکثریت کے باعث پاکستان کو مل جاتا تو کشمیر کا جھگڑا کبھی بھی کھڑا نہ ہوتا۔ جغرافیائی طور پر بھی وہ مسائل پیدا نہ ہوتے جن سے اختلافات خلیج پھیلتی جاتی۔ مسلمان اپنے نقصانات تو بھول گئے لیکن بھارتی جارحیت کسی نہ کسی طرح ان کو تنگ کرتی رہی۔ کبھی کبھی ان کے بھارت میں رہنے والے عزیز و اقارب کی زندگی کا قافیہ تنگ کر کے پاکستانی مسلمانوں کو سوچنے پر مجبور کر دیتی۔ اس جارحیت نے اکثریت اور طاقت کے بل پر جونا گڑھ، بھوپال، مناور اور حیدر آباد پر قبضہ کر لیا اور کشمیر پہ اپنے دانت گاڑ دیئے۔ کشمیری مسلمان اکثریت

Marfat.com

کے اصول پر پاکستان سے الحاق چاہتے ہیں۔ انہوں نے برطانوی سامراج اور ڈوگرہ شاہی کے پنگل سے نجات پانے کے لئے تمام ریاست میں مظاہرے شروع کر دیئے۔ ریاستی پولیس اور ڈوگرا فوج کے ظلم و ستم نے عوام کو جہاد پر مجبور کر دیا۔

اس کے بعد سترہ برس تک جو کچھ ہوا ہے۔ اس کی تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں ہندوؤں کی مسلم اور پاکستان دشمنی محض اس وجہ سے ہے کہ وہ مسلمانوں پر حکومت کرنے کے خواب کو شرمندۂ تعبیر نہ کر سکے۔ ادراکھنڈ بھارت کے نقشہ پر سبز رنگ ان پر ہذیانی کیفیت طاری کر دیتا ہے۔ ۱۹۶۵ء کی سترہ روزہ جنگ کے بعد جو تفصیلات سامنے آئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں ہی پاکستان ختم کرنے کے منصوبوں کی تیاری ہونے لگی تھی۔ حملہ کی صورت میں نہ ہی سیاسی اور معاشی طور پر ہی سہی۔ جنرل نرنجن پرشاد کی ڈائری سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بھارتی سامراج رن کچھ میں پٹنے کے بعد کسی وقت بھی اطمینان سے نہیں بیٹھا اور وہ برابر پاکستان پر حملہ کے پروگرام بناتا رہا۔ اس ڈائری کی موجودگی میں اور بھارتی وزیر اعظم کے بیانات سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ محض کشمیر کی حالیہ جنگِ آزادی کی آڑ لے کر پاکستان پر حملہ کرنا کوئی دفاعی قدم نہ تھا۔ بلکہ اسی پرانی جارحیت کا بار بار اعادہ تھا۔ جو بھارتی اقتدار کا ایک گھناؤنا پہلو ہے اور جس میں بھارتی لیڈروں کیلئے ایک خطرناک انجام پنہاں ہے۔

بھارت کشمیر میں ہی جنگ کا محاذ قائم رکھ کر لڑ سکتا تھا۔ لیکن مجاہدین کی پیش قدمی اور پاکستانی فضائیہ کے حملہ سے اسے اچھی طرح سمجھ میں آگیا کہ وہ برابر نقصان اٹھا رہا ہے۔ اس نے کشمیری عوام میں بھارت کے خلاف پھیلی ہوئی نفرت کا اندازہ کیا اپنی فوجوں کی بدنظمی اور بوکھلاہٹ پر نظر ڈالی تو اسے یہی بہتر نظر آیا کہ وہ پاکستان کے خلاف محاذات کھولنا جائے۔ اسے یہ گمان تھا کہ پاکستان سے

Marfat.com

بھارت کی فوجی طاقت پانچ گنا ہے اور پاکستان ہر محاذ پر نہیں لڑ سکے گا۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ اگر اہل کشمیر اگست میں جنگ آزادی کی ابتدا نہ کرتے تو پاکستان پر بھارتی حملہ کی صورت اور ہوتی یا پھر وہ کچھ اور وقت انتظار کرتا۔ بہر کیف حالات نے اسی طرح صورت اختیار کرنی تھی اور جو کچھ ہوا اسے آج کی نسل کا ہر بچہ جانتا ہے۔ اور یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبوں کا کرشمہ ہے۔

موجودہ ذلت خواری کے بعد اب بھارتی سینا "ایٹم بم" بننے کی منتظر ہے۔ لیکن انشاء اللہ ہر فرعون کو موسے اور ہر نمرود کو ابراہیم ملتے ہی رہیں گے۔

Marfat.com

واقعاتِ جنگ

روزنامچہ ....

Marfat.com

جنگ کے شب و روز

ہر محاذ کی کم و بیش واقعاتی صورت کے بعد جنگ کے ایام کی خبروں پر ایک نظر ڈالنے سے اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ جو کچھ گذشتہ ابواب میں لکھا گیا ہے وہ کس قدر درست اور قابلِ اعتماد ہے۔ مگر بھارت پھر بھی "میں نہ مانوں" کی رٹ لگاتا رہا اور آکاش وانی سے فتح کے نغمے بجاتا رہا ہے تو اس کی مرضی۔ نازی فاشزم کی یہی تو پہچان ہے۔ اب برِّ صغیر کے ہٹلروں کا جب انجام آئے گا۔ تو انہیں وہ زہر بھی نصیب نہ ہوگا۔ جو سکون کی موت دیتا ہے۔

(اِن شب و روز میں ۳۱ اگست سے پانچ ستمبر تک کی کشمیر کی جنگ آزادی کی خبریں بھی ہیں)

Marfat.com

کشمیر

۳۱ اگست ۱۹۶۵ء

• درہ حاجی پیر میں بھارت اور آزاد کشمیر کی فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی پیر سوہاوا پر قبضہ کرنے کی ناکام کوشش میں اڑھائی سو بھارتی ہلاک ہو گئے اور ان کی نعشوں کو بیلی کاپٹر اٹھاتے رہے۔ اسی روز کشمیر میں اقوام متحدہ کے مبصر کے اعلیٰ لفٹیننٹ جنرل رابرٹ نمو اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر او تھان سے کشمیر کے بارے میں گفت و شنید کے بعد واپس سرینگر روانہ ہوئے۔

• اسی روز خواجہ شہاب الدین وزیر اطلاعات نے کراچی کے استقبالیہ میں کہا کہ پاکستان کشمیر کے حالات کا خاموش تماشائی نہیں رہے گا۔

• پاکستان کے گوشے گوشے سے یہ صدا بلند ہوئی کہ پاکستانی رضاکاروں کو کشمیر جانے سے نہ روکا جائے۔ گوجرانوالہ۔ ڈسکہ۔ کورٹ رادھا کشن، حافظ آباد وار برٹن، سرگودھا، عارف والا، سانگلہ ہل، فائد آباد، ٹنڈو آدم خان، لاڑکانہ، چونیاں اور میانوالی کی مختلف کمیٹیوں نے رضاکاروں کی خدمات پیش کیں۔

یکم ستمبر ۱۹۶۵ء

• صدر پاکستان نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں کشمیری مجاہدین کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ نتائج کی ساری ذمہ داری بھارت پر ہو گی۔ اسی روز پاکستان اور آزاد کشمیر کی فوجوں نے ایک جوابی حملہ میں جموں میں چھمب اور دیوا کی بھارتی

Marfat.com

چوکیوں پر قبضہ کر لیا چھمب سیکٹر میں بارہ سو بھارتی فوجی ہلاک ہوئے۔ تقریباً گیارہ گاؤں بھارتی تسلط سے آزاد کرا لئے گئے۔ بھارتی فوج جنگ بندی لائن سے آٹھ میل پیچھے ہٹ گئے سون مرگ کے نزدیک بھارت کی پوری پلٹن کا صفایا کر دیا گیا۔ پونچھ میں بھارتی افواج کی پیش قدمی روک دی گئی بھارت نے اپنی فضائیہ کو بھی مجاہدین کے خلاف استعمال کیا لیکن پاکستانی شہبازوں نے چار بھارتی طیاروں کو گرا لیا۔

وزیر اعظم شاستری نے کہا۔"ہم پاکستانی چیلنج کا مقابلہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے"

جنرل چوہدری کشمیر کا دورہ کر کے واپس دہلی پہنچ گئے۔

انقلابی کونسل نے کشمیری مجاہدین کو صدائے کشمیر ریڈیو سے پیغام دیا کہ فیصلہ کن جنگ کی گھڑی آگئی ہے۔

۱۳ ستمبر ۱۹۶۵ء

صدر آزاد کشمیر نے کہا۔"اہل کشمیر اب دوبارہ وعدوں کے فریب میں نہیں آئیں گے۔ نیز جنگ بندی لائن پر بحالی امن سے قضیہ کشمیر حل نہیں ہو گا۔ اقوام متحدہ سے سیکرٹری جنرل نے پاکستان اور بھارت کو تار ارسال کئے کہ دونوں ممالک کی افواج کے باہم تصادم سے ساری دنیا کا امن خطرے میں پڑ جائے گا۔ اس لئے وہ کشمیر میں جنگ بند کر دیں۔

- جنرل موسیٰ نے محاذ کے اگلے حصّوں کا معائنہ کیا۔
- دہلی، سرینگر، ہوائی سروس بند ہو گئی پونچھ میں بھی بھارتی افواج کے سترہ فوجی ہلاک ہوئے۔

بھارتی وزیر دفاع مسٹر چوان نے پاکستان پر الزام لگایا کہ کشمیر میں جنگ کی صورت حال کو خطرناک بنانے کا ذمہ دار پاکستان ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا۔

Marfat.com

"پاکستان کو کشمیر میں جنگ کو زیادہ خطرناک شکل میں پھیلانے کا ذمہ دار قرار دینا بعینہٖ بھیڑیئے کی اس کہانی کی طرح ہے جس نے نہر ہی کے بہاؤ کی نچلی طرف پانی پینے والے میمنے پر الزام لگا کر اس پر حملہ کر دیا تھا۔ کہ وہ بھیڑیئے کے پینے والا پانی گدلا کر رہا ہے۔ کاش چو آن کو کوئی سمجھا دیتا کہ پاکستان میمنہ نہیں ہے۔"

- جنرل اندرا گاندھی بھارتی وزیر اطلاعات نے کہا کہ بھارت جنگ جاری رکھے گا۔ (اب مسز اندرا گاندھی ہندوستان کی وزیر اعظم ہیں)
- جنرل نمو دہلی میں گفت وشنید کے بعد سرینگر پہنچے۔
- سید ابو الاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی نے عالم اسلام کے ممتاز علماء، مفکرین اور مدیران جرائد سے اپیل کی کہ وہ جہادِ کشمیر کو کامیاب بنانے میں مدد دیں۔
- لفٹیننٹ جنرل اعظم خان نے کہا "اہل پاکستان ہر چیلنج سے عہدہ برآ ہونا جانتے ہیں۔ جہاد آزادی کشمیر میں حصہ لینا ہر پاکستانی کا مقدس فرض ہے۔"
- قومی اسمبلی کے سپیکر جناب عبد الجبار خان نے بیروت میں کہا کہ "کشمیری عوام بھارت کے خلاف بغاوت پر مجبور ہو گئے ہیں۔"

۴ ستمبر ۶۵ء

- بھمبر کے علاقہ میں بھارتی ٹھکانوں پر پاکستان کی فضائیہ نے زبردست حملہ کیا۔ پاکستانی افواج دریائے توی پار کر کے پانچ میل آگے بڑھ گئیں۔
- مختلف سیاسی شخصیتوں نے کشمیر کے متعلق بیان دیئے۔
- بھارتی تسلط سے آزادی کی جدوجہد میں چینی عوام کشمیریوں کے حامی ہیں (مارشل چن ژی)
- مسئلہ کشمیر امن کے لئے زبردست خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ جنرل ادھان
- اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی تجاویز انتہائی مایوس کن اور مضحکہ خیز

Marfat.com

اور یکطرفہ ہیں۔ (چوہدری غلام عباس)

• ہم کشمیریوں کو حق خود ارادیت دلا کر رہیں گے۔ کسی ملک کا دباؤ قبول نہیں کیا جائیگا

(چوہدری علی اکبر وزیر داخلہ امور کشمیر)

• جنرل موسیٰ پھر چھمب کے محاذ پر گئے اور بھارتی افواج سے چھینے ہوئے ٹینکوں، توپوں اور دیگر اسلحہ کا معائنہ کیا۔

۵ ستمبر ۱۹۶۵ء

پاکستانی فوجیں جوڑیاں پر قبضہ کرنے کے بعد کافی آگے نکل گئیں۔ پاک فضائیہ نے بھارتی لڑاکا طیاروں کو مار بھگایا۔ دشمن کے ٹینکوں اور گاڑیوں پر زبردست بمباری کی گئی اور مجاہدین جنگ بندی لائن سے بیس میل آگے بڑھ گئے۔

• اس فتح پر جنرل موسیٰ نے جنرل آفیسر کمانڈنگ کو مبارکباد دی اور صدر ایوب نے افواج کو خراج تحسین پیش کیا۔

• مسٹر شاستری نے کہا پاکستان سے کشمیر کے مسئلہ پر کوئی بات چیت نہیں کی جائے گی۔"

• آل پارٹیز کشمیر کمیٹی کا اجلاس قائد کشمیر چوہدری غلام عباس کی اقامت گاہ پر دو مرتبہ بند کمرے میں ہوا۔ صبح کا اجلاس دو گھنٹے تک اور شام کا اجلاس ایک گھنٹے سے زائد رہا۔ دونوں اجلاسوں میں شرکت کرنے والوں میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی، چوہدری محمد علی صدر نظام اسلام پارٹی۔ سردار شوکت حیات خان جنرل سیکرٹری کونسل مسلم لیگ، نوابزادہ نصر اللہ خان صدر عوامی لیگ، سردار ملک انور میاں امیر الدین (مغربی پاکستان مسلم لیگ) شامل تھے۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ کمیٹی نے چند قرار دادیں منظور کیں۔ جن میں سے ایک مجاہدین فنڈ کے بارے میں تھی اور دوسری میں کشمیر کے متعلق صدر ایوب کی پالیسی کی حمایت د

Marfat.com

نائید کی گئی۔

• لاہور کے ایک عظیم اجتماع میں عوام کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ اقوام متحدہ اپنی قرار دادوں پر عمل کرائے اور مسئلہ کشمیر حل کرائے۔

پاک بھارت جنگ

ہندو سامراج کی روائتی شان یہ ہے کہ وہ کبھی بہادرانہ کام نہیں کرتا اور نہ ہی سچ بولتا ہے۔ اس نے اپنی ذہنیت کا ایک اور ثبوت یہ دیا کہ کشمیر کی سرزمین میں مار کھانے کے بعد پاکستان کی بین الاقوامی سرحد پر بغیر کسی الٹی میٹم اور اعلان جنگ کے ایک لمبا چوڑا محاذ کھول دیا اور سرزمین پاک میں گھس آنے کی کوشش کی بلکہ بھارتی فضائیہ کے بزدل ہوا بازوں نے مسافر گاڑیوں اور شہری آبادی پر بمباری شروع کر دی۔ مملکت خداداد پر شبخوں مارنے کی سوچی سمجھی سکیم کے مطابق مغربی پاکستان کی سرحدوں پر جسٹر، واہگہ اور بیدیاں پر حملہ کر دیا۔ لیکن اس بے غیرتی کا بھارت کو جو خمیازہ بھگتنا پڑا اسے خبروں کی زبانی سنئے۔ ہر محاذ پر اسے ذلت اٹھانی پڑی۔

چھ ستمبر ۱۹۶۵ء

• پٹھان کوٹ کے ہوائی اڈہ پر پاک فضائیہ نے کامیاب حملہ کر کے ۲۲ طیاروں کو تباہ کر دیا۔

• بھارت کے آٹھ سو فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ دس ٹینک اور ۳۰ گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔

Marfat.com

• وزیرآباد میں مسافر گاڑی پر حملہ کرنے والے جہازوں کو پاک فضائیہ نے مار گرایا۔

''بھارتی فوج کو کچل دیجئے''۔ جنرل موسٰے

• ''پاکستانی فضائیہ نے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا''۔ ائیر وائس مارشل نور خان۔

• سلامتی کونسل نے ہنگامی اجلاس بلایا۔

• صدر پاکستان نے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا اور کہا کہ پاکستان کے خلاف جس فتنہ نے سر اٹھایا ہے۔انشاءاللہ اسے کچل دیا جائے گا۔

• پاکستان پر اس حملہ سے مجاہدین نے اپنی سرگرمیاں نہیں چھوڑیں پاکستان برابر کشمیری بھائیوں کی امداد کرتا رہا۔انقلابی کونسل کے ایک ترجمان نے کہا۔کہ آزاد فوج نے جوڑیاں کے علاقہ میں بھارتی فوج کے ۳۵ افراد حراست میں لئے ان جنگی قیدیوں میں بھارتی فوج کے دو اعلٰے افسر اور دو جونئیر کمیشنڈ آفیسر شامل تھے۔ترجمان نے کہا کہ آزاد فوج نے بھاری تعداد میں اسلحہ اور ساز و سامان پر بھی قبضہ کیا تھا۔جس میں ۲۵ پونڈ وزنی گولے پھینکنے والی چھ توپیں اور بہت سے ٹینک شامل تھے۔

• جونہی ہندو سامراج کے مکروہ چہرے سے نقاب اٹھ گیا تو اطراف عالم بھارت پر نفرین حرف بھیجے جانے لگے۔پاکستان کی حمایت میں پر امن دوست اور انصاف پرست ممالک نے بیان دیئے۔

• جکارتہ میں، بھارتی جارحیت کے خلاف ہزاروں انڈونیشی نوجوانوں نے مظاہرہ کیا۔

• برطانوی وزیر اعظم مسٹر ہیرلڈ ولسن نے کہا۔کشمیر کی جنگ عالمی امن

Marfat.com

تباہ کر سکتی ہے۔"

ملک میں جملہ سیاسی پارٹیوں نے اپنے اختلافات ختم کر کے صدر ایوب کے ہاتھ مضبوط کرنے کا فیصلہ کیا۔

۷ ستمبر ۶۵ء

مغربی پاکستان کے محاذوں پر لڑائی جاری رہی۔ اہم خبریں یہ تھیں۔

- پاکستانی فضائیہ نے دشمن کے مزید ۱۲ طیارے تباہ کر دیئے۔
- پٹھان کوٹ، آدم پور، ہلواڑہ، جام نگر اور سرینگر کے ہوائی اڈوں پر پاکستان فضائیہ نے کامیاب حملے کئے۔
- "دشمن کے منصوبے خاک میں ملا دیئے گئے" گورنر مغربی پاکستان۔
- "فضائیہ کے کارناموں نے قوم کا حوصلہ بڑھا دیا ہے۔" صدر ایوب
- واہگہ سے دس میل شمال میں بکتر بند بھارتی بریگیڈ کے حملہ کو منہ توڑ جواب دیا گیا۔ قصور کے علاقہ کھیم کرن میں بھارتی جارحیت کو روک کر ایک میجر کو قیدی بنا لیا گیا۔
- ہم پاکستان کے ساتھ ہیں" صدر سوئیکارنو آف انڈونیشیا۔
- چین نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کر دیا۔
- پاکستانی بحری بیڑے کو دشمن کے خلاف کارروائی کا حکم دے دیا گیا۔
- پاکستانی ترجمان نے مشرقی پاکستان کے سکھوں کو یقین دلایا کہ انکے مقدس مقامات کا پوری طرح احترام کیا جائے گا۔
- سلامتی کونسل میں مسٹر امجد علی نے کہا کہ پاکستان ایک انچ زمین سے

Marfat.com

دست بردار نہیں ہوگا۔

۸ ستمبر ۶۵ء

پاکستان کے بحری بیڑے نے دوارکا کا راڈر نظام اور ساحلی توپ خانہ تباہ کر دیا نیوی نے بھارتی فضائیہ کے تین جہاز بھی مار گرائے۔

• بھارت نے حیدرآباد اور سیالکوٹ میں نئے محاذ کھولنے کی ناکام کوششیں کیں۔ سیالکوٹ کے ہسپتال اور عدالتوں پر گولہ باری کی گئی۔

• دشمن کے پچیس ٹینک تباہ اور پانچ توپوں پر قبضہ کر لیا گیا۔

• بھارت نے چنیوٹ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ اور وزیرآباد کے علاقوں میں چھاتہ سپاہی اتارے۔ لیکن عوام کی مستعدی نے ان کے ارادوں کو ناکام بنا دیا اور وہ کوئی تخریبی کارروائی نہ کر سکے۔

• سیکرٹری جنرل اوتھان برصغیر کے لئے نیویارک سے روانہ ہو گئے۔

• مسٹر ولسن وزیراعظم برطانیہ نے پاکستان سے جنگ کو وسیع تر کرنے میں بھارت کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ اس پر بھارت نے برطانیہ سے احتجاج کیا۔

• حکومت چین نے بھارت کو کہا کہ وہ سکم کی سرحد پر فوجی چوکیاں فوراً ختم کر دے۔

• پی آئی اے کی پروازیں جو سات ستمبر کو عارضی طور پر معطل کر دی گئی تھیں۔ دوبارہ شروع کر دی گئیں۔

• جنگ برصغیر کو تباہ کر دے گی" ڈین رسک وزیر خارجہ امریکہ نے کہا

• حکومت ایران نے بھی پاکستان کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

• پاکستان عوامی لیگ کے صدر نوابزادہ نصراللہ خان نے ایک بیان میں

Marfat.com

کہا کہ اسلامیانِ لاہور بھارتی جارحیت پسندوں کو نیست و نابود کر دیں گے۔

۹ ستمبر ۶۵ء

- جسٹر، واہگہ اور قصور کے علاقوں سے بھارتی فوجوں کو سرحد پار دھکیل دیا گیا
- سیالکوٹ کے علاقہ میں دشمن پر تابڑ توڑ حملوں میں مزید تینتیس ٹینک تباہ اور گولہ بارود سے بھری ہوئی پانچ گاڑیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ لاہور، کراچی، سرگودھا اور پشاور پر بھارتی فضائیہ کے حملے ناکام بنا دیئے گئے۔
- بھارت میں تمام پاکستانی باشندوں کو گرفتار کر لینے کا حکم دے دیا گیا۔
- پاکستان پر حملہ کے نتائج کی ذمہ داری بھارت پر ہوگی۔" چو این لائی۔
- لاہور سٹالن گراڈ ثابت ہوگا" مسعود صادق وزیر خزانہ نے کہا۔
- "سنت فتح سنگھ آج مرن برت رکھ رہے ہیں"۔ (اپ پ)
- الجزائر اور برازیل نے پاکستانی موقف کی حمایت کی۔
- ترکیہ بھارت کی جارحیت روکنے کے لئے تمام ذرائع کام میں لائے گا"
  (ارگیلو اور الونو)

۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء

- صدر نے قومی دفاعی فنڈ قائم کیا۔
- قصور، فیروز پور محاذ پر دشمن کی فوج پسپا ہو گئی۔
- مادرِ ملت نے فرزندانِ توحید کو دشمن کو عبرت ناک شکست دینے کا پیغام دیا۔
- صدرِ مملکت نے پاکستانی فضائیہ کے چودہ افسروں کو دشمن پر کاری ضربیں لگانے پر اعزازات دیئے۔ گروپ کیپٹن ظفر مسعود کو ہلال جرات دیا گیا۔

Marfat.com

• پاکستان ہوائی فوج کے کمانڈر انچیف ظفر مسعود کو ائیر مارشل بنا دیا گیا۔
• پاکستانی افواج نے واہگہ کے علاقہ میں بھارت کی متعدد چوکیوں پر قبضہ کر لیا۔
• سیالکوٹ کی شہری آبادی پر ہزار پونڈ کا بم گرا کر بھارت نے اپنی رذالت کا ثبوت دیا۔

۱۱ر ستمبر ۱۹۶۵ء

• کھیم کرن پر قبضہ کرنے کے بعد پاکستانی افواج بھارتی علاقہ میں آگے بڑھ گئیں۔
• ترکی نے جنگی ساز و سامان پاکستان بھیجنا شروع کر دیا۔
• بھارت کے تمام مگ طیارے تباہ کر دیئے گئے۔
• قیام امن کے لئے پاکستان نے تین نکاتی منصوبہ پیش کیا جو یہ ہے۔

۱۔ اقوام متحدہ کی نگرانی میں ریاست جموں و کشمیر سے پاکستان اور بھارت اپنی اپنی فوجیں واپس بلا لیں۔

۲۔ ریاست میں قیامِ امن کی ذمہ داری اقوام متحدہ کی فوج کو سونپ دی جائے جس میں افریشیائی ملکوں کے دستے شامل ہوں۔

۳۔ تین ماہ کے اندر اندر اقوام متحدہ کی ۵ر جنوری ۴۹ء کی قرارداد کی روشنی میں رائے شماری کرائی جائے۔

• روسی وزیر اعظم مسٹر کوسیجن نے بھارت اور پاکستان سے جنگ بندی کی اپیل کی۔
• مسٹر او تھان نے کہا کہ ان کا مشن ناکام نہیں رہا۔

Marfat.com

• سنت فتح سنگھ کے خلاف مرن برت التوا میں ڈالنے پر زبردست مظاہرے ہوئے وہ پنجابی صوبہ کے لئے مرن برت رکھ رہے تھے۔

• دفاعی فنڈ میں لاکھوں روپے ایک ہی دن میں جمع ہو گئے۔

۱۲ ستمبر ۱۹۶۵ء

• سیالکوٹ سیکٹر میں پچاس ہزار بھارتی فوج کا حملہ ناکام بنا دیا گیا۔ دشمن کے ۵۴ ٹینک اور ۱۲۳ گاڑیاں مع دوسرے جنگی سامان کے تباہ کر دی گئیں۔

• صدر ایوب سے مولانا مودودی نے ملاقات کی۔

• سندھ راجستھان میں بھارتی فوج کو شکست فاش دی گئی۔

• ہزاروں قبائلی جہاد کے لئے مختلف محاذوں پر پہنچ گئے۔

• انڈونیشیا کے اخبارات نے کہا کہ امریکہ اور اقوام متحدہ بھارت کی حمایت کر رہے ہیں۔

• کھیم کرن کے علاقہ میں لیفٹیننٹ کرنل اننت سنگھ، سات دوسرے آفیسرز اور ساڑھے تین سو سکھ فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

۱۳ ستمبر ۱۹۶۵ء

• پاک فضائیہ نے پٹھانکوٹ، امرتسر، آدم پور، ہلواڑہ، جودھ پور اور جام نگر کے ہوائی اڈوں پر بمباری کر کے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا۔

• سیالکوٹ کے محاذ پر دشمن کی ایک ڈویژن فوج کا خاتمہ کر دیا گیا۔

• سیالکوٹ کی جنگ کو دوسری جنگ عظیم کے بعد ٹینکوں کی سب سے خوفناک جنگ قرار دیا گیا۔ دنیا کے اخبارات نے اس میدانِ جنگ کو بھارتی

Marfat.com

ٹینکوں کے قبرستان کا نام دیا۔

• گڈاڑو کے علاقہ میں پاکستانی فوج نے منا باؤ ریلوے سٹیشن پر قبضہ کر لیا

• بھارت نے طیاروں کے لئے امریکہ سے درخواست کی۔

۱۴ ستمبر ۱۹۶۵ء

• لاہور سکیٹر میں مقبول پور پر دشمن کے تین حملے رد کر دیئے گئے۔ سیالکوٹ کے محاذ پر بھارتی فوج آگے بڑھنے کی کوشش نہ کر سکی، قصور، بیدیاں سیکٹر پر بھارتی فوجیوں کی نعشیں ٹھکانے لگانے کے لئے بے شمار مزدور بھرتی کرنے پڑے۔

• لاہور محاذ پر ایک بھارتی جرنیل کی ڈائری ملی جس سے پتہ چلا کہ تنازعہ ران کچھ پر مذاکرات صلح کے دوران بھارت مغربی پاکستان پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا۔

• "ضرورت پڑی تو ہم ہزار سال تک بھی جنگ لڑتے رہیں گے"! وزیر خارجہ بھٹو

• "تمام اسلامی ممالک کو پاکستان کی حمایت کرنی چاہیئے"! صدر سوکارنو

• ایران کے وزیر اعظم اور ترکیہ کے وزیر خارجہ پاکستان پہنچے تاکہ وہ پاکستان کو دی جانے والی امداد کے متعلق بات چیت کر سکیں۔

• جب تک کشمیر میں رائے شماری نہیں ہو گی۔ جدوجہد آزادی جاری رہے گی۔ سردار محمد ابراہیم۔

• قومی دفاعی فنڈ میں برابر عطیات موصول ہو رہے ہیں" (اپ پ)

• سابق صدر سکندر مرزا نے لندن میں کہا کہ کشمیر میں استصواب نہ ہوا تو یہ جنگ عالم گیر جنگ کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔

Marfat.com

۱۵ ستمبر ۱۹۶۵ء

• جنگ فوراً بند نہیں ہو سکی لیکن جنگ بندی کی کوششیں جاری رہیں گی۔"
(اوتھان)

• صدر ایوب نے افواج پاکستان کو ان کی شاندار کامیابیوں پر مبارکباد دی۔

• سندھ راجستھان سیکٹر میں پاکستانی افواج کی پیش قدمی جاری رہی۔

• ادیبوں نے دشمن کے خلاف قلمی محاذ مضبوط بنانے کے لئے اپنی خدمات حکومت کے سپرد کر دیں۔

• قومی دفاعی فنڈ میں برمنگھم میں مقیم سکھوں نے بھی عطیات دیئے۔

۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء

• آج تک بھارت کے تین سو ستاسی ٹینک اور بچانوے طیارے تباہ کئے جا چکے تھے۔ دس روز کی جنگ میں بھارت کے چھ ہزار آٹھ سو نواسی فوجی ہلاک ہوئے۔

• سرگودھا اور پشاور کے نواحی دیہات میں بمباری سے ۱۳ افراد جاں بحق ہوئے۔

• بھارت کو چین نے الٹی میٹم دیا کہ وہ سکم کی سرحد پر سے اپنے تمام فوجی ٹھکانے تین روز میں ختم کرے۔

• پاکستان کی فتح کے لئے مدینہ منورہ میں اور مکہ مکرمہ میں دعائیں مانگی گئیں۔

• راجوڑی کے علاقہ پر مجاہدین کا مکمل کنٹرول ہو گیا۔

• تاجروں نے فیصلہ کیا کہ وہ قیمتوں کو بڑھنے نہیں دیں گے۔

Marfat.com

۱۷ ستمبر ۱۹۶۵ء

• جنگ کی تازہ صورت حال یہ تھی کہ پاکستانی فوج آج بھارت کے تقریباً پانچ سو مربع میل رقبہ پر قابض تھی جس کی تفصیل اس طرح تھی۔

۱۔ چھمب جوڑیاں سیکٹر	۲۰۰ م میل
۲۔ کھیم کرن سیکٹر	۸۰ م میل
۳۔ راجستھان سیکٹر	۲۰۰ م میل
۴۔ دیگر علاقے	۲۰ م میل

• حفاظتی کونسل نے سیکرٹری جنرل اوتھان سے سفارش کی کہ پاکستان اور بھارت کو فوراً جنگ بند کرنے کا حکم دیا جائے کسی تیسرے ملک میں ایوب شاستری ملاقات کا انتظام کیا جائے۔

• وزیراعظم شاستری نے کہا کہ اگر چین نے حملہ کیا تو بھارت ڈٹ کر مقابلہ کرے گا۔

• چین نے جو الٹی میٹم بھارت کو دیا تھا۔ امریکی حکومت نے اس پر تشویش کا گہرا اظہار کیا۔

• لاہور کی مساجد میں پاکستانی فوجوں کے لئے کامیابی کی دعائیں مانگی گئیں

۱۸ ستمبر ۱۹۶۵ء

• ترکیہ کی تمام سیاسی پارٹیوں نے کہا کہ پاکستان پر جارحانہ حملہ ہوا ہے کشمیر پر پاکستان کا سو فیصد حق ہے۔

• سلامتی کونسل میں پاکستانی مندوب ایس۔ ایم۔ ظفر نے بھارت کے

Marfat.com

اس الزام کی تردید کی کہ پاکستان اور چین میں کوئی سازباز ہے۔

• تباہ ہونے والے بھارتی طیاروں کی طیاروں کی تعداد ۱۰۶ تک پہنچ گئی۔ واہگہ اٹاری اور کھیم کرن کے محاذوں پر دشمن کے تمام حملے پسپا کر دیئے گئے۔

۱۹ ستمبر ۱۹۶۵ء

• سلامتی کونسل میں فرانس، ہالینڈ اور اردن نے مسئلہ کشمیر کے مستقل حل کا مطالبہ کیا۔

• چین نے الٹی میٹم کی میعاد میں بھارت کی عرضداشت پر بدھ تک توسیع کر دی۔

• روسی وزیر اعظم کوسیجن نے پاکستان بھارت میں باہمی تصفیہ کرانے کی پیشکش کی اور یہ پیشکش تاشقند کے معاہدہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

• پاک فضائیہ کے ڈپٹی چیف آف ایئر سٹاف کموڈور ایم خالد کو وائس ایئر مارشل کا عہدہ دیا گیا۔

• جنگ بندی کے سلسلے میں سلامتی کونسل کے ممبر تین گھنٹوں کے مشوروں کے باوجود کوئی فارمولا تیار نہ کر سکے۔

• فلپائن نے جنگ بندی سے متعلق پاکستان کے موقف کی حمایت کر دی

۲۰ ستمبر ۱۹۶۵ء

• وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو فوری طور پر اقوام متحدہ روانہ ہو گئے

• بھارت نے پے در پے شکستوں کے بعد جنگ بندی کی دہائی دینا

Marfat.com

شروع کر دی۔

• سیالکوٹ جموں محاذ پر پاکستانی فوجیں بھارتی علاقے میں داخل ہو کر دشمن پر دباؤ ڈال رہی تھیں۔

• برطانوی وزیر اعظم نے ٹیلی ویژن پر انٹرویو میں کہا کہ برطانیہ نے بھارت اور پاکستان کو اسلحہ کی فراہمی بند کر دی ہے۔

۱۲ ستمبر ۱۹۶۵ء

• غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کرنے پر بری فوج کے تین افسروں کو ہلال جرأت انیس کو ستارہ جرأت اور بیس کو تمغہ جرأت دیا گیا۔

ہلال جرأت: میجر جنرل ابرار حسین، بریگیڈیئر ملک عبدالعلی۔ بریگیڈیئر امجد علی خان چوہدری۔

ستارہ جرأت: لیفٹیننٹ کرنل نثار احمد خان آرمرڈ کور لیفٹیننٹ کرنل محمد شیر آرمرڈ کور لیفٹیننٹ کرنل عبدالرحمن (شہید) آرٹلری لیفٹیننٹ کرنل محمد حنیف، پنجاب رجمنٹ میجر شاہ بہرام خٹک آرمرڈ کور، میجر رضا خان آرمرڈ کو میجر ضیاء الدین احمد عباسی (شہید) آرمرڈ کور، میجر راؤ تجمل حسین خاں آرٹلری، میجر دلاور حسین بٹ آرٹلری میجر شاہ نواز (شہید) بلوچ رجمنٹ۔ کیپٹن عبدالجلیل (شہید) پنجاب رجمنٹ لیفٹیننٹ حسین شاہ (شہید) آرمرڈ کور، رسالدار ریاض الحسن آرمرڈ کور صوبیدار نثار علی خان اے کے، صوبیدار محمد شریف اے کے نائب رسالدار، شمشاد (شہید) آرمرڈ کور، نائب رسالدار محمد خالق (شہید) آرمرڈ کور، نائب رسالدار عبدالحق آرمرڈ کور، لیفٹیننٹ کرنل محمد صدیق خان بلوچ رجمنٹ۔

تمغہ جرأت: گنر حوالدار خلاص خان آرٹلری، گنر حوالدار اکبر خان

Marfat.com

آرٹلری حوالدار سکندر خان شہید پنجاب رجمنٹ لانس دفعدار غضنفر خان آرمڑد کور لانس دفعدار عطا محمد آرمڑد کور، لانس دفعدار محمد اسلم آرمڑد کور۔ نائیک محمد نذیر شہید بلوچ رجمنٹ، نائیک محمد اکبر فرنٹیر فورس، ایکٹنگ لانس سلیم اختر (شہید) آرمڑد کور ایکٹنگ لانس دفعدار نذیر احمد (شہید آرمڑد کور) لانس نائیک گل حسن (شہید) پنجاب رجمنٹ لانس نائیک اصغر علی فرنٹیر فورس، سوار غلام جیلانی آرمڑد کور، سوار محمد کریم (شہید) آرمڑد کور۔ سپاہی فدا حسین (شہید) پنجاب رجمنٹ، سپاہی محمد یونس (شہید) فرنٹیر فورس، سپاہی سردار حسین (شہید) فرنٹیر فورس! سپاہی محمد حسین فرنٹیر فورس۔

- وزیر خارجہ نیو یارک پہنچ گئے۔
- مسٹر اوتھان نے جنرل اسمبلی میں سالانہ رپورٹ پیش کراتے ہوئے کہا۔ "کشمیر کا مسئلہ حل نہ کرنا خطرناک ہوگا۔"
- صدر مملکت نے سکویڈرن لیڈر نجیب احمد کو ستارہ جرآت عطا کیا
- جنگ بندی کے سوال پر امریکہ اور برطانیہ ہم خیال ہیں۔
- قومی دفاع کے سلسلے میں میاں مشتاق احمد گرمانی اور ان کے خاندان نے ۲۳ مربع زرخیز اراضی دی۔
- سلامتی کونسل نے بدھ تک جنگ بند کرنے کا حکم دے دیا۔ قرارداد کا مکمل متن حسب ذیل ہے۔

سلامتی کونسل نے بھارت اور پاکستان کی حکومت کے ساتھ بات چیت سے متعلق سیکرٹری جنرل کی رپورٹ پر غور وخوض کیا ہے۔ اور وہ سلامتی کونسل کی اور ۶ ستمبر کی قراردادوں کے مقاصد کے حصول کے سلسلہ میں سیکرٹری جنرل کی انتھک کوششوں کی تعریف کرتی ہے۔ کونسل نے پاکستان اور بھارت کے

Marfat.com

نمائندوں کے بیانات کی سماعت کی اور ان کے بیانات میں تضاد کو محسوس کرتے ہوئے فریقین سے اپیل کرتی ہے کہ وہ جنگ بند کر دیں جیسا کہ سیکرٹری جنرل کی رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ سلامتی کونسل اس بات پر افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ فریقین نے جنگ بندی سے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔

سلامتی کونسل اس بات سے پوری طرح متفق ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان کشمیر اور دوسرے متعلقہ امور کے بارے میں موجودہ تنازعات کے پُرامن تصفیہ کے لئے پہلا قدم یہ ہونا چاہیئے کہ جارحانہ کارروائیاں فوری طور پر بند کر دی جائیں۔

۱۔ سلامتی کونسل مطالبہ کرتی ہے کہ بدھ، ۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء کو گرین وچ ٹائم کے مطابق، بجکر ۵ منٹ (مغربی پاکستان کے وقت کے مطابق بارہ بجے دوپہر) جنگ بند کر دی جائے اور دونوں حکومتوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس وقت جنگ بندی کے احکام جاری کریں اور اپنی فوجوں کو ان جگہوں پر واپس بلا لیں جہاں وہ ۵ اگست ۱۹۶۵ء سے قبل تھیں۔

۲۔ سلامتی کونسل سیکرٹری جنرل سے استدعا کرتی کہ وہ جنگ بندی اور فوجوں کی واپسی کے سلسلے میں ضروری انتظامات کریں۔

۳۔ سلامتی کونسل تمام ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ کوئی ایسا اقدام نہ کریں جس سے اس علاقہ میں صورت حال بگڑنے کا امکان ہو۔

۴۔ سلامتی کونسل فیصلہ کرتی ہے کہ جونہی ۲۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کی قرارداد پر عمل ہو جائے وہ دونوں ملکوں کے سیاسی مسائل کے حل پر غور کرے گی جن کی بنا پر موجودہ جھگڑا چل رہا ہے۔ دریں اثنا دونوں حکومتوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ تمام پرامن ذرائع اختیار کریں اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل ۳۳ پر عملدرآمد کریں۔

Marfat.com

۵۔ سلامتی کونسل سیکرٹری جنرل سے استدعا کرتی ہے کہ وہ اس قرارداد پر عمل درآمد اور پرامن تصفیہ کے لئے دونوں ملکوں کو مدد دیں اور تمام کاروائیوں سے متعلق سلامتی کونسل میں رپورٹ پیش کریں۔

• کشمیر کی انقلابی کونسل نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں جنگِ آزادی جاری رہے گی۔ انقلابی کونسل سلامتی کونسل کی قرارداد کی پابند نہیں۔

• صدرِ مملکت نے ملک بھر کی سیاسی تنظیموں کے سربراہوں سے راولپنڈی میں ملاقات کی اور مشرقی پاکستان میں صدر ایوب کی طرف سے گورنر عبدالمنعم خان نے سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں سے بات چیت کی۔

• راولپنڈی کے مذاکرات میں جو راہنما شریک ہوئے ان کے نام یہ ہیں نظام اسلام پارٹی کے سربراہ چوہدری محمد علی امیر جماعت اسلامی پاکستان مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔ مغربی پاکستان اسمبلی میں قائد حزب اختلاف خواجہ محمد صفدر کونسل مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری سردار شوکت حیات، ممتاز کشمیری رہنما چوہدری غلام عباس اور نیشنل عوامی پارٹی کے میاں عارف افتخار"

• مشرقی پاکستان میں گورنر عبدالمنعم خاں سے ملاقات میں شریک ہونے والے راہنما مندرجہ ذیل تھے۔

قومی اسمبلی میں اپوزیشن کے قائد مسٹر نورالامین، عوامی لیگ کے شیخ مجیب الرحمن اور مولانا عبدالرشید ترکہ بگیش، قومی جمہوری محاذ کے مسٹر عطاء الرحمان مسٹر یوسف علی چوہدری۔ مسٹر شوکت علی اور مسٹر محمود علی ایم این اے۔ جماعت اسلامی کے پروفیسر غلام اعظم کونسل مسلم لیگ کے خواجہ خیرالدین اور مشرقی پاکستان اسمبلی میں آزاد گروپ کے رہنما مسٹر سعیدالزمان خاں۔

Marfat.com

۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء

• بھارت نے جنگ بندی کے لئے مزید ۱۵ گھنٹے کی مہلت مانگی۔ اس طرح جنگ ۳ بجے صبح مورخہ ۲۳ ستمبر کو بند ہو گئی۔

• آج بھارتی ہواباز فلائٹ لیفٹیننٹ سی کری آپا کو گرفتار کیا گیا جو بھارت کے سابق کمانڈر انچیف جنرل کری آپا کا بیٹا ہے۔

• نیویارک پہنچنے پر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے سلامتی کونسل کے ہنگامی اجلاس سے خطاب کیا اور کہا کہ پاکستان قیام امن کی خاطر جنگ بند کر رہا ہے۔ اگر کشمیر کا مسئلہ حل نہ کیا گیا تو پاکستان اقوام متحدہ سے الگ ہو جائے گا۔ یہ اقوام متحدہ کے لئے آخری موقع ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر کو حل کرے۔

• ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے صدر ایوب نے قوم کو بتایا کہ انہوں نے سلامتی کونسل کی قرارداد پر عمل کرتے ہوئے دنیا میں امن قائم رکھنے کی خاطر افواج پاکستان کو فائر بندی کا حکم دے دیا ہے۔ اور نتیجتہً ۲۳ ستمبر کو صبح ۳ بجے جنگ عارضی طور پر بند ہو جائے گی لیکن فوجیں اپنے مورچوں پر ڈٹی رہیں گی۔

۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء

• صدر محمد ایوب خان کے حکم کے مطابق پاکستانی فوجوں نے تمام محاذوں پر فائرنگ بند کر دی، لیکن افواج اپنے اپنے مورچوں پر ڈٹی رہیں۔

• فائر بندی سے تھوڑی دیر پہلے پاکستان کے بحری یونٹ پر بھارتی بحریہ نے حملہ کیا لیکن اس کا اپنا جنگی جہاز ڈبو دیا گیا۔

• کھیم کرن اور واہگہ اٹاری علاقوں میں دشمن نے آخری وقت پر جو حملے کئے۔

Marfat.com

ان کو کامیابی سے روک دیا گیا۔

• جنرل موسیٰ نے کہا کہ فوجی، سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے پاکستان کو فتح حاصل ہوئی ہے۔

Marfat.com

محاذاتِ جنگ

Marfat.com

O

کشمیر سیکٹر کا محاذ ہی دراصل وہ محاذ تھا جو بھارتی سامراج کی شکست کا مظہر بن کر مقبوضہ کشمیر کے اندر پھیلتا جا رہا تھا۔ یہ محاذ آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کی حد متارکہ جنگ کے ساتھ ساتھ تھا۔ بھارتی سامراج نے جب حد متارکہ جنگ کو عبور کر کے ٹیٹوال اور درہ حاجی پیر میں اپنی جارحیت شروع کی تو کشمیر کی انقلابی کونسل نے نعرۂ حق بلند کرتے ہوئے اعلان جہاد کر دیا۔ مجاہدین بغیر کسی بیرونی امداد کے لڑتے رہے۔ معمولی ہتھیار بند حریت پسندوں کو چھمب کے علاقے میں جب بھارتی افواج نے ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں اور ہوائی جہازوں سے کچلنا شروع کر دیا تو پاکستان کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم برداشت نہ کر سکا۔ پاک فضائیہ نے مجاہدین اور آزاد کشمیر کی افواج کی مدد کی اور مجاہدین پلک جھپکنے میں جوڑیاں پہنچ گئے۔

بھارت کو تو یہی سخت ناپسند تھا کہ آخر پاکستان کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی حمایت کیوں کرتا ہے۔ اس نے رن کچھ کے جانبازوں کے کارناموں کو یکسر بھول کر ۶ ستمبر کو لاہور کی سرحد پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ کو جب کامیابی کے ساتھ روک دیا گیا تو افواجِ پاکستان کی توجہ ہٹانے کے لئے بھارت نے سیالکوٹ کی سرحد پر ایک بھرپور حملہ کیا۔ جس کی ناکامی پر بھارت بوکھلا اٹھا اور اس نے اپنی طاقت آزمائی کے لئے راجستھان میں بھی ایک اور محاذ کھول دیا۔

بھارت کی بحریہ اور فضائیہ نے بھی بھارت کی اس جارحیت کا ساتھ

Marfat.com

بے اصول مکاری اور عیاری کی جنگ لڑ کر دیا لیکن قدرت کاملہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ وائے حسرت کہ بھارت کے اٹھارہ سال کے خواب بموں کا دھواں بن کر اُڑ گئے اور پاک بھارت سرحد بھارتی فوجوں کے لئے عبرت کا مرقع بن گئی۔

بھارت نے کشمیر سیکٹر میں ٹیٹوال سے لے کر راجستھان سیکٹر میں کھاسر تک لمبا محاذ کھولا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ رن کچھ تک محاذ پھیلانا چاہا لیکن رن کچھ کے گدھوں کی طرح وہ ہر محاذ سے اڑ گئے اور اللہ تعالٰے نے ایک بار پھر دین محمد کے سپاہیوں کو یہ ثابت کرنے کا موقع دیا کہ ایک مسلمان دس کافروں پر بھاری ہوتا ہے۔

اتنے لمبے چوڑے محاذوں پر جو اہم مقامات آتے ہیں۔ ان کی فہرست تو کافی لمبی ہے۔ لیکن کچھ غیر اہم مقامات کو بھی جنگ نے اتنا مشہور اور اہم بنا دیا ہے۔ کہ ان کا ذکر آئندہ صفحات میں جا بجا آیا ہے۔ لیکن کچھ مقامات ایسے بھی ہیں۔ جن کا محل وقوع سرحد سے کافی اندر ہے اور بھارتی دست استبداد نے وہاں تک پہنچنے کی بھی کوشش کی ہے۔ ایسے مقامات کا ذکر علیحدہ باب میں کیا گیا ہے۔

Marfat.com

جنگی مقبوضات کی تفاصیل

سرکاری طور پر شائع شدہ اعداد کے مطابق فائر بندی کے وقت پاکستان کے قبضہ میں ۱۶۱۷ مربع میل رقبہ تھا۔ جب کہ بھارت کے قبضہ میں ۴۴۶ مربع میل کا علاقہ تھا۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

- **پاکستان کے قبضہ میں**

کشمیر سیکٹر
اکھنور ۳۴۰ مربع میل

سیالکوٹ لاہور سیکٹر
سیالکوٹ لاہور ایک مربع میل
کھیم کرن ۳۶ مربع میل
سلیمانکی فاضلکا ۴۰ مربع میل

راجستھان سیکٹر
راجستھان میر پور خاص ۱۲۰۰ مربع میل

- **بھارت کے قبضہ میں**

کشمیر سیکٹر
کرگل ۱۰ مربع میل
ٹیٹوال ۲ مربع میل
اوڑی پونچھ ۱۷۰ مربع میل

سیالکوٹ لاہور سیکٹر
سیالکوٹ ۱۰۰ مربع میل
سیالکوٹ لاہور ۱۴۰ مربع میل

راجستھان
راجستھان میر پور خاص ۲۴ مربع میل

Marfat.com

کشمیر سیکٹر

- ———— ٹیٹوال۔ کرگل
- ———— درہ حاجی پیر
- ———— راجوری
- ———— نوشیرہ
- ———— اکھنور
- ———— چھمب
- ———— جوڑیاں

Marfat.com

کشمیر سیکٹر

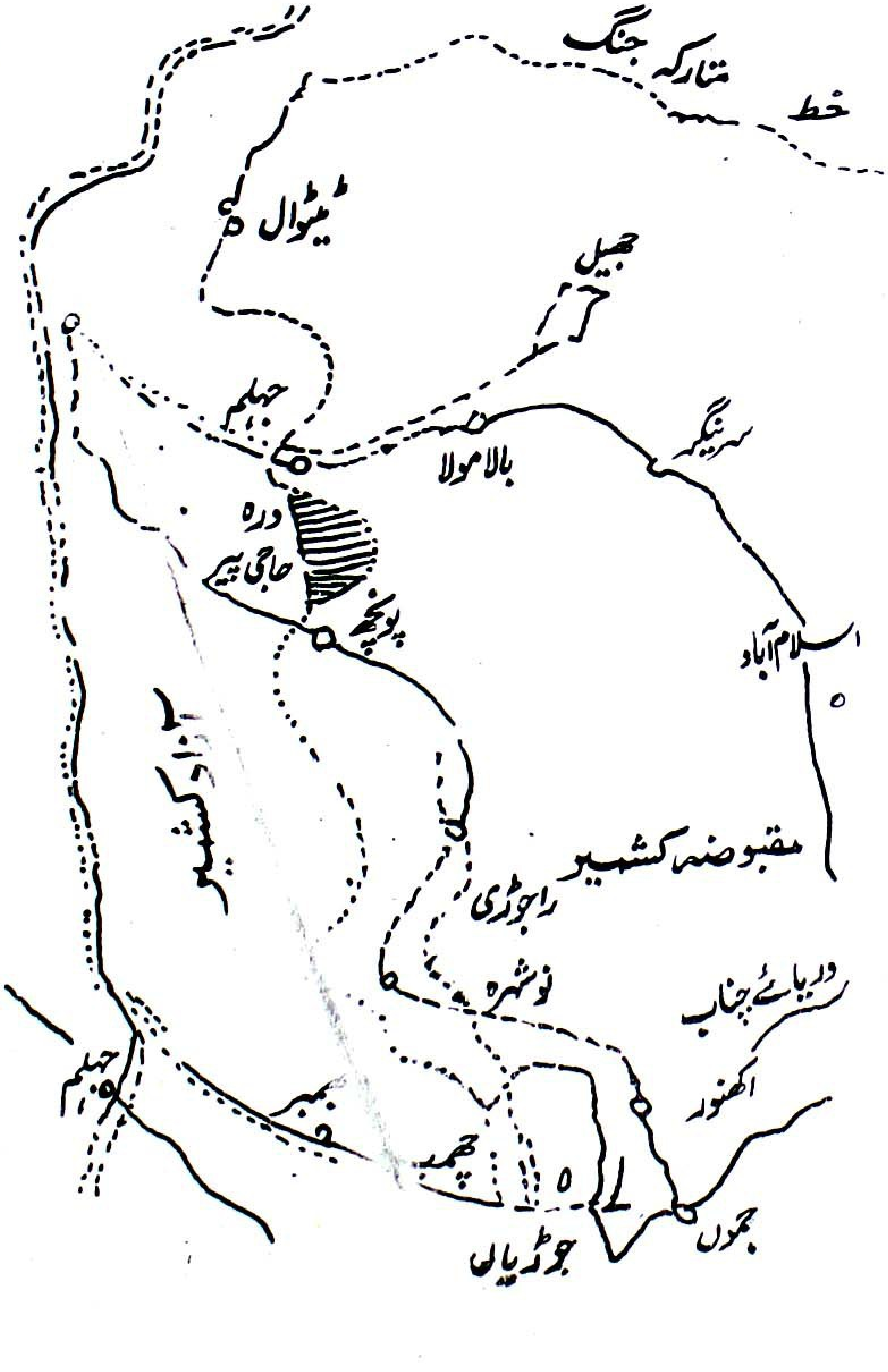

Marfat.com

معرکہ چھمب

چھمب کے محاذ کو بھی کبھی چھمب سیکٹر کہا گیا ہے۔ لیکن فی الحقیقت چھمب کا محاذ کشمیر سیکٹر ایک ایسا محاذ ہے۔ جس سے بہت سے واقعات وابستہ ہیں ٹیٹوال اور درہ حاجی پیر سے ہندوستانی سینا کی جو یلغار اٹھی تھی وہ یہیں پہنچ کر دم توڑ گئی۔ اس محاذ پر ہماری افواج اور مجاہدین کی کارکردگی ان کی بہترین تنظیم بلند حوصلگی بے مثال جرأت، شاندار قوتِ ارادی اور بے پناہ جذبۂ ایثار سے عبارت ہے۔ یہاں دشمن کے مورچے انتہائی محفوظ اور پختہ تھے۔ لیکن جانفروشوں نے انہیں یہ مورچے چھوڑنے پر مجبور کر دیا وہ چھمب سے اس طرح سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے کہ خود ہی اپنی تیز رفتاری پر حیران رہ گئے۔

پاکستانی افواج جو آزاد کشمیر کی افواج کے دوش بدوش لڑ رہی تھیں پانچ روز میں ہی حدِ متارکہ جنگ کی دوسری طرف مکمل طور پر چھمب، دیوا، سکرانا اور جوڑیاں پر قابض ہو گئیں اکھنور سے چار میل کے فاصلہ تک کے علاقہ پر بھی پوری طرح قبضہ کر لیا۔ اس علاقے کے علاوہ بہت سارے جنگی قیدی بھی ہاتھ آئے بیالیس توپوں کے علاوہ بہت سا گولہ بارود بھی ملا ۴۲ ٹینک قابو میں کئے گئے جن میں سے ۱۲ بالکل درست حالت میں تھے۔ ان توپوں میں وہ توپ بھی شامل تھی جسے بعد میں پاکستانی سپاہیوں نے چھمب کی رانی کا نام دیا۔ اس توپ سے پچیس پونڈ کا گولہ پھینکا جاتا تھا۔ کمانڈر انچیف نے چھمب کے دورہ کے دوران اس توپ کو فخریہ اس فوجی دستہ کو تحفہ کے طور پر پیش کیا جو حدِ متارکہ جنگ کے دوسری طرف دریائے توی کے ایک کنارہ پر قابض تھا۔

Marfat.com

پاکستانی فوج نے چھمب پر حملہ یکم ستمبر کو اس وقت کیا جب کہ بھارتی فضائیہ نے پاکستانی علاقہ پر پے در پے پروازیں کیں اور حد متارکہ جنگ کو عبور کر کے بھارتی افواج نے ٹیٹوال کے علاقہ میں اودھم مچا دیا اور درّہ حاجی پیر پر ایک بھرپور حملہ کیا۔ بھارتی فوج نے آزاد کشمیر کی فوج کی قلیل تعداد سے فائدہ اٹھایا جو کہ اس وقت درّہ حاجی پیر میں موجود تھی۔ کرگل کی تین چوکیوں پر بھی بھارت نے اسی وجہ سے دوبارہ قبضہ کر لیا تھا۔ ان پر بھی آزاد کشمیر فوج کی بہت کم تعداد موجود تھی۔ بھارتی فوج کے حملہ میں بھاری توپیں موجود تھیں۔ اگرچہ یہ ایک بالکل غیر متوازی لڑائی تھی لیکن اس کے نتائج ایک تربیت یافتہ کیل کانٹے سے لیس اور لاتعداد بھارتی فوج کے لئے کوئی خوش کن نہیں تھے۔ بھارتی فوجوں کے پروگرام میں درہ حاجی پیر اور وادی پونچھ کے اہم مقامات پر قبضہ کرنے کے بعد آزاد کشمیر پر قبضہ کرنا شامل تھا۔ یہی ایک کام تھا جو بھارتی افواج کے کمانڈر انچیف کے ذمہ بھارتی حکومت نے لگایا تھا لیکن اس میں کمانڈر انچیف اور ان کی فوج بری طرح ناکام اور خوار ہوئی۔ چھمب میں پاکستانی افواج کی بروقت امداد سے نہ صرف بھارتی حملہ کو ٹیٹوال تک ہی محدود کر دیا گیا بلکہ ان کے جارحانہ حملہ کو بھمبر اور مظفر آباد کی طرف پیش قدمی کرنے سے بھی روک دیا گیا، اس کے بعد بھارتی صرف دفاعی جنگ لڑتے رہے اور بھارتی لیڈروں کے یہ نعرے کہ وہ جس وقت اور جہاں کہیں سے بھی چاہیں گے حد متارکہ جنگ کو عبور کر کے آزاد کشمیر پر قبضہ کر لیں گے۔ ایک صدائے صحرا ثابت ہوئے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ بھارتی افواج پر چھمب پر جو حملہ کیا گیا وہ بڑا اچانک تھا جس کی وجہ سے بھارتی فوجوں میں کھلبلاہٹ پیدا ہونا لازمی تھی۔ یہی وہ علاقہ تھا جس کا دفاع بھارتی افواج نے اتنے سازو سامان سے کیا ہوا تھا کہ بھارتی کمانڈر

Marfat.com

اسے "میجنو لائن" قرار دیتے تھے۔ میجنو لائن وہ دفاعی لائن تھی جو دوسری جنگِ عظیم سے پہلے فرانس نے جرمنی کی یلغار سے بچنے کے لئے تیار کی تھی۔ زیرِ زمین مورچوں کے علاوہ ایسے انتظامات کئے گئے تھے کہ ہوائی جہازوں سے بھی اس سے پرے گذرنا ناممکن تھا) دفاع کی خاطر ٹھوس زیرِ زمین مورچے بنائے گئے تھے۔ دریائے توی کے آر پار جالوں کے نیچے تابڑ توڑ حملہ کرنے والی ۱۰۶ ایم ایم کی توپیں نصب کی گئی تھیں۔ جب پاکستانی فوج نے حملہ کیا اس وقت بھارتی افواج کی خوش قسمتی سے خاموش بہنے والے دریائے توی میں بھی طغیانی تھی۔ ٹینکوں کے حملے سے بچاؤ کے لئے اس علاقہ میں دریا کے علاوہ لمبی اور گھنی گھاس۔ درختوں اور پہاڑیوں کی قدرتی آڑیں بھی موجود تھیں، ان حالات میں پاکستان کی افواج کے لئے بھارتی فوج کو مار بھگانا آسان کام نہ تھا۔ لیکن جس مستعدی اور جانبازی سے ہماری افواج نے ان ٹھوس مورچوں پر حملہ کیا اس کی مثال جنگ کی تواریخ میں ملنی مشکل ہے بجائے اس کے کہ بھارتی فوج پاکستانی فوج کا مقابلہ کرتی اس نے اسی میں خیریت سمجھی کہ وہ ان ٹھوس مورچوں سے خرگوشوں کی مانند باہر نکل آئے اور ہر ممکن تیزی سے پیچھے ہٹ جائے۔

پاکستانی افواج کے لئے چھمب کا علاقہ بھی اجنبی تھا۔ اس کے برعکس بھارتی افواج اس سرزمین کے اِنچ اِنچ سے واقف تھی۔ کیونکہ اٹھارہ سال کے طویل عرصہ سے ان کے ناپاک قدم اس کو روندرہے تھے۔ لیکن جونہی انہوں نے پاکستانی افواج کا منہ دیکھا تو ان کی علاقائی جان پہچان اور ان کے ہتھیار ان کی کوئی مدد نہ کر سکے۔ بھاگتے ہوئے انہوں نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ وہ کیا چھوڑ چلے ہیں اور اس علاقہ سے ان کا زبردستی قائم کیا ہوا رشتہ ۱۸ برس قائم رہا ہے۔

بھارتی افواج کو یہ شبہ تھا کہ پاکستانی افواج چھمب پر قبضہ نہیں کر سکیں گی کیونکہ علاقہ میں بچھی ہوئی بارودی سرنگوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ واقعی وہاں سے گذرنا مشکل

Marfat.com

تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے پاکستانی سپاہیوں نے زمین کے سینہ کو چاک کر کے اس کے اندر پوشیدہ خطرات کا پورا پورا اندازہ لگا لیا تھا۔ انہوں نے اپنے بچاؤ کے ساتھ ساتھ دشمن پر حملہ اس انداز سے کیا کہ دشمن کے قدم اکھڑے بغیر نہ رہ سکے اور وہ اپنی بارودی سرنگوں سے کوئی کام نہ لے سکا۔ چار پانچ گھنٹوں میں ہی پاکستانی افواج نے چھمب کے دائیں اور سکرانا کے بائیں پہلوؤں پر قبضہ کر لیا۔

پاکستانی افواج کے اچانک نظر آنے سے بھارتی اتنے پریشان ہوئے کہ انہوں نے اپنے تمام سپاہی اور سامان مقابلہ میں جھونک دیئے۔ توپ خانہ، ٹینک ٹینک شکن توپیں اور مشین گنیں سب آگ اگلنے لگیں۔ اتنا قیامت کا رن پڑا کہ وادیاں اور پہاڑ گونج اٹھے یہ گھمسان کی لڑائی پانچ سے چھ گھنٹے تک جاری رہی۔ معمول کے مطابق ہراول دستہ میں سکھوں نے یلغار کی ان کے پیچھے آنے والے جاٹوں اور راجپوتوں نے بھاگ جانے میں ہی عافیت سمجھی اور وہ دریائے توی کو عبور کر کے بھاگنے لگے وہ اتنی تیزی میں بھاگے کہ اپنے پیچھے سٹارٹ کی ہوئی گاڑیاں چھوڑ گئے۔ توی میں ایک ہندوستانی ٹینک جس کی نالی کا رخ پاکستانی فوج کی طرف تھا۔ ایسی حالت میں پایا گیا کہ اس کے پیچھے ایک شکستی مان ٹرک تھا۔ حملہ بھی اوپر موجود تھا وہ آسانی سے پاکستانی تعاقب کنندگان پر حملہ کر سکتے تھے۔ لیکن ان کو اپنی جان بچانے کی فکر میں اتنا ہوش ہی نہیں رہا تھا۔

پاکستانی ان کا تعاقب بغیر کسی آرام کے یا پناہ لینے کے کرتے رہے اور ان کے آگے ہندوستانی دم دبا کر بھاگتے رہے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ہندوستانی سپاہی کے اندر جرأت کا فقدان ہے اور اس کے سامنے کوئی مقصد نہیں ہے جس کی خاطر وہ اپنی جان خطرہ میں ڈالے کسی ایک سپاہی کی تو بات ہی کیا۔ تمام کی تمام فوج کا یہی عالم تھا۔ اتنے ہزار بھارتی سپاہی جو جنگ میں مارے گئے ہیں ان کو

Marfat.com

کیا ملا؟ ۔ان کے لواحقین کو کیا ملا ۔؟ اور اگر کوئی پوچھنے والا ہو تو بھارت سے ہی پوچھے کہ اسے کیا ملا؟

۲ستمبر ۶۵ء کو پاکستانی افواج کا چھمب، دیوا اور سکرانا پر مکمل قبضہ تھا چونکہ دریائے توی میں اوسط درجہ کا سیلاب ابھی باقی تھا اس لئے آگے بڑھنے کی خاطر ایک راستہ کی تلاش ضروری تھی۔ بالآخر اگلے دن دوپہر کے وقت ہمارے فوجی دستے پالن والا کے راستے جوڑیاں کی طرف بڑھے۔ دشمن کو چھمب سے فرار کے بعد کافی وقت مل گیا تھا کہ وہ اپنے لئے گھاٹیوں میں دفاع کا انتظام کرے جوں جوں ہمارے دستے آگے بڑھتے گئے۔ انہوں نے اپنا زور اپنے دفاع پر لگایا یہاں پر انہوں نے ٹینکوں سے بچاؤ کے لئے زیادہ مضبوط انتظامات کئے تھے۔ زمین کی حالت بھی ٹینکوں کے حملے سے بچاؤ کے لئے مناسب تھی۔ ترو تی جوڑیاں کے لئے خاص دفاعی مورچہ تھا۔ یہاں بھارتی فوج نے اپنی بکتر بند گاڑیاں، پیادہ فوج جس کی مدد بھاری توپ خانہ کر رہا تھا اکھٹی کر لی تھی۔

چھمب کا محاذ ہی وہ محاذ ہے جہاں بھارتی افواج کے افسروں اور سپاہیوں کا کردار ایک گھٹیا کردار ثابت ہوا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں بھاگتے ہوئے بھارتی سپاہی نہ صرف اپنی رائفلیں، وردیاں اور دیگر ہتھیار پھینک گئے بلکہ اپنا راشن وغیرہ بھی وہیں چھوڑ گئے۔ اسی جگہ پر بھارتی بریگیڈیر بہرام ماسٹر مارا گیا اور اس کی جیپ پر پاکستانی فوج نے قبضہ کر لیا۔ جس دستہ نے جیپ پر قبضہ کیا اس کے کمانڈر نے بریگیڈیر کا ایک بیگ بطور جنگی ٹرافی کے اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے۔

پاکستانی فوج کے چھمب پر حملہ سے بھارت کا جنگی نظام اس علاقہ میں بالکل تباہ ہو کر رہ گیا میلوں تک بھارتی اسلحہ اور سامانِ جنگ کے بچے کھچے آثار فوجوں کی واپسی تک نظر آتے ہیں۔ ایک باقاعدہ فوج کو جس قسم کے سامان اور اسلحہ کی

Marfat.com

ضرورت ہوتی ہے وہ سب کچھ بھارتی فوج کے پاس تھا لیکن بے مقصد اور جارحانہ لڑائی ہیں وہ اپنی پست حوصلہ کی بنا پر کسی چیز سے کام نہ لے سکی۔ اس کے برعکس پاکستانی فوج نے بھارتی فوج کی نسبت کم سامان حرب سے زیادہ کام لیا۔ خوراک کے جو ذخیرے بھارتی افواج چھوڑ گئیں تھیں ان سے بھی ان کی غیر متوازن حالت کا اندازہ ہوتا ہے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بھارتی افواج کا انتظامی ڈھانچہ بہت پیچیدہ ہے اور افسران قدیم رومانی شہزادوں کی طرح لڑتے رہے اور سپاہی کی حیثیت سے کسی قسم کے پیشہ ورانہ جوہر نہ دکھا سکے۔ افسروں کی جیپوں اور زیر زمین مورچوں میں بے شمار شراب کی بوتلیں، بھری ہوئی تھیں۔ ساتھ ہی شراب کی تقسیم کے وہ رجسٹرات ملے جو باقاعدہ حساب کتاب کے لئے رکھنے ضروری ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ تمام افسران شرابی تھے۔ صرف ایک کمپنی میں تین اشخاص ایسے تھے جو شراب نہیں پیتے تھے۔ آنکھوں اور پھوڑوں کی بیماریوں کے لئے ادویات ملی ہیں۔ ایسے سفوف ملے ہیں جن سے پانی کو جراثیم سے پاک کیا جاتا ہے۔

ہندوستانی افواج کے دو منزلہ مورچے چھوٹے قلعوں کی مانند تھے۔ ان کی پختگی کا دارومدار ٹھوس حفاظتی دیواروں پر تھا۔ ان سے باہر نکل کر بھارتی بالکل غیر محفوظ ہو جاتے تھے۔ پاکستانی سپاہی دیکھ کر ہی وہ بھاگ جاتے۔ اس سے ان کے ظرف کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ جس طرح قیدی پرندہ قفس کی تیلیوں کو ہی اپنا گھر سمجھنے لگتا ہے اور پنجرے سے باہر نکل کر وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ خیال کرتا ہے۔ بھارتی فوج کے افسران اور سپاہیوں کو بھی کچھ ایسا ہی احساس تحفظ تھا۔ پاکستانی فوج کے سامنے ان کے انداز بدل جاتے اور انہیں احساس ہوتا کہ وہ میجنولائن اور کنویں کا مینڈک ہونے کے واہموں میں ہی محفوظ ہیں۔

جوڑیاں پر قبضہ ہندوستانی فوج اور ہندوستانی سیاست دانوں کیلئے

Marfat.com

ایک تازیانہ عبرت تھا۔ اسی فتح سے ہی پاکستانی افواج کشمیر میں رسل و رسائل کے وسائل پر پوری طرح چھائی ہوئی تھی اور ٹیٹوال کے علاقہ میں بھارتی فوج کی جنگی سرگرمیوں کا یہی ایک جواب تھا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جوڑیاں پہ قبضہ کے بعد ہی بھارت نے اپنی عیارانہ چالوں اور مکارانہ حملوں کا رخ لاہور کی طرف موڑا تھا فائر بندی کے بعد بھارتی وزیر دفاع نے ایک بیان میں اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ بھارت کو یہ یقین ہو چلا تھا کہ وہ کشمیر سے اب نکلا چاہتا ہے اس لئے اس نے مغربی پاکستان پر حملہ کیا، لیکن ایک متنازعہ علاقہ سے جنگ کا رُخ ایک بین الاقوامی سرحد کی طرف پھیر دینا بھارت جیسے نام نہاد لامذہبی ملک کو ہی زیب دیتا ہے۔ فوری طور پر بھارتی طاقت آزمائی کے پروگرام کشمیر سے نکل کر سیالکوٹ، چونڈہ، واہگہ کھیم کرن فاضلکا اور راجستھان میں پھیل گئے۔

پے در پے کوششوں کے باوجود بھی چھمب کے علاقہ میں بھارتی فوج کوئی فوجی یا غیر فوجی اہمیت کی کامیابی حاصل نہ کر سکی۔ پاکستانی فوج نے انہیں دور دور بھگائے رکھا کہ بالآخر ہندوستان نے صلح کی خاطر ۲۳ ستمبر ۶۵ کو فائر بندی منظور کر لی۔ بھارتی فوج نے اپنی مکاری اور عیاری کی روائتی اقدار کو برقرار رکھتے ہوئے فائر بندی کی شرمناک خلاف ورزیاں بھی کیں۔ چھمب کے علاقہ میں کالی دھر نامی مقام کے لئے تو بھارتی افواج نے پے در پے پاؤں مارے۔ یہ مقام چھمب کے شمال مشرق میں دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں سے پاکستانی اکھنور، نوشہرہ اور راجوڑی کی شاہراہ پر چھائے ہوئے تھے۔

فائر بندی کے تین دن کے اندر اندر بھارتیوں نے اس علاقہ کو گھیرے میں لینا شروع کر دیا اور اچانک ہی ایک بریگیڈ فوج نے اس علاقہ پر قبضہ

Marfat.com

رکھنے والی آزاد کشمیر کی ایک کمپنی پر حملہ کر دیا. رات بھر بھارت کا بھاری توپ خانہ گولہ باری کرتا رہا. لیکن آزاد کشمیر کی فوج کے بہادر سپاہیوں نے نہ صرف اس بھارتی حملہ کو روکے رکھا بلکہ بھارتی حملہ کو پسپا بھی کر دیا. بھارتی فوج کا بے پناہ جانی و مالی نقصان ہوا. ۳۵ بھارتی فوجیوں کی لاشیں باقاعدہ طور پر گنی گئیں. ان میں زیادہ تعداد سکھوں کی تھی. بھارتی فوج نے فائر بندی کی مخالفت جاری رکھی. اس کے نزدیک فائر بندی کا یہ مطلب تو نہیں کہ اب جارحیت کو بالکل ہی ختم کر دیا جائے بلکہ ان کا فائر بندی سے یہ مطلب تھا کہ کسی کو پکڑا جائے اور پھر اس کو فائر کیا جائے. تف ہے ایسی سمجھ پر لیفٹیننٹ کرنل ست رنجن سنگھ جو ایک بھارتی بٹالین کا کمانڈر تھا نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ "فائر بندی کے باوجود بھارت پر اس کا کوئی اثر نہ تھا اور بے مقصد، بلا ضرورت اور بلا وجہ لڑائی جاری رکھنے کے احکام صادر کئے جاتے تھے"

دیگر محاذات کی طرح چھمب کے محاذ پر بھی بھارتی کسی ایسے موقع سے نہیں چوکے جہاں انہوں نے جارحیت کا مظاہرہ نہ کیا ہو. ان میں "دو گرہ" پیادہ تو بالکل عقل کی کوری معلوم ہوتی ہے. صرف ایک مقام پر فائر بندی کے بعد بھارتیوں کو تقریباً ۱۰۰ سپاہیوں سے ہاتھ دھونا پڑا. بھینس کے سامنے بین بجانا بے فائدہ ہوتا ہے. اتنے نقصانات اور اتنی پٹائی کے داغ کو فائر بندی کی خلاف ورزیوں سے تو دھویا نہیں جا سکتا تھا. ہماری توپیں منہ کھولے اس وقت کے انتظار میں رہیں کہ کب انہیں آگ اگلنے کا حکم دیا جائے اور وہ چھمب کی طرح کشمیر کے باقی علاقوں سے بھی دشمن کو ختم کریں. لیکن ایسا نہ ہوا. ہم نے اقوام متحدہ کی قرار دادوں پر عمل کر کے ایک بار پھر دنیا پہ ثابت کر دیا کہ ہم امن کے علمبردار ہیں.

Marfat.com

معرکہ تروتی

یہ تروتی کا مقام ہی تھا جہاں بکتر بند گاڑیوں کی زبردست لڑائی ہوئی بلکہ کچھ عرصہ کے لئے تو یہ گمان ہونے لگا کہ دشمن کے پاؤں اب یہاں سے نہیں اکھڑ سکیں گے۔ پاکستانی ہراول دستہ جب تروتی پہنچا تو اسے بکتر بند گاڑیوں کی ایک پوری رجمنٹ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اس بکتر بند ڈویژن کے پیچھے بھارتی انفنٹری کا ایک سیلاب تھا۔ چناب کا نواحی علاقہ ہونے کی وجہ سے زمین نرم اور دلدلی تھی۔ جہاں ٹینکوں سے کام لینا بے حد مشکل تھا۔ تاہم ایک خوفناک جنگ رات بھر جاری رہی۔ پاکستانی فوج کے ہراول دستہ نے دشمن کے بکتر بند ڈویژن کو لڑائی میں مصروف رکھا باقی پاکستانی بکتر بند فوج نے دشمن کو گھیرے میں لینے کے لئے پھیلنا شروع کر دیا۔

دشمن کی انفنٹری نے دفاع کی بہت کوشش کی۔ لیکن اگلی صبح انہوں نے وہی منظر پیش کیا جو چھمب میں کر چکے تھے۔ ۵ ستمبر کی صبح کو جوڑیاں کا معرکہ بھی سر ہو گیا۔ جوڑیاں کے سکول کے دروازہ پر کسی مجاہد نے "پاکستان زندہ باد" کے الفاظ لکھ دیئے۔ جو فائر بندی کے بعد تک وہاں موجود تھے۔

چھمب کے علاقہ میں تروتی کی فتح ایک بہت بڑا کارنامہ تھی۔ یہاں پر پاکستانی بکتر بند فوج نے فتح پائی اور دشمن کے بکتر بند دستوں اور توپ خانہ کو خاموش کر دیا بھارتی اس امر سے آگاہ تھے کہ تروتی کی حیثیت جوڑیاں کے

Marfat.com

صدر دروازے کی سی ہے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ پاک فوج اور مجاہدین نصرت کا پرچم اٹھائے آگے بڑھے چلے آرہے ہیں اور ان کا رُخ بھی جوڑیاں کی طرف ہی ہے۔ تو انہوں نے جوڑیاں کو بچانے کے لئے تروتی پر پوری طاقت لگا رکھی تھی۔ انہوں نے سارے انتظامات ایسے کر رکھے تھے۔ جیسے وہ چھمب کے بعد تروتی کو ہی "میجنو لائن" بنا رہے ہوں۔ لیکن جب پاکستانی افواج کی "اللہ اکبر اور" یا علی" کی یلغار آئی تو ان کی بکتر بند گاڑیوں کی صفیں الٹ گئیں۔ پیدل فوج گھر جانے کے خوف سے دفاعی لڑائی لڑتی رہی لیکن ہماری فوج بہادرانہ طور پر آگے بڑھ بڑھ کر حملے کرتی رہی جب ہماری فوج دشمن کو گھیرے میں لینے کے لئے آگے بڑھی تو اس نے بارودی سرنگوں کے علاقوں میں گھسنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ان کا تو ایک ہی مقصد تھا کہ بھارتی آگ اگلنے والی توپوں کو خاموش کر دیا جائے وہ دشمن کی پوزیشنوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے اور ان کا ہر قدم کامیابی کی بشارت لایا۔ ان کی کوئی بھی فوجی حرکت ضائع نہ ہوئی، دشمن نے زمین پر ایک دوزخ بھڑکا رکھا تھا اور فضا سے بھی بھارتی ہوائی جہاز برابر پرے باندھے ہوئے پاکستانی فوج پر حملہ کی خاطر آتے رہے۔ لیکن بھارتی بری افواج اور فضائیہ میں رابطہ پیدا ہونا مشکل تھا کیونکہ پاکستانی حملہ کے خوف سے بری افواج فضائیہ کو کچھ بتانے سے قاصر تھیں۔ اس لئے بھارتی فضائیہ کی ساری کارکردگی بڑی ہی معمولی تھی۔ تروتی کی جنگ جیتنے میں پاکستانی افواج کے مختلف شعبوں یعنی بکتر بند دستوں، توپخانہ انفنٹری اور فضائیہ میں باہم اتحاد کو کافی دخل ہے۔

Marfat.com

دیوا

چھمب کی طرح دیوا میں بھی بھارتی فوج کی ایک بہت مضبوط چوکی تھی لیکن آزاد کشمیر کی فوجوں نے پاکستانی افواج کی مدد سے اسے چند ہی گھنٹوں میں دشمن سے چھین لیا۔ اس مقام پر دشمن کے ساز و سامان اور اسلحہ کے انبار ہاتھ لگے ماضی میں اسی مقام پر مہاراجہ ہری سنگھ نے مسلمانوں کے قتل عام کا منصوبہ بنایا تھا کیونکہ یہی گاؤں ہری سنگھ کا آبائی گاؤں تھا۔ اس منصوبہ میں رانی تارا دیوی بھی شامل تھیں۔ چھمب اور جوڑیاں کے درمیان موضع کھوڑ سے قتل و خون کی ابتدا ہوئی اور جب تمام مسلمان ڈوگرہ فوج اور ہندو مہاسبھائیوں کے ہاتھوں اِدھر اُدھر بکھرنے لگے تو ریاست میں بغاوت ہو گئی۔ نتیجۃً ہری سنگھ کو مسلمانوں کے قتل عام کی پاداش میں ریاست جموں و کشمیر کی حکمرانی سے معزول ہو کر بمبئی میں گمنامی کی موت مرنا پڑا تھا۔

تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا اور اب اللہ تعالیٰ نے متعصب ہندوؤں کو وہ دن دکھایا ہے کہ وہ خود اپنے آبائی گھر چھوڑ کر دربدر ہو رہے ہیں

موجودہ جنگ میں صرف خانقاہ حضرت پیر حاجی اور پرانی مسجد دیوا سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کوئی آبادی تھی ورنہ گولہ باری سے یہ بستی زیر و زبر ہو چکی ہے یہ ایک معجزہ ہی ہے کہ خانقاہ اور مسجد سلامت رہیں۔ مسجد کو بھارتی اصطبل کے طور پر استعمال کرتے رہے تھے۔ مگر اب وہاں پھر "اللہ اکبر" کی صدا گونجتی ہے۔

انقلابی کونسل کے قیام کے بعد جب کشمیریوں نے بھارتی حکمرانوں کے خلاف

Marfat.com

مسلح بغاوت کر دی تو ایک شلم راجوری کی خفیہ پولیس اور فوجی جاسوسوں نے اطلاع دی کہ شہر کے تین سو جوان گھروں سے غائب ہیں اور کسی کو ان کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔

جس شام یہ اطلاع راجوری کے ملٹری کمانڈنٹ لیفٹیننٹ جنرل امریک سنگھ کو ملی۔ اسی شام اس کو یہ اطلاع بھی ملی جو حقیقت پر مبنی تھی کہ موضع کلالی کے قریب چیل کے جنگلوں میں سے صوبیدار میجر پٹیل کی سرکردگی میں اسلحہ اور بارود لانے والے ایک قافلہ کو مجاہدین نے قبضہ میں لے لیا ہے۔ صرف آٹھ کشمیری جوانوں نے تین ٹرک اسلحہ پر قابو پانے کے ساتھ ساتھ کئی بھارتی سپاہیوں کو بھی واصل جہنم کر دیا۔ اسی رات ضلع پونچھ کے دوسرے علاقوں میں ایسے ہی واقعات رونما ہوئے۔ حبات پورہ میں ایک سے زائد فوجی گاڑیوں کو تباہ کر دیا۔ رڈپور کے جنگلوں میں گشتی دستہ کا صفایا کر دیا۔ منجوکوٹ میں ایک پل کو اڑا دیا گیا۔

ان حالات کے رونما ہونے پر راجوری کے کمانڈنٹ امریک سنگھ نے فوجی اور سول حکام کا ایک اجلاس طلب کیا اور انہیں بتایا کہ کشمیریوں نے حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کر دی ہے اور انہوں نے گوریلا طرز جنگ اختیار کیا ہے۔ انہوں نے کئی جگہ پر ہماری فوج پر حملے کئے ہیں۔ ان سے نپٹنے کے لئے ہمیں بڑے حوصلہ تدبر اور حکمت سے کام لینا ہوگا۔ ادھر تو یہ سازشیں ہو رہی تھیں اور ادھر سرینگر سے آئے ہوئے حریت پسند نوجوان چیل کے جنگل میں ایک خفیہ مقام پر راجوری کے درمیان ایک فوجی اہمیت کی پہاڑی پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھ رہے تھے۔ انہوں نے اس پہاڑی پر قبضہ کر لیا۔ اس پہاڑی کو مجاہدین سے قبضہ لینے کے لئے بھارتی فوج کے ۲۰۰ گورکھے مارے گئے۔ پھر بھی ان کی پیش نہ گئی جب وہ مجاہدین کے نرغہ میں آ گئے تو وہ اتنی افراتفری میں بھاگے کہ بہت سا اسلحہ بھی پیچھے چھوڑ گئے۔

Marfat.com

اس محاذ پر ذلت آمیز شکست کھانے کے بعد بھارتی کمانڈر نے اب راجستھان کے مسلمان سپاہیوں کو آگے کر دیا۔ مسلمان فوجی لڑنا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن ان کے پیچھے ڈوگرا رجمنٹ رائفلیں تانیں کھڑی تھی اور انہیں کہا گیا تھا کہ اگر بھاگو گے تو گولی مار دی جائے گی۔ ان بے چاروں کے آگے بھی موت تھی اور پیچھے بھی موت اس کے باوجود انہوں نے مجاہدوں پر گولی چلانے سے انکار کر دیا اور ڈوگرا سپاہیوں نے یہ دیکھ کر ان پر فائرنگ شروع کر دی۔ ان کے گولی چلانے کی دیر تھی کہ مجاہدین ڈوگرا رجمنٹ پر ٹوٹ پڑے۔ آخر بزدل بھارتیوں کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ بھارتی فوج کے مسلمان سپاہیوں میں سے صرف ۳۲ زندہ بچے تھے۔ سات زخمی تھے۔ مجاہدین نے انہیں اپنی حفاظت میں لے لیا۔ اور زخمیوں کو ایک پہاڑی کی کھوہ میں واقع ہسپتال میں داخل کر کے اُن کو طبی امداد بہم پہنچائی۔

Marfat.com

سیالکوٹ، لاہور سیکٹر

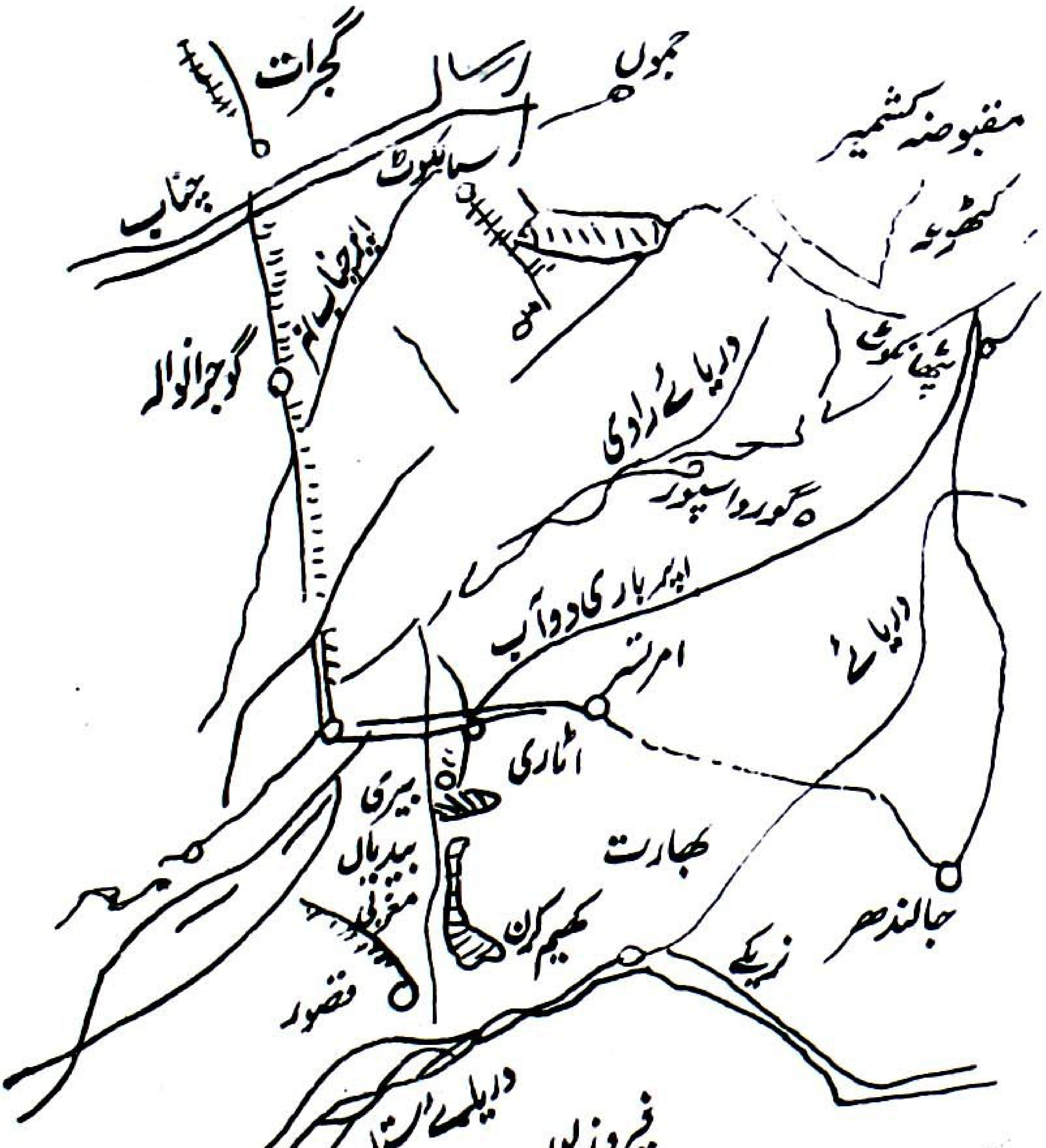

پیمانہ بحساب ۲۵ میل ایک انچ

Marfat.com

سیالکوٹ، لاہور سیکٹر

Marfat.com

سیالکوٹ، لاہور سیکٹر

ہر مقام پر خواہ وہ اقوام متحدہ کا اجلاس ہو یا لوک سبھا کی نشست، ہر موقعہ پر خواہ کوئی امن مشن ہو یا جنگ کا میدان بھارتی سامراج کا منہ کالا کرنے والی مکاری اور دروغ گو کا کوئی نہ کوئی پردہ ضرور فاش ہوتا ہے۔ دنیا کے اخبارات، دنیا کے سیاست دان اور دنیا کے دانشور یہ مان گئے تھے کہ بھارت نے بچاؤ کے لئے نہیں بلکہ ہوس ملک گیری کی خاطر پاکستان پر حملہ کیا اور اپنی جن سنگھی، ذہنیت کو بروئے کار لا کر پر امن اور خاموش بیٹھی صبح کے ہلکوروں میں سوئے ہوئے دیہاتوں پر ٹینک دوڑا دیئے۔ یہی کچھ اس نے لاہور پر کیا اور بھرپور پروگرام کے مطابق یہی عمل سیالکوٹ کی سرزمین میں دہرایا۔

اس خیال سے کہ ہم واقعات کو پہاڑوں، میدانوں اور ریگستانوں سے گذارتے ہوئے سمندر کی سمت لئے جا رہے ہیں۔ کشمیر کے بعد سیالکوٹ کا ذکر پہلے کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سیالکوٹ پر حملہ بھارتی حملہ کا پروگرام لاہور پر قبضہ کرنے کے بعد سات ستمبر کا تھا۔ لاہور پر حملہ چھ ستمبر کو ہوا۔ ۴۸ گھنٹے کا یہ فرق ایک تاریخ دان کے لئے کئی نئے باب کھولتا ہے۔ لیکن ہم تو پاک بھارت سرحد پر کھیلے جانے والے خونیں کھیل کو واقعات کے گذر جانے کے بعد دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے سیالکوٹ کے عہد آفریں معرکہ میں جا بجا لاہور کا ذکر بھی آئیگا لیکن لاہور کے لئے ہم نے ایک علیحدہ اور مخصوص باب بھی وقف کیا ہوا ہے۔

Marfat.com

اس لئے سیالکوٹ، لاہور سیکٹر کا ذکر کرتے ہوئے ہم ترتیب کے لحاظ سے سیالکوٹ کے بعد ہی لاہور کا ذکر کریں گے۔

Marfat.com

معرکۂ سیالکوٹ

معرکہ سیالکوٹ کے متعلق ہی صدر ایوب نے کہا تھا۔

"سیالکوٹ کی جنگ کی مثال نہیں ملتی یہاں تک کہ دوسری جنگ عظیم میں بھی اتنی غیر متوازن لڑائی نہیں ہوئی پاکستان کی مختصر سی فوج کے مقابلے میں۔۔ ۶ ٹینک لاکھڑے کئے گئے۔ جب اس جنگ کی تاریخ لکھی جائے گی۔ تو چونڈہ اور سیالکوٹ غیر معمولی بہادری اور جذبہ وطن پرستی کے مظہر قرار دیئے جائیں گے۔"

جب ہم سیالکوٹ کا نام لیتے ہیں تو ہمارا مطلب سیالکوٹ ضلع سے ہوتا ہے۔ ہر اس گاؤں۔ قصبہ اور شہر کی تاریخ لکھی جہاں حق و باطل کا معرکہ ہوا تو یہ ناممکن امر ہے۔ تاہم سیالکوٹ کی نسبت سے اور بہت سے نام سامنے آئیں گے۔ یہ تمام دیہات سیالکوٹ ضلع میں واقع ہیں۔ سیالکوٹ اور پسرور کی تحصیلوں کے بہت سے دیہات ایسے تھے جن کو بھارتی فوجوں نے "اللہ اکبر" اور "یا علی" کے نعرے سنا کر اس مغالطہ میں ڈال دیا کہ رات کی تاریکی میں پاکستانی فوج اپنی مشقوں پر نکلی ہوئی اور اپنی سرحد کی حفاظت کر رہی ہے۔ کیونکہ سیالکوٹ سے چند ہی میلوں کے فاصلہ پر چھمب' دیوا' جوڑیاں اور راجوڑی کے علاقہ میں چلتی ہوئی توپیں تو کئی ایام سے اپنی گھن گرج ان دیہاتیوں کو سنا رہی تھیں۔ ان کے ذہن میں یہ خیال بھی نہ تھا کہ بین الاقوامی سرحد پار کر کے بھارتی فوجیں پاکستان

Marfat.com

کی مقدس سرزمین میں گھس آئی ہیں۔

جونہی یہ احساس عوام کو ہوا کہ وہ تو خطرہ میں گھر گئے ہیں اور کالی دیوی کے پجاری آگے سیالکوٹ کی طرف بڑھے جا رہے ہیں تو انہوں نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ بھارتی قبضہ میں آجائیں انہوں نے اپنے گھروں کو چھوڑا اور سیالکوٹ کا رخ کیا۔ بھارتی درندوں نے عورتوں اور بچوں پر جو ظلم و ستم کئے ان کی کہانی بیان کرنا ایک مشکل امر ہے۔ کس کس کے دل کے داغ کو دھویا جا سکتا ہے۔ کس کس کے زخم پہ مرہم رکھا جا سکتا ہے۔ تاہم اس کا علاج ایک ہی ہے کہ بھارت کو کچل دیا جائے کہ یہ فتنہ جو انسانیت کے نام پر ایک دھبہ ہے۔ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے۔ سیالکوٹ کے شہیدوں اور غازیوں کو ساری قوم سلام کرتی ہے۔ ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی معرکہ سیالکوٹ کی رُوداد ہم نے بہت سے ذرائع سے مرتب کی ہے لیکن اخبارات و رسائل کے ساتھ خاص طور پر جہانگیر اے خاں کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ جنہوں نے اپنے ایک معرکتہ آلارا انگریزی مضمون میں معرکہ سیالکوٹ کی بڑی تفاصیل بیان کی ہیں۔ ہم نے اس مضمون سے بھی استفادہ کیا ہے اور وہ تفاصیل بیش کی ہے جو شاید ابھی عام نہیں ہوئیں۔

"ٹائمز آف انڈیا" نے اپنے صفحہ اوّلین پر بڑے جلی الفاظ میں یہ خبر دی کہ سیالکوٹ کے محاذ پر سیالکوٹ پسرور ریلوے لائن کے مغرب جیسوراں پر قبضہ کرنے کے بعد بھارتی افواج اب جنوب مغربی سمت میں پیش قدمی کر رہی ہے اور اب وہ چونڈہ کے جنوب مغرب میں بڑہ وگر نڈی پہنچ چکی ہے۔"

یہ خبر اخبار مذکورہ میں ۹ ستمبر کے حوالہ سے چھپی۔ یعنی اس خبر کو محاذ سے گھڑ کر ۹ ستمبر کو بھارتی اخبارات میں چھپنے کے لئے روانہ کیا گیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اسی روز پاکستان کی جنگی ہائی کمان ان رپوٹوں کو آخری شکل دے رہی

Marfat.com

تھی جن پر اس نے سپریم کمانڈر افواج پاکستان کی منظوری لینی تھی۔" ٹائمز آف انڈیا" کی خبر کے ساتھ ان رپورٹوں کا صرف اتنا تعلق تھا کہ دونوں ایک ہی محاذ سے تعلق رکھتی تھیں۔ لیکن چار دن کے بعد جب پاکستانی ہائی کمان کی رپورٹیں عوام کے سامنے آئیں تو ان میں بیالیس اعزازات پانے والے جانبازوں کی جرأت اور شجاعت کے واقعات تھے۔ جنہوں نے نہ صرف بھارتی استعمار کا منہ توڑا تھا بلکہ تاریخ میں حوصلہ مندی اور وطن پرستی کے باب کا اضافہ کیا تھا۔ صدر پاکستان نے ان کو جارحانہ بھارتی حملہ جو چونڈہ اور سیالکوٹ کے درمیانی علاقہ میں کیا گیا تھا روکنے پر بہادری کے اعزازات دیئے تھے۔

چونڈہ سیالکوٹ سے پسرور نارووال جانے والے ریلوے لائن پر ایک اہم سٹیشن ہے۔ یہاں سے ظفروال اور شکرگڑھ کو سڑک جاتی ہے اور اس کے گردونواح میں بھارتی سرحد تک کافی بڑے قصبات واقع ہیں۔ بیس میل لمبے محاذ پر تمام فوجی کارروائی کو بھارت نے" اپریشن نیپال" کا خفیہ نام دیا تھا اور اپنی فوجوں کو یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ جب" اپریشن نیپال" کہا جائے تو اس کا مطلب ہوگا۔ سیالکوٹ کے محاذ پر ایک زبردست طوفانی حملہ"

بھارتی فوج کی سکیم یہ تھی کہ" اپریشن نیپال" کی کامیابی سے سابقہ صوبہ پنجاب دو حصوں میں بٹ جائے گا۔ اور چناب تک کا علاقہ بھارتی قبضہ میں آجائے گا۔ بظاہر ان کی اس سکیم کا کامیاب ہو جانا بھی کچھ مشکل نہ تھا۔ ان کے پاس بے شمار تیز رفتار ٹینکوں کی طاقت تھی۔ سب سے بڑا فائدہ ان کو اس بات کا تھا کہ وہ سیواجی مرہٹہ کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے۔ بغیر کسی اعلان جنگ کے تاریکی میں سرحدوں کے اندر گھس آئے تھے۔ سیالکوٹ پر" اپریشن نیپال" کے لئے لاہور پر حملہ کے ۲۴ گھنٹے بعد سات ستمبر کا وقت اور دن مقرر کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر

Marfat.com

صدر ایوب نے راولپنڈی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کے درمیان بھارتی جنگی منصوبہ کے متعلق بڑا درست کہا کہ بھارتی افواج کا پروگرام پاکستانی افواج کو لاہور اور سیالکوٹ جیسے اہم مقامات کے دفاع پر مصروف کر کے خود درمیان سے آگے بڑھنے کا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس کی ساری کی ساری سکیموں پر سیالکوٹ کے محاذ پر ہی پانی پھر گیا وہ دو حصوں میں بٹ کر چونڈہ کی طرف سے ہوتے ہوئے وزیر آباد اور گوجرانوالہ کے کسی مقام پر مل کر باقی سارے علاقہ کو گھیرے میں لینے کے ساتھ پاکستان کی سب سے بڑی شاہراہ جی۔ٹی روڈ کو قبضہ میں لینا چاہتے تھے ان کے فوجی پروگراموں کے مطابق یہ ایک ایسی سکیم تھی کہ اس سے پاکستان کا دفاع غیر موثر ہو کر رہ سکتا تھا۔ اس قسم کے شیطانی پروگراموں کی روشنی میں بھارتی جنگی ہائی کمان نے پاکستان پر حملہ کر دیا۔

بھارتی بکتر بند دستوں کا زیادہ حصہ اس مقصد کی تکمیل پر مامور کیا گیا کہ جو جنگ ہو وہ انتہائی فیصلہ کن ہو، پانچ سو ٹینک تو صرف چونڈہ حاصل کرنے کی خاطر وقف کئے گئے۔ تاکہ چونڈہ کو ایک مضبوط سپلائی مرکز بنا کر سیالکوٹ کے باقی علاقوں میں مؤثر جنگ جاری رکھی جا سکے اور چونڈہ ایک ایسا مرکز ثابت ہو جہاں سے شاہراہ اعظم اور دیگر ایسے راستوں پر کڑی نگرانی رکھی جا سکے جو لاہور اور سیالکوٹ میں رابطہ قائم رکھے۔

یہ مہیب اور عظیم پروگرام کس طرح اپنے انجام کو پہنچا یہ ایک داستان ہے ہمارے اعتقاد و اعتماد کی۔ یہ کہانی ہے۔ ہماری نوآموز پچیسویں رجمنٹ کے ایک دستہ کی جسے پہلی دفعہ دشمن کے خلاف لڑنے کا اعزاز حاصل ہوا اور اس نے اپنی رجمنٹ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روشن اور زندہ جاوید کر دیا جس جرأت اور بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ اس پچیسویں رجمنٹ نے

Marfat.com

جیسوراں، بڑھ وگرنڈی اور چونڈہ کے معرکوں میں کیا اس سے "العالمین" "طبروک" اور "بن غازی" کے اکیس سالہ پرانے رزمیہ افسانے پھر سے زندہ ہو گئے ہیں۔ ان غازیوں، شہیدوں اور مجاہدوں نے موت کی وادی میں قدم رکھ کر ایسی دادِ شجاعت دی کہ کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ نے ان کو "فولادی انسان" کا خطاب دیا یہ نام افواج پاکستان کے تعریفی نغموں میں ہمیشہ میٹھی سروں میں لیا جائے گا۔ فولادی انسان جو سیالکوٹ اور چونڈہ کے مقامات پر ٹینکوں کی جنگ میں لڑے۔ انہوں نے دنیا بھر کے لوگوں کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ جنگ عظیم کے بعد ٹینکوں کی اتنی زبردست لڑائی پہلی دفعہ ہوئی ہے اور بیسویں صدی کی یہ دوسری عظیم جنگ، ہے جو ٹینکوں نے لڑی اور جس میں چونڈہ بھارتی ٹینکوں کا قبرستان بن گیا۔

حملہ کے وقت بھارتی فوجوں کے سب سے آگے پہلی بکتر بند ڈویژن تھی جس میں "فلاور آف انڈیا" کے ٹینکوں کے علاوہ مندرجہ ذیل اہم دستے بھی شامل تھے۔

۱۔ پونا ہارس نامی دستہ جس میں "فخر ہند" ٹینک شامل تھا۔

۲۔ سولہویں بلیک ایلیفنٹ جس سے موجودہ بھارتی کمانڈر انچیف جے این چوہدری وابستہ ہے۔

۳۔ چوتھی ہاڈسن ہارس

۴۔ باسٹھویں سوار

۵۔ ساتویں سوار

۶۔ دوسری شاہی لانسر

۷۔ اٹھارہویں سوار۔

اس بکتر بند سیلاب کی مدد کے لئے پانچ سو ٹینکوں کے علاوہ بھارت

Marfat.com

کی چودھویں توپ خانہ ڈویژن، چھٹی ماؤنٹس ڈویژن اور گاڑیوں پر پورا ایک بریگیڈ توپ خانہ کا تھا۔ اس آتشیں ساز و سامان کے علاوہ اس یلغار کو ایک بہت بھاری توپخانے کی امداد بھی حاصل تھی۔ جس کے پاس تین سو بھاری توپیں تھیں۔ جن سے ۲۵ پونڈ سے لے کر ۲۰۰ پونڈ تک کارروائی گولہ پھینکا جا سکتا تھا۔ ان کے ذمہ یہ کام تھا کہ دشمن کی طرف بڑھتی ہوئی صفوں کے اوپر سے گولے پھینکے جائیں تاکہ ان کے بڑھتے ہوئے قدم کوئی نہ روک سکے۔ تقریباً اس سارے سیلاب بلا میں پچاس ہزار فوجی سپاہی تھے۔ جن کو یہ یقین دلایا گیا تھا کہ پاکستانی دفاع تو بس اشارے سے ختم ہو جائے گا۔ پاکستانیوں کو تو سنبھلنے کی بھی مہلت نہ ملے گی۔ کامیابی تمہاری ہو گی۔

ان فوجیوں کو بھی اپنی اکثریت کی بنا پر مان تھا کہ چھ کے مقابلہ میں ایک پاکستانی سپاہی کیا کرے گا۔ اسی غرور میں انہیں اپنی جارحیت کی پوری کامیابی کا پکا یقین تھا۔ بھارتی مُردہ سپاہیوں کی جیبوں سے جو بھاری رقمیں دستیاب ہوئیں۔ ان سے پاکستانی شہروں میں جشن فتح منانے کے لئے پروگراموں کا پتہ چلتا ہے۔ انہیں یقین تھا کہ پاکستان پر فتح حاصل کرنے کے اہم معاملہ کو نپٹانے کیلئے صرف ۲۴ گھنٹے درکار ہوں گے۔ اور پھر لاہور کے عظیم جم خانہ کلب میں کاک ٹیل پارٹی ہو گی۔ اخبارات کو سیالکوٹ اور لاہور پر مکمل قبضہ کے بعد خاص اشاعتوں کے لئے ہدایات دے دی گئیں تھیں۔

جتنی مکاری سے لاہور پر حملہ کیا گیا تھا اتنی ہی مکاری سے سیالکوٹ پر حملہ کیا گیا۔ لاہور کے محاذ پر بھارتیوں کو جو حیرانی ہوئی تھی۔ وہ اس کی سیالکوٹ کے محاذ پر توقع نہیں کرتے تھے۔ سات ستمبر ۶۵ء کی پہلی چند ساعتوں میں دشمن کی سادہ فوج سرحد کے سوئے ہوئے گاؤں سے گذرتی ہوئی آگے بڑھی تاکہ فوجی اہمیت کے مقامات پر قبضہ کر سکے اور بکتر بند دستوں کو آگے بڑھنے میں تکلیف نہ ہو سات

Marfat.com

ستمبر کی صبح کو بھارتی وزیر دفاع مسٹر چوہان لوک سبھا میں پروگرام کے مطابق حاضر نہ ہوئے کیونکہ جنرل چوہدری ان سے ریڈیو پاکستان سے غیر معمولی اہمیت کا اعلان کرنے والے تھے۔ لیکن فتح و کامرانی کے اعلان کی بجائے مسٹر چوہان نے دہلی واپس جاکر یہ اعلان کیا کہ ہماری فوجیں جموں کے مغرب میں پاکستانی سرحدوں کے اندر داخل ہو چکی ہیں۔ لوک سبھا اور دیگر سیاسی لیڈروں سے لاہور کی حملہ کی پسپائی کو اس طرح چھپایا گیا جس طرح کہ وہ کوئی بہت بڑا راز ہو۔ لیکن ڈھٹائی ملاحظہ ہو کہ فوجی ہیڈکوارٹرز کی طرف سے ٹائمز آف انڈیا میں جو خبر چھپی وہ یہ تھی۔

بھارتی حملہ یقیناً مغربی پاکستان کی فوجیں بکھیر دے گا۔ سڑکوں اور ریلوں کا نظام بگڑ جائے گا۔ پاکستانیوں کو جو شک و شکوک رہ گئے ہیں کہ بھارت یہ کر سکے گا یا نہیں یہ سب سیالکوٹ کے محاذ پر اب تک ختم ہو چکے ہوں گے یہ ۸ ستمبر کی خبر تھی۔ عین اس وقت جرأت و قربانی کی ایک نئی تاریخ سیالکوٹ کے محاذ پر جنم لے رہی تھی۔

بے شمار بے گناہ اور معصوم کسان اس غیر متوقع حملہ کے شکار ہوئے جو ردستم کا آہنی سیلاب تین حصوں میں پاکستان کی سرزمین کے اندر گھسا آرہا تھا۔ ایک حصہ وہ تھا جو چونڈہ کے مشرق سے نخال اور ڈگری کی طرف سے داخل ہوا تھا۔ دوسرا چار دہ، چوبارہ اور پھلورہ کی طرف سے گھسا تھا اور تیسرا مہاراجکے، باجرہ گڑھی اور رسول پور کی سمت سے سیدھا سیالکوٹ شہر کی طرف بڑھا آرہا تھا۔"

لافانی کردار پیش کرنے والے پچیسویں رجمنٹ کے جوان اور افسر آگے بڑھے ایک ہی رات میں وہ مثالی کردار بن گئے۔ انہیں بھی کافی وقت کے بعد پتہ چلا کہ یہ اپریشن نیپال نو آگ اور لوہے کا بہتا ہوا ایک سمندر ہے جس کے مقابلہ میں انہوں نے ایک تاریخ اپنے خون سے لکھنا ہے یہ قدرت کی ستم

Marfat.com

ظریفی بھی کہ ایک سب سے کم عمر رجمنٹ کے ذمہ ایک بہت بڑا کام آگیا۔ ایک کے مقابلہ میں چھ کی نسبت کے اس بے نظیر معرکہ کی داستانیں ان غازیوں نے سنائیں جنہیں اس معرکہ کی سعادت حاصل ہوئی۔

۱۔ بھلورہ

کرنل نثار کے پہلو میں وائرلیس کے اندر جنبش ہوئی اس وقت ۸ ستمبر کی صبح ہونے والی بھی چار بجے تھے پچیسویں رجمنٹ کے کمانڈنگ آفیسر نے اپنے بریگیڈ کمانڈر اے۔ اے ملک کو جلدی جلدی یہ آرڈر دیتے سنا" دشمن نے بھلورہ کی اگلی صفوں پر حملہ کر دیا ہے اسے تباہ کر دو۔

کمانڈنگ آفیسر نے سکواڈرن کمانڈروں کو خبردار کیا اور پچیسویں رجمنٹ مصروف عمل ہو گئی۔ میجر محمد احمد جو (ب) دستہ کے کمانڈر تھے ان کو بھلورہ میں دشمن کی پیش قدمی روکنے پر مامور کیا گیا۔ اس ہراول دستہ کی حفاظت دائیں اور بائیں بازوؤں سے میجر رضا خان اور میجر آفندی کر رہے تھے۔ دشمن نے چونڈہ پر عقب سے حملہ کرنے کے لئے گھیرا ڈالنے کی حرکات شروع کر دیں تھیں چند ہی منٹوں میں میجر احمد کے "ب" سکواڈرن نے دشمن کی صفوں کو دیکھ لیا۔ بھاری توپوں کی گھن گرج میں لڑائی شروع ہو گئی پاکستانی دستہ نے سامنے سے حملہ کیا اور ایک اچھی جھڑپ کے بعد دشمن پیچھے ہٹتا نظر آیا۔ گرد کے بادلوں میں کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔ جوں جوں دن چڑھتا گیا۔ گرد کا بادل گہرا ہوتا گیا۔ جنگ کا میدان ٹینکوں کی لڑائی کا مثالی میدان بن گیا۔ خشک بے آب علاقہ میں اگی ہوئی فصلیں ختم ہو گئیں۔ ننگی اور پیاسی زمین سورج سے جھلسی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ ہر طرف گرد کا سمندر تھا کہیں کہیں تو گرد کی تہ ایک فٹ تک گہری تھی اس کے اوپر جب

Marfat.com

یہ پچاس ٹن سے بھی زیادہ وزنی ٹینک گرجتے ہوئے آگے بڑھتے تھے تو گرد کا طوفان اٹھتا تھا۔ ہر چیز کے اوپر گرد کی نہ چڑھ گئی تھی۔ صرف اندازے سے ہی فائر کیا جاتا تھا۔ نظر کچھ نہ آتا تھا۔

۲۔ گڈگور

گرد وغبار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمن ایک چھوٹے سے گاؤں گڈگور تک پیچھے ہٹ گیا۔ پہلی جھڑپ میں لانس دفعدار عطا محمد خان علیحدہ ہو گیا تھا۔ دشمن کے ٹینکوں کے ایک دستہ نے اسے گھیر رکھا تھا وہ اپنے ٹینک سے فائر بند کئے ہوئے تھا اس لئے گرد کے پردہ میں اس کی صحیح پوزیشن کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ جونہی گرد ذرا کم ہوئی تو اس نے ٹینک کو دشمن کی طرف بڑھایا اور اس کے توپچی غلام جیلانی نے انتہائی درست نشانہ لگا کر دشمن کے چار ٹینک اڑا دیئے یہ اس محاذ کے دو پہلے بہادر تھے۔ جن کو ان بہادری پر تمغہ جرأت کا اعزاز دیا گیا تقریباً اسی وقت جبکہ عطا محمد لڑائی میں مشغول تھا اس کے دستہ کے کمانڈر کے ٹینک کو گولہ لگا۔ میجر احمد دوسرے ٹینک پر آ گئے لیکن اس ٹینک پر بھی گولہ آ لگا۔ وہ تیسرے میں چلے گئے اس تیسرے ٹینک کو بھی نقصان پہنچا اس مرتبہ میجر صاحب قسمت نے یاوری نہ کی اور وہ زخمی ہو گئے۔ لانس دفعدار وہاب گل نے بڑی حاضر دماغی سے کام لیا اور میجر کو دشمن کے گولوں کی زد سے باہر نکال لے گیا۔ اس کام میں وہ خود زخمی ہو گیا۔ لیکن اس کا ایثار اس کے کام آیا اور اسے تمغہ جرأت دیا گیا۔ زخمی میجر محمد احمد کو ستارہ جرأت کا اعزاز دیا گیا۔

اب میجر آفندی کی باری تھی کہ وہ دشمن سے نبرد آزما ہو۔ میجر آفندی نے جو مقابلہ دشمن کی ٹینک فورس سے کیا۔ اس کا حال وہ اس طرح بتاتے ہیں۔

Marfat.com

"ایک گولہ کی گونج سروں کے اوپر سنائی دی جو دشمن کے کسی ٹینک سے آیا تھا۔ مجھے سخت غصہ آیا میں توان کو کچا چبا جانا چاہتا تھا" میجر آفندی کو غصہ اس وجہ سے زیادہ تھا کہ وائرلیس کے ذریعہ اس خبر کو سن چکے تھے کہ ان کی رجمنٹ میں ہر اول دستہ میں سوار محمد کریم جام شہادت پی چکے ہیں۔ محمد کریم وہ بہادر سپاہی تھے جنہوں نے برستی ہوئی آگ میں اپنے زخمی کمانڈر کی حفاظت کی تھی اور اس بہادری پر انہیں تمغہ جرأت کا اعزاز دیا گیا تھا۔ میجر آفندی کے حملہ میں دشمن کے چار مزید ٹینک ضائع ہو گئے گویا پہلی یلغار میں دشمن کے ۸ ٹینک ضائع ہو چکے تھے۔ اب مزید کمک کے ساتھ دشمن نے آگے بڑھنے کی ٹھان لی کیونکہ بھارتیوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ گڈ گور نامی گاؤں کو ہر حال میں قبضہ میں رکھا جائے کیونکہ یہ چونڈہ کو آنے والی بڑی سڑک پر واقع ہے۔

بائیں سمت میجر رضا خان نے دیکھا کہ دشمن ایک حملہ کی تیاریوں میں مصروف ہے میرے ہینچو رین کے ایک دستہ کے عقب میں ایک انفنٹری کی پوری کمپنی گولہ باری کے لئے تیار ہے۔ میجر رضا خان نے اندازہ لگایا کہ اگر فوری طور پر کچھ نہ کیا گیا تو حالات خراب ہو جائیں گے۔ انہوں نے فوری طور پر ایک فیصلہ کیا کہ حالات کو سنبھالنے کے لئے بہتر ہے کہ دشمن کے حملے کی بجائے خود ایک ضرب لگا دی جائے۔ اب تک لڑائی ہوتے ہوئے آٹھ گھنٹے ہو چکے تھے۔ انہوں نے کمانڈنگ آفیسر کی اجازت دشمن کی صفوں کو الٹنے کے لئے طلب کی۔ جو ان کو مل گئی۔

سہ پہر کے قریب میجر رضا خاں نے سوچا کہ حملہ غروب آفتاب سے پہلے شروع نہیں ہوگا۔ ۵ بجے کے قریب انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ گڈ گور کو دشمن کے ٹینکوں سے خالی کرالیں گے اگر ہو سکا توان کا تعاقب چوبارہ کے اگلے گاؤں تک بھی کریں گے میجر رضا کے اپنے الفاظ میں اس حملہ کی روداد

Marfat.com

یوں ہے۔

"میرا خیال ہے کہ دشمن اس وہم میں مبتلا تھا کہ دن بھر کی تھکا دینے والی جنگ کے بعد ہم رات بھر آرام کریں گے لیکن ہم نے ایک آدھ گھنٹہ میں حملہ کا پروگرام بنا لیا۔ غروب آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے ہم نے حملہ کر دیا میرا دستہ ایک قطار کی صورت میں دشمنوں کی صفوں کے اندر گھس گیا۔ یہ ایک بہت سخت مقابلہ تھا۔ گرد و غبار میں آگ ہی آگ نظر آتی تھی۔ شعلے لپک لپک جاتے تھے گھن گرج میں کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ ہمارے ٹینکوں کے آگے بڑھنے کی رفتار سے پتہ چلتا تھا کہ دشمن پیچھے ہٹ گیا ہے۔ سارے ٹینکوں کی تباہی کے ساتھ ساتھ اندھیرا پھیلنے تک دشمن کی انفنٹری بھی گرد کے ساتھ مل کر گرد ہو چکی تھی۔ اور گڈگور کے ارد گرد مشین گنوں کے مورچے خاموش ہو چکے تھے۔ گڈگور کے کھنڈرات پر خاموشی چھا گئی تھی اور دشمن کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

دس ستمبر ۶۵ء کی اشاعت میں "ٹائمز آف انڈیا" نے سیالکوٹ کے محاذ پر ہونے والی جنگ میں ۸، ۹ ستمبر کا حوالہ دیتے ہوئے یہ تسلیم کر لیا کہ بھارتی فوجوں کو سیالکوٹ کے محاذ پر سخت زک اٹھانی پڑی ہے اور بہت سے جنگی سامان سے ہاتھ دھونا پڑا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گڈگور کو دشمن نے رجمنٹل ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا اس خیال کی جلد ہی تصدیق ہو گئی۔ جبکہ میجر رضا اپنے ٹینک سے باہر نکل رہے تھے ان کا خیال تھا کہ کچھ ایسے کاغذات وغیرہ تلاش کیئے جائیں جن سے دشمن کی حرکات و سکنات کا علم ہو سکے۔ لیکن اچانک ہی فضا میں دو گولے ایک ہی آواز کے ساتھ پھٹے اور میجر رضا خان نے محسوس کیا کہ ان کی پیشانی سے کوئی چیز ٹکرائی ہے۔ دوسرے ہی لمحے انہیں سر کے پچھلے حصہ میں درد کی چبھن ہوئی انہوں نے ہاتھ سے چھوا تو ان کا تمام ہاتھ خون سے بھر گیا جلد ہی ایک نوجوان پہلی طبی امداد

Marfat.com

کا بکس لے کر آ گیا اور میجر نے اپنی مرہم پٹی آپ کی ضروری کاغذات جمع کر لئے گئے اور اپنی پوزیشن مضبوط کر لی گئی نتیجہ کے طور پر میجر رضا کے اس حملے سے بھارتی طوفان بدتمیزی کی یلغار کو گڈگور پر ہی روک دیا گیا۔

دن بھر کی لڑائی میں پاکستانی افواج کو ۱۵ ٹینک، بے شمار ٹینک شکن توپیں اور مشین گنیں درست یا شکستہ حالت میں ہاتھ لگیں۔ تقریباً ۱۵۰ بھارتی سپاہی مارے گئے اس ساری کہانی کا بہترین پہلو یہ ہے کہ تیس پاکستانی ٹینک پوری دو رجمنٹوں جن میں کم ازکم ایک سو ٹینک تھے سے لڑے اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی شجاعت و بہادری کی روایات کو زندہ کر دیا۔

کمانڈنگ آفیسر نے بعد میں ایک اخبار نویس کو بتایا کہ میجر رضا بھی بار بار اصرار کرتے تھے کہ انہیں دشمن کو واپس ان کے گھر بھیجنے کے لئے جانے دیا جائے لیکن ہم نے انہیں واپس ہسپتال میں بھیج دیا پھر بھی ان کا ارادہ پورا ہو کر رہا۔ گڈگور میں بچے کھچے ٹینک بھی سخت نقصان اٹھا کر بھاگ گئے۔ اس معرکہ میں لانس دفعہ دار محمد اسلم اپنا ٹینک لے کر دشمن کی صفوں کے اس پار چلے گئے ان کا ٹینک دشمن کے ٹینکوں میں ہر طرف سے گھر گیا۔ لیکن انہوں نے نہ تو ہتھیار ڈالے اور نہ ہی اپنے ٹینک سے دستبردار ہوئے۔ یہاں تک کہ میجر رضا کے حملے نے حالات کو پھر سے پلٹا دیا اور محمد اسلم کئی بھارتی ٹینکوں کو نقصان پہنچا کر تمغہ 'جرأت' کے اعزاز کے حق دار ہوئے۔

میجر آفندی دشمن کے پکڑے ہوئے ٹینکوں میں سے گذر رہے تھے اور ایسی اشیا کی تلاش میں تھے، جنہیں تحفے کے طور پر کسی کو دیا جا سکے۔ اس تلاش میں انہیں ایک ایسی چیز ملی جو قدر و قیمت کے لحاظ سے سب سے بہتر تھی وہ تھی: "آپریشن نیپال کی سکیم" جس میں بھارتی جارحانہ حملہ کی تفاصیل درج تھیں

Marfat.com

اس سے پتہ چلا کہ دشمن کی چونڈہ سیالکوٹ محاذ پر لڑنے والی فوج پہلی بکتر بند ڈویژن ہے۔ کمانڈنگ آفیسر نے بتایا کہ ہمیں یہ جان کر سخت صدمہ ہوا کہ ہم ایک بہت بڑے حملے کے ہراول دستے کے درمیان گھر گئے ہیں۔ ہم اپنی کامیابی کو سوائے خالق حقیقی کی عنایت کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ گڈگور کا معرکہ سارے معرکہ کا نقشہ بدلنے کا معرکہ ثابت ہوا۔ بھارتی ہراول دستہ کا پاکستان کی ۱/۱۳ طاقت نے صفایا کر دیا تھا۔ بھارتی افواج کا گڈگور میں سے گذرنا ناممکن بنا دیا تھا۔ اس لڑائی کی کامیابی پر ہی بھارتی حملہ کی کامیابی کا دارومدار تھا۔ انہیں اپنے حملہ کی تمام کی تمام سکیم ناکام ہوتی نظر آئی۔ اگر گڈگور ان کے قبضہ میں رہتا تو اپنی ساری قوت مجتمع کر کے اس جرنیل سڑک تک پہنچنے کی کوشش کرتے جو پسرور اور سیالکوٹ کو ملاتی ہے ان کے پروگرام کے مطابق پھر سیالکوٹ شہر تک رسائی ممکن ہو جاتی۔ لیکن اپنی کامیابی کو مایوسی میں بدلتے دیکھ کر اگلے دن انہوں نے اپنی مدد کیلئے بھارتی ہوائی فوج کو بلا لیا۔

۹ ستمبر ۶۵ء کی صبح کو گڈگور کے محافظوں پر سخت بمباری کی گئی۔ بمباری کے ساتھ ساتھ بھارتی توپوں کے ذریعہ گولہ باری بھی ہوتی رہی۔ اس آگ اور لوہے کی برسات سے ہر چیز کا صفایا ہو گیا۔ جو ادھر ادھر کہیں موجود تھی۔ لیکن اللہ کی مدد سے وہ مقام جسے بھارتی توپیں اور جہاز نشانہ بنا رہے تھے۔ محفوظ رہا۔ گولہ باری کی وجہ سے بھارتی فوج اپنی ٹینکوں کی طاقت آزمانے کی جرأت نہ کر سکی، رات کو بھی دشمن کی طرف سے گولہ باری ہوتے لگتی۔ ہمارے سپاہیوں اور افسروں کو یقین تھا کہ ۱۰ ستمبر کو بھارتی پھر حملہ کریں گے اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے افسروں اور جوانوں نے آنکھ لگانا تو درکنار کچھ کھانے پینے کا اظہار بھی نہ کیا۔

Marfat.com

۳۔ چونڈہ

پچیسویں رجمنٹ ۲۲ گھنٹے لڑ چکی تھی اور اب اسے آرام کے لئے فارغ ہونا چاہیئے تھا۔ ۱۰ ستمبر کو صبح تین بجے اس رجمنٹ کو واپس چونڈہ لایا گیا تاکہ وہ آرام کر سکے جوان ابھی آرام سے بیٹھے بھی نہ ہوں گے کہ انہیں پھر اگلی صفوں میں پہنچنے کا حکم موصول ہوا۔

دشمن نے ایک اور بھرپور حملہ کیا تھا جس سے ہماری اگلی دفاعی صفوں میں ان میں ان کے آگے بڑھنے کا راستہ بن گیا تھا اور اب چونڈہ کی طرف آنے والی سڑک کو خطرہ لاحق تھا۔ اس جنگجو پچیسویں رجمنٹ کے افسران اور جوانوں نے اس طرف بڑھنا شروع کر دیا جس طرف سے خطرے کا سیلاب بڑھ رہا تھا میجر رضا کی جگہ ایڈ جوٹینٹ میجر سکندر نے کمان سنبھال رکھی تھی۔ اور ان کی جیپ تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ چند گز کے فاصلہ پر بھارتی سنچورین کھڑے ہیں۔ انہوں نے حاضر دماغی سے کام لیا اور جیپ کا رخ بدلا اور اس وقت تک کہ دشمن ان پر گولے برساتا وہ محفوظ ہو چکے تھے لیکن نائب رسالدار سلطان بہادر کو نو رکنا آتا ہی نہ تھا۔ وہ سیدھے دشمن کے ٹینکوں سے جا ٹکرائے اور اس سے پیشتر کہ انہیں جام شہادت نصیب ہو وہ دشمن کے دو ٹینکوں کو الٹا چکے تھے پے در پے کوشش کے بعد پچیسویں رجمنٹ نے اپنی جنگی پوزیشن ۱۲ ستمبر کی صبح تک درست کر لی۔ ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ ستمبر گذر گئے لیکن سوائے معمولی معمولی جھڑپوں کے بھارتی جنگ بازوں نے اور کچھ نہ کیا۔ در اصل وہ ایک اور مہیب حملہ کی تیاری میں مشغول تھے۔

۱۶ ستمبر ۶۵ء کو پھر حملہ ہوا۔

Marfat.com

ہیڈ کوارٹرز سے جو احکام جاری ہوئے ان میں کہا گیا کہ جب تک ایک بھی آدمی زندہ ہے اور ایک بھی گولی پاس ہے چونڈہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے اب اس پچیسویں رجمنٹ کے لیئے شہرتِ لازوال کا آفتاب طلوع ہونے والا تھا۔ کمانڈنگ آفیسر نے اپنے تمام دستہ کو بلایا اور انہیں ہیڈ کوارٹر کے احکام سنائے اور کہا جوانو! ہم آخری دم تک لڑیں گے اور انشاءاللہ قسمت ہمارا ساتھ دے گی۔"

میجر رضا خان اب واپس آچکے تھے ان کے پاس دستہ "ج" تھا اس دستہ کے بائیں جانب چونڈہ اور جسیوراں کے درمیان پوزیشن لی اور میجر آفندی کے دستہ نے چونڈہ اور گوگرانوالی کے درمیان حملہ کا انتظار شروع کر دیا۔ جنگ میں کمانڈر اپنے ماتحتوں کو شطرنج کے مہروں کی طرح بدلتا رہتا ہے لیکن جنگی حالات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے مواقع بھی آجاتے ہیں۔ جب کہ نہ تو کمانڈنگ افسر سے ہدایت لینے کا وقت ہوتا ہے اور نہ ہی یہ ممکن ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں افسر تو افسر بعض اوقات سپاہیوں کو بھی وقت کے مطابق اپنی عقل اور سمجھ بوجھ سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان کی غلطیوں یا ان کے فیصلوں سے نقصان اور نفع دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ لیکن میجر رضا کے ساتھی بتاتے ہیں کہ نیلی آنکھوں والا افسر ایک اچھا دوست اور ناقابل تسخیر شخص ہے ایک خاموش انسان ہے۔ لیکن لڑتا ہوا ایک بپھرے ہوئے شیر کی مانند ہے۔

ڈھائی بجے بعد دوپہر اس شخص نے بائیں سمت یعنی چونڈہ اور جسیوراں کے درمیان حملہ کیا ایک تباہ کن جنگ ہوئی اور ایک بار پھر گرد کے قدرتی پردے نے دشمن کو اپنے پیچھے چھپا لیا۔ گرد کے اس بادل کی پناہ میں آتے ہی دشمن نے دستہ "ج" سے لڑائی بند کر دی اور یہ چال چلی کہ ایک طرف سے گذر کر دستہ

Marfat.com

"ج" کو گھیرے میں لینا چاہا۔ دم لینے کے لئے وہ پھلوں کے ایک باغ کے قریب چلا گیا اور دستہ "ج" کو ختم کرنے کے لئے پروگرام بنانے لگا۔ لیکن میجر رضا نے لڑنے کا فیصلہ کر لیا اور لفٹیننٹ کرنل سے توپ خانہ کی مدد مانگی کرنل نثار نے بذاتِ خود توپ خانہ کو ہدایات دیں۔ میجر رضا نے میجر سکندر کو ساتھ لیا اور چونڈہ کے قریب ایک ٹیلہ پر جہاں نوگزا کا مقبرہ ہے چڑھ گئے۔

جونہی کمر دکا یا دل چھوٹا "ج" دستہ حرکت میں آ گیا ایک خطرناک جنگ شروع ہو گئی دستہ "ج" آگے دشمن کی طرف بڑھتا گیا اور اس کے راستہ میں جو کچھ بھی آیا اسے نیست و نابود کرتا گیا۔ ہر طرف موت اور تباہی چھائی ہوئی تھی بھارت کی مشہور پونا ہارس رجمنٹ لڑ رہی تھی۔ یہ لڑائی اتنے قریب سے ہوئی اور اتنے گھمسان سے لڑی گئی کہ جب گولے پھٹتے تھے تو ارد گرد کی زمین تھر تھرا اٹھتی تھی۔ گولے جہاں گرتے تھے وہاں بڑے بڑے گڑھے پڑ جاتے تھے۔ باغ کے درخت جڑ سے اکھڑ گئے ان کی شاخیں ذرہ ذرہ ہو کر رہ گئیں۔

چونڈہ کے محاذ نے دشمن کے کمانڈنگ آفیسر کے ٹینک کو نشانہ بنایا جو بعد میں سترھویں پونا ہارس کا مشہور "فخر ہند" نکلا ہمارے وائرلیس برابر مرنے والوں کی خبریں دے رہے تھے۔ جلد ہی دشمن کی صفیں ٹوٹنے لگیں اب ان کے ٹینکوں نے دوڑنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے توپ خانہ کی ایک کمپنی کو "ج" دستہ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جب لڑائی کا خاتمہ ہوا تو کمپنی بالکل ختم ہو چکی تھی تقریباً تین سو بھارتی جوان مارے گئے تھے۔ بے شمار ٹینک میدانِ جنگ میں بکھرے پڑے تھے میجر رضا کا حملہ بڑا کامیاب ثابت ہوا تھا۔

۴۔ جیسوراں

جیسوراں میں بہادری کے کئی شاندار مظاہرے ہوئے۔ ایسا بھی ہوا کہ لڑائی

Marfat.com

کے وقت ہمارا ایک ٹینک گولہ لگنے سے ناکارہ ہوگیا۔ ٹینک کمانڈر لانس دفعدار غضنفر اپنے عملہ کے ساتھ باہر نکل آئے۔ بدقسمتی سے توپچی سجاول زخمی ہو چکا تھا اس لئے وہ باہر نہ نکل سکا یہ دیکھ کر کہ اس کے ساتھی محفوظ جگہ پہ جا رہے ہیں۔ اس نے غضنفر کو آواز دی۔ ٹینک کمانڈر سخت مشکل میں تھا۔ جنگ پورے زور پر تھی ٹینکوں کے ارد گرد بے پناہ گولے گر رہے تھے۔ فضا میں آگ کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس لئے فوری طور پر سجاول کے پاس نہ پہنچ سکا پھر بھی وہ رینگتا ہوا پناہ گاہ سے نکلا اور اپنے زخمی ساتھی کے پاس پہنچا لیکن سجاول اپنے خالق حقیقی سے جا ملا تھا۔

غضنفر واپس اپنی پناہ گاہ میں آرہا تھا کہ اسے دشمن کا ایک چھوڑا ہوا ٹینک نظر آیا وہ اس میں گھس گیا اور اسے لے کر اپنی صفوں کی طرف بڑھنے لگا۔ غضنفر کے ساتھیوں نے جب دشمن کا ٹینک اپنی طرف آتا دیکھا تو انھوں نے اسے اڑا دینے کے لئے نشست باندھی۔ اچانک ڈھکنا کھلا اور غضنفر نے اپنی سفید دھوتی لہرائی۔ تحسین و آفرین کا ایک نعرہ بلند ہوا۔ یہ سترہویں پونا ہارس کے کمانڈر کا ٹینک تھا۔ جس کے اندر بہت سے ایسے کاغذات بھی موجود تھے جو حملہ کی دستاویزات کے طور پر محفوظ کر لئے گئے۔ غضنفر کو اس بہادری اور جرأت کی وجہ سے تمغہ جرأت کا اعزاز دیا گیا۔ اسی طرح لانس دفعدار محمد خالق کی کہانی ہے۔ جس نے جسوراں میں دشمن کے بڑھتے ہوئے ٹینکوں سے اپنا ٹینک ٹکرا کر شہادت پائی اس مقابلہ کو صرف ایک گھنٹہ لگا۔ لیکن اس سے ظاہر ہوگیا کہ مغربی محاذ کی طرف سے سیالکوٹ کو زبردست خطرہ درپیش ہے۔

سترہ ستمبر کی صبح کو جانباز پچیسویں رجمنٹ نے بٹر ڈوگرہ نڈی کے بائیں

Marfat.com

حصہ کو دشمن سے بالکل صاف کر دیا۔"ٹائمز آف انڈیا" نے پھر اس معرکہ کی خبر دیتے ہوئے لکھا کہ ایک معمولی سے گاؤں کی قسمت میں تھا کہ وہ فخر ہند ٹینکوں کا قبرستان بن جائے۔ پسرور سیالکوٹ ریلوے لائن دشمن کی اگلی صفوں سے صرف سوا میل کے فاصلہ پر تھی۔ ایک جوابی حملہ کی سخت ضرورت تھی۔

سترہ ستمبر کی رات بڑی جانکاہ تھی۔ چند گھنٹے پہلے جہاں لوہے سے لوہا ٹکرائے اور گولے پھٹنے کا شور تھا اب وہاں ایک پراسرار خاموشی طاری تھی۔ شاید ہی کوئی ایسا جوان ہو جس نے کچھ کھایا ہو یا آنکھ جھپکی ہو۔ ٹینکوں کو شدید خطرہ رات کے دوران ہوتا ہے۔

اٹھارہ ستمبر کا دن بھی یونہی گذر گیا۔ حملہ کرنے کا کوئی امکان نہ ہوسکا۔ جوں جوں حالات غیر یقینی ہوتے جاتے تھے توں توں تحرّ زیادہ چھایا جاتا تھا۔ پورا چاند اپنی روشنی بکھیر رہا تھا۔ لیکن قریب کے درختوں یا کماد کے کھیتوں سے کسی جانور کے ہلنے جلنے کی بھی آواز نہ آتی تھی۔ پراسرار چاندنی میں ہر چیز پراسرار دکھائی دے رہی تھی یہ خاموشی بڑی روح فرسا تھی۔ دیہاتی علاقہ کی یہ چاندنی خطرات کا ایک انبار معلوم ہو رہی تھی۔ اچانک کتوں کی چیخوں کی آواز سنائی دی تو میجر آفندی نے کرنل نثار کو آواز دے کر کہا۔"کرنل صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے" کتے ہمارا ماتم کر رہے ہیں یا دشمن کا؟"کرنل نثار نے میجر آفندی کو خاموش رہنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ جاؤ ان کتوں کو بھگا دو۔ میجر رضا نے تجویز پیش کی کہ اکٹھا ایک جگہ رہنا مناسب نہیں ایسا نہ ہو کہ کسی ایک ہی نشانہ میں سب ختم ہو جائیں یہ کہہ کر میجر رضا ایک طرف کھسک گئے۔

اچانک اتنے زور کا دھماکہ ہوا کہ زمین تک کانپ گئی اور پھر تو دشمن کی طرف سے اندھا دھند فائرنگ شروع ہو گئی۔ گولوں کے گذرنے کی گونج اور

Marfat.com

دھماکوں کی دھما دھم اتنی شدید تھی کہ درختوں کے ٹہنے ماچس کی تیلیاں بن بن کر گر رہے تھے۔ گولوں سے نکلے ہوئے چھروں کی راہ میں جو چیز آتی تھی ختم ہو جاتی تھی۔ ایک مسلسل شعلوں کی چادر سی افق میں پھیلی ہوئی تھی۔ جس میں سرخی زیادہ چمک رہی تھی گہرے نیلے رنگ کا دھواں گرد کے بادلوں کے ساتھ آسمان کی طرف اُمڈ رہا تھا۔ روشنی کے گولوں میں اس بادل کا رنگ بدل بدل جاتا تھا۔ اسی برسی ہوئی آگ سے زمین کا چپہ چپہ متاثر ہوا یہ سماں تین گھنٹے جاری رہا اور اس کے بعد پھر قدرت نے ایک معجزہ دکھایا کہ پچیسویں رجمنٹ کے مٹھی بھر جانبازوں کو خراش تک نہ آئی تھی۔

صرف چند لمحوں کے لئے گولہ باری بند ہوئی تو میجر رضا کو دکرا اپنے مورچہ سے باہر نکلے اور ٹینکوں کی سمت دوڑے۔ اگرچہ فوراً ہی بھارتی توپ خانہ نے پھر گولہ باری شروع کر دی۔ لیکن میجر رضا اپنے دستہ کو توپوں کی مار سے دور لے گئے۔ وہ جرأت اور بہادری کے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والے تھے۔

۵۔ پسرور سیالکوٹ ریلوے لائن

گولہ باری کے ساتھ ہی دشمن ایک بریگیڈ کی تعداد میں ریلوے لائن تک بڑھ چکا تھا۔ کیونکہ ریل کی اونچی پٹڑی ان کے لئے ایک اچھا پردہ ثابت ہو رہی تھی۔ اس کے علاوہ رات کی گولہ باری ہمارے محافظوں کو دھوکہ میں ڈالنے کیلئے کی گئی تھی۔ بھارتیوں کا مقصد یہ تھا کہ وہ چونڈہ کے گرد گھیرا ڈال کر دفاعی دستہ پر پچھلی جانب سے حملہ کریں گے۔ حملہ کرنے والے دستوں میں آگے آگے گورکھا سکھ راجپوت جاٹ اور مرہٹہ یونٹ شامل تھے۔ جو گولوں کی پناہ میں آگے بڑھ آئے تھے۔ رات ہونے کی وجہ سے اور کچھ گنے اور جوار کے کھیتوں کی آڑ میں

Marfat.com

آگے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنے کے لئے جو فیصلہ کن جنگ ہوئی اس کی روداد میجر رضا کی اپنی زبانی یہ ہے۔

"مجھے یہ احساس تھا کہ رات بھر کی گولہ باری کسی اور حرکت کا پیش خیمہ ہے۔ مجھے پورا یقین تھا کہ دشمن نے چونڈہ کو گھیرنے کی چال چلی ہوگی اور اس کی خواہش ہوگی کہ کسی نہ کسی طرح ریلوے لائن پر قبضہ کرے۔ چنانچہ میں پیچھے ہٹ آیا اور اپنے دستہ کو درختوں کے ایک جھنڈ میں چھپا دیا وہاں سے ہم ریل کی پٹڑی پر نظر رکھ سکتے تھے۔ ٹینکوں کی موٹریں اگر چلتی رہتیں تو ان کی آواز سے ہمارا پروگرام غلط ہو سکتا تھا۔ اس لئے میں نے تمام موٹروں کو بند کر دیا۔ ایک پراسرار کیفیت میں انتظار کافی پریشان کن ہوتا ہے۔ اگرچہ میدان جنگ میں موت اور زندگی کا کوئی علم نہیں ہوتا اور نہ ہی موت کا خوف ہوتا ہے۔ پھر بھی ایک خاص قسم کا ردعمل ہمارے حواس محسوس کرتے ہیں۔ اس وقت میرے ذہن میں اپنے بچے بیوی رشتہ دار کسی کا خیال نہیں تھا۔ میرے ذہن میں اور چیزیں تھیں۔ میں حقیقتوں کے جلو میں تھا۔ یہ کوئی ریت کے بنے ہوئے ماڈلوں کے درمیان تربیت حاصل کرنے کا زمانہ نہیں تھا۔ بلکہ گزشتہ سالوں کی محنت۔ ایک امتحان سے گذر رہی تھی۔ کئی زندگیاں خطرے میں تھیں اور بیش قیمت ٹینکوں میں عزیز ساتھی میرے ایک لفظ پر زندگی کو موت کے منہ میں ڈالنے کیلئے تیار کھڑے تھے۔ ذمہ داری اور فرض شناسی کا موقع تھا۔ میں نے اپنے دوسرے ساتھی افسران کے متعلق سوچا۔ میں نے کیپٹن محمود علی درانی کے متعلق سوچا۔ جو دن رات اپنے حواس پہ قابو رکھے کام کر رہا تھا۔ اسے مرنا منظور تھا لیکن وہ مواصلات کا نظام ٹوٹنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ اس وقت بھی ایک مکمل انسان نظر آتا جب اسے دشمن کی گولہ باری میں کھڑا کر دیا جاتا۔ میں نے کیپٹن

Marfat.com

فرخ ٹیکنیکل ایڈ جوئینٹ کے متعلق سوچا جس کے ذمہ یہ ڈیوٹی تھی کہ وہ مشینری کو چلنے کے قابل بنائے رکھے۔ میرے سامنے میجر سکندر تھا جو ہر وقت میرے ساتھ تھا اور جب میں زخمی ہوا تھا تو اس نے میری جگہ سنبھال لی تھی۔ اور سب سے آخر میں میرا کمانڈنگ آفیسر لیفٹیننٹ کرنل نثار تھا جس کی حوصلہ مندی اور شجاعت نے امتحان کے ایام میں ہمیں سہارا دیئے رکھا وہ ہر طرف ہمارے پہلو میں ہوتا اور رجمنٹ کو بہترین کردار پیش کرنے کے لئے ابھارتا رہتا ان کے علاوہ وہ ہمارے جوان تھے۔ جن کی رہنمائی کرنا ہمارے لئے فخر تھا۔ یہ ایسے وفادار اور دلیر مجاہد تھے کہ وہ پیدل بھی دشمن پر ٹوٹ پڑنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

میرے خیالات یک لخت منقطع ہو گئے جب کہ ایک جوان نے آکر کہا کہ اس نے دشمن کے آنے کی آواز سنی ہے وہ ہماری طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ فوراً ہی میں نے تمام دستہ کو خبردار کیا پھر میں نے نعرہ حیدری کی آواز سنی اور میں حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ دشمن کی صفوں میں اس نعرے کا کیا مقصد ہے۔ نعرہ قریب تر آتا گیا اور پھر ایک جوان نے کہا یہ سبز وردیوں میں ملبوس دشمن ہیں (بھارتی لڑتے وقت سبز وردی پہنتے تھے) میں نے سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا ابھی تک اس حملہ کرنے والی فوج کو ہماری موجودگی کا علم نہ ہوا تھا۔ ہم ہلال کی صورت میں پھیل گئے روشنی کی کرن کے ساتھ ہی دشمن کھڑے ہو گئے اور دوڑ کر آگے بڑھنا شروع کر دیا ابھی تک انہیں ہمارے متعلق کچھ احساس نہیں ہوتا تھا۔ جب انہوں نے کچی سڑک کو دیکھا تو انہوں نے "جے ہند" کا نعرہ بلند کیا وہ آگے بڑھے ہم نے بھی فائر کھول دیا۔ اور ساتھ ہی میں نے حملہ کا حکم دے دیا۔ بڑھتی ہوئی دشمن کی صفوں کے اوپر ہم نے توپوں کے دہانے کھول دیئے۔ ہمارے اچانک اور زبردست

Marfat.com

حملہ سے دشمن کی صفیں بکھر گئیں اور وہ پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر بھاگنے لگے دشمن کا دفاع ٹوٹ گیا اور ابتری سی پھیل گئی۔ ہماری مشین گنوں نے ان کے ڈھیر کے ڈھیر لگا دیئے توپ خانے والے بھاگے تو ہم نے ان کا تعاقب ریلوے لائن اور اس کے پار تک کیا پچیسویں رجمنٹ کی اس بہادری اور کارکردگی سے دشمن کا محاذ پر کھولا ہوا ہیڈ کوارٹر ختم ہو گیا جو کوئی بھی ٹینکوں یا مشین گنوں کی زد میں تھا۔ اس کا بچ کر جانا مشکل تھا دشمن کا یہ وہم بالکل ختم ہو گیا کہ وہ ہماری افواج کے سامنے اپنی صفیں درست رکھ سکتا ہے۔ جو بچے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے جو نظارے میجر رضا نے اپنے ٹینک سے دیکھے ان کو میجر صاحب کی یادداشتوں میں نمایاں مقام حاصل رہے گا۔ گلے سڑے جسموں کی بو فضا میں دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انسانی لاشوں کو پگھلا کر تعفن میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ سارے میدان میں وہ ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں اور میدان میں موت اور تنہائی کے سوا اور کسی چیز کا احساس نہ ہوتا تھا یہ بھارتی استعماریت کا ایک روپ تھا۔

یہ زبردست بھارتی سپاہ جو بھارتی حکمرانوں کے تدبر کا شکار ہوئی چونڈہ کے میدانوں میں پڑی تھی ان کے ارد گرد بے آب و گیاہ دھول تھی۔ خشک اور ٹہنیوں سے بے نیاز ٹنڈ منڈ درخت تھے۔ افسوسناک حالت میں الٹے ہوئے ٹینک تھے۔ ایک ہزار کی مضبوط بٹالین سے صرف ۵ افسر اور ۱۰۵ جوان زندہ بچے بعد میں میجر رضا نے اس علاقہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے کر دشمن کا بالکل صفایا کر دیا۔

ان کی اس ہمت و جرأت پر انہیں ستارۂ جرأت کا اعزاز ملا۔ کرنل نثار کو بھی یہی اعزاز ملا۔ میجر سکندر کو "امتیازی سند" ملی جنرل موسیٰ کے علاوہ صدر ایوب نے بھی اس معرکہ کو ایک لاجواب معرکہ قرار دیا۔ بلکہ دوسرے ممالک کے جنگی وقائع نگاروں

Marfat.com

نے بھی پاکستانی فوج کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

۶- چوبارہ

اپریشن نیپال کو ناکام بنانے والی بچیوں وار کے علاوہ اسی میدان میں پنجاب رجمنٹ نے بھی اپنے جوہر دکھائے۔ لیکن سترہ دن کی شدید جنگ میں پنجاب رجمنٹ نے صرف ایک بار دشمن پر جوابی حملہ کیا اور اس کی بہت بڑی طاقت کو ایک ہی ہلہ میں پانچ میل پیچھے دھکیل دیا تھا اور اسے چوبارہ سے بھی آگے لے گئے۔ دشمن کے مقابلہ میں اس مختصر سی تعداد نے اس وقت تک دشمن کو روکے رکھا جب تک ان کی مدد کے لئے مزید کمک نہ پہنچ گئی۔

پنجاب رجمنٹ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے سات غازیوں کو معرکہ چونڈہ میں بہادری کے شاندار کارہائے نمایاں انجام دینے پر صدر پاکستان نے ستارۂ جرأت اور تمغۂ جرأت کے اعزازات عطا کئے ہیں۔

اس رجمنٹ کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ پہلا مجاہد جس نے وطن کی حفاظت کرتے جامِ شہادت نوش کیا وہ پنجاب رجمنٹ کا ایک نڈر سپاہی تھا رجمنٹ کے جوان اپنے شہید فدا حسین کا نام بڑے احترام سے لیتے ہیں۔

اس رجمنٹ کے جوانوں اور افسروں کے لئے یہ امر باعثِ فخر ہے کہ ان کے بہادر اور نڈر کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل جمشید جنہیں ستارۂ جرأت کا اعزاز ملا ہے۔ اس سے قبل دو مرتبہ حکومت برطانیہ سے ایم سی حاصل کر چکے ہیں، یہ اعزازات انہیں دوسری جنگِ عظیم میں ملے تھے۔ ایم سی ولٹری کراس کا درجہ ستارۂ جرأت کے برابر ہے۔

پاکستان میں سب سے پہلے نشانِ حیدر پانے والے کیپٹن سرور شہید

Marfat.com

اسی رجمنٹ کے تھے اور یہی وہ رجمنٹ ہے جس نے ۱۹۴۸ء میں کشمیر کی جنگ میں بے پناہ شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کیا تھا۔

"اس رجمنٹ کے دو اعلیٰ افسروں ایک جونیئر کمیشنڈ افسر دو حوالداروں ایک ایک لانس نائک اور ایک سپاہی (شہید) کو ستارۂ جرأت اور تمغۂ جرأت کے اعزازات ملے ہیں۔ ان میں میجر محمد حسین ملک لانس نائیک غلام علی حوالدار، محمد تاج اور حوالدار محمد افضل کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

۷۔ سوچیت گڑھ

سیالکوٹ شہر کے عین مشرق میں سوچیت گڑھ کی سمت بھی پاک سرحدوں کے اندر گھس آنے والے دشمن کا یہی حال ہوا۔ یہاں پر بھارتی حملہ ۸ ستمبر کو شروع ہوا۔ لیکن ۹ ستمبر سے ہی پاکستانی افواج کا دباؤ یہاں بڑھنا شروع ہو گیا۔ ۱۹ ستمبر کو دشمن نے پھر سب سے بڑا حملہ کیا جس میں بے پناہ گولہ باری کا سہارا لے کر بھارتی دستے آگے بڑھنے شروع ہوئے۔ لیکن ہمارے جوانوں نے ان کی ایک بھی پیش نہ جانے دی۔ خاص مقصد کے تحت چھ سو سے آٹھ سو گز کے فاصلہ سے مار کرنے والی ٹینک شکن توپیں تیرہ سو گز کے فاصلہ سے استعمال کی گئیں اور ٹینکوں کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے گئے پاکستان کے ایک اور دستہ نے حملہ کر کے بائیں بازو کو توڑ کر رکھ دیا۔ اور مقامی بھارتی کمانڈر میجر جی ایس کھیرا اپنے پیچھے شراب کی بوتلیں اور اپنی بیوی کا خط چھوڑ کر بھاگ گیا۔

ہڈیارہ کے قریب بھارتی پیش قدمی۔ ہماری افواج کی مختصر سی تعداد نے مفلوج کر کے رکھ دیا۔ ظفروال سے لے کر چونڈہ تک سڑک سے کئی میل چوبارہ اور چاروہ کی طرف اور چونڈہ سے سیالکوٹ آنے والی ریلوے لائن کے

Marfat.com

اوپر الہڑ سٹیشن تک بھارتی فوج کئی میل پیچھے رہی۔ الہڑ سے آگے بھارتی فوج کا دوسرا سرا باجرہ گڑھی کی طرف تھا۔ اگرچہ ہمیں سیالکوٹ اور لاہور کی سرحد پر کچھ گاؤں خالی کرنے پڑے۔ لیکن اس میں بھارتی افواج کی کوئی بہادری نہیں رات کے اندھیرے میں تو چور ڈاکو بھی وار کر جاتے ہیں۔ لیکن پاکستانی افواج کی مداح تو ساری دنیا ہے جس نے دشمن کی یلغار کو نہ صرف روکا بلکہ اسے پسپا کر کے چار گنا زیادہ رقبہ پر قبضہ کر لیا اور ایک کے مقابلہ میں ان کا چھ کا نقصان کیا۔

۸۔ معرکہ لاہور

لاہور پر حملہ "اپریشن نیپال" کی پہلی کڑی تھی۔ جو چھ ستمبر کو ہی ٹوٹ گئی ۔ ستمبر کو ہی صدر ایوب نے کہا تھا۔ بھارت نے طاقت آزمائی کے لئے سب سے پہلے لاہور کے بہادر عوام کو منتخب کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ دشمن کے تابوت میں آخری کیل بھی وہی لگائیں گے یہ توقع ملک کے صدر کی تھی اور اسے پورا کرنا ہی زندگی کی نشانی تھی۔ جنگ بے شک ایک ہولناک شئے ہے۔ لیکن وہ غلامی سے زیادہ ہولناک نہیں۔ بھارت نے چھ ستمبر کی صبح کو اچانک لاہور کی سرحد تک حملہ کر دیا۔ ایک موقع پر بھارتی وزیراعظم نے، پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر پاکستان کو جو دھمکی دی تھی اسے سچ کر دکھایا۔ شاستری جی نے کہا تھا: "اگلا میدان جنگ بھارتی فوج خود منتخب کرے گی"۔ عام پاکستانی سمجھے کہ شاستری جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ رن کچھ کی پٹائی کی خفت مٹانے کے لئے کہہ رہے ہیں ورنہ وہ اپنی اوقات سے خوب واقف ہیں۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ بھارتی ہیڈ کوارٹر میں واقعی ایک شیطانی منصوبہ کو آخری شکل دی جا رہی ہے۔ رن کچھ میں جنگ بندی کے معاہدہ کے مطابق پاکستان نے سرحدوں سے اپنی فوج واپس بلا لی۔ لیکن بھارت

Marfat.com

نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی فوج مشرقی پنجاب میں بدستور رہنے دی۔ بعد میں پتہ چلا کہ بھارت نے اگلے معرکہ کے لئے یہی میدان منتخب کیا تھا جس میں ۲۴ گھنٹے کے اندر مغربی پاکستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دینے کا پروگرام تھا۔

بھارتی منصوبہ یہ تھا کہ لاہور پر تین اطراف سے پوری قوت کے ساتھ حملہ کیا جائے اور مغربی پاکستان کو دو حصوں میں کاٹ دیا جائے۔ منصوبہ بنانے والوں کا خیال تھا کہ وہ ۱۲ گھنٹے کے اندر لاہور کو فتح کر لیں گے۔ اور پھر ۲۴ گھنٹے میں سیالکوٹ کو فتح کرنے کے بعد وزیر آباد تک کے علاقہ پر قبضہ کر لیں گے۔

۹-۱ اچھوگل، واہگہ، باٹا پور

بھارتی سینا نے ۶ ستمبر کی صبح کو تین بج کر بیس منٹ پر چوروں کی طرح بین الاقوامی سرحد پار کی ۱۵ ویں انفنٹری ڈویژن نے تین مختلف مقامات بیدیاں، برکی اور واہگہ کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ اہلِ پاکستان کو کچھ خبر نہ تھی کہ سیواجی کے پیرو ملک کے اندر گھس آئے ہیں۔ اس سے تھوڑی ہی دیر پہلے چند سکرین کمپنیز سرحد پر پہنچی تھی اور انہیں اپنے مورچے کھودنے کا موقع بھی نہ ملا تھا کہ بھارتی فوج سیلاب کی طرح امڈ آئی۔ اس سیلاب کو روکنے کا کام ان سکرین کمپنیز اور ستلج رینجرز کے کندھوں پر آ پڑا۔ انہوں نے یہ فرض جس خوش اسلوبی سے انجام دیا اس کی یاد کبھی فراموش نہ ہو گی۔

مٹھی بھر جوانوں نے پانچ گھنٹہ تک دشمن کے ٹڈی دل کو روکے رکھا اتنی دیر میں ہماری فوج نے اپنے مورچے سنبھال لئے پو پھٹنے سے پہلے ہی دشمن کی فوج جلو تک آ چکی تھی اور ان کی دور مار توپوں کی زد میں باٹا پور کا علاقہ تھا یہاں پر غیر ملکی جوتوں کی فیکٹری پر بھارتیوں نے سخت گولہ باری کی۔ لیکن انہیں یہ علم

Marfat.com

نہیں تھا کہ ان کی گولہ باری سے اڑتے والے جوتے ان کے سروں پر ہی آگریں گے۔ آسمان پر بھارتی فضائیہ اپنی میدانی فوج کی پوری مدد کر رہی تھی۔ ابھی بھارتی فوج کے ٹینک نہر پار نہیں کر پائے تھے۔ کہ ہماری ایک ٹینک شکن جیپ پیام اجل لے کر وہاں پہنچ گئی اسے سپاہی اکبر علی چلا رہا تھا۔ اکبر نے ایک بیل گاڑی کی آڑ میں جیپ روکی۔ توپچی لانس نائیک محمد شریف نے جلدی سے نشانہ درست کیا اور شعلہ بنکر دشمن کی طرف لپکا لیکن جلدی میں نشانہ خطا گیا مگر دوسرے گولہ نے ایک بھارتی ٹینک کے پرخچے اڑا دیئے دشمن نے ان پر گولوں اور گولیوں کی برسات کر دی مگر اکبر علی بڑی ہوشیاری سے وہاں سے اوٹ میں آگئے۔ دوسری جگہ سے فائر کرکے دشمن کا ایک اور ٹینک تباہ کر دیا۔ اسی لمحے دشمن کا ایک گولہ محمد شریف کے قریب آکر پھٹا اور محمد شریف کو واہگہ کے محاذ پر پہلا شہید ہونے کا فخر نصیب ہوا۔

اکبر علی ذرا حواس باختہ نہ ہوئے اور جیپ کو محفوظ مقام پر لے گئے۔ اس کارنامہ پر ان کو تمغہ جرأت کا اعزاز ملا ہے۔ اس کے تھوڑی ہی دیر بعد ہمارے ٹینک بھی محاذ پر پہنچ گئے یہاں میجر محمد امین مغل نے ٹینکوں کی لڑائی میں اپنی ہمت و مہارت کے جوہر دکھائے۔ آن کی آن میں دو بھارتی ٹینک تباہ کر دیئے گئے۔ لڑائی کے دوران دشمن کا ایک گولہ ان کے ٹینک سے لگا۔ جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ مگر ہماری پیدل فوج توپ خانہ اور سکواڈرن کی مشترکہ و مربوط مساعی سے دشمن کی پیش قدمی نہر کے اس پار ہی روک دی گئی تھی اور بعد میں بھی ان کے ناپاک قدم باوجود کوششوں کے آگے نہ بڑھ سکے۔

اس اثنا میں محاذ کے کمانڈر بریگیڈیر اے۔ کیو۔ شیر عین نہر کے پل پر شیر دل کی طرح کھڑے جنگی ہدایات دے رہے تھے۔ بھارتی فوج اس پل کی اہمیت

Marfat.com

سے آگاہ تھی۔ لہٰذا اس پر قبضہ کرنے کی سر توڑ کوششیں کر رہی تھی۔ آخر کار طے پایا کہ دشمن کا منصوبہ خاک میں ملا دینے کے لئے یہ پل اڑا دیا جائے اس مقصد کے لئے ضروری تھا کہ بھارتی فوج کو پل سے مزید پیچھے دھکیل دیا جائے۔ یہ کٹھن کام میجر انور حسین شاہ نے انجام دیا وہ سرفروش جوانوں کا ایک دستہ لے کر نہر کے پار چلے گئے۔ اور جاتے ہی دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

ایک اور دستہ پل توڑنے میں مصروف تھا پل کچھ اتنا سخت تھا کہ گولیوں اور گولوں سے بھی اس کا کوئی ستون نہ گرا۔ آخر چند جوان گولیوں کی بارش سے گر کر پل کے نیچے پہنچے اور ڈائنا میٹ لگا کر چند لمحوں میں ایک ہیبت ناک دھماکے سے پل اڑا دیا۔ اب دشمن کی راہ میں ایک نہر ایک خلیج حائل تھی۔ جو بھارتی فوج کے لئے سات سمندر بن گئی، نہر کے پار میجر انور حسین شاہ نے بہادری اور قائدانہ خصوصیت کا جو اعلیٰ مظاہرہ کیا اس پر انہوں نے ستارۂ جرأت کا اعزاز حاصل کیا۔

اگرچہ پل ٹوٹ چکا تھا اور دشمن کی طاغوتی طاقت کا ریلہ تھم گیا تھا مگر وہ ابھی دوسرے کنارے پر نظر آ رہا تھا۔ ہماری دفاع کرنے والی فوج کو حکم ملا کہ کسی محفوظ مقام سے نہر کو پار کرے اور سارے علاقہ کو دشمن سے خالی کرائے اس مہم کی ذمہ داری بکتر بند دستہ کے میجر نذر حسین خاں کے سپرد ہوئی انہیں آٹھ بجے صبح یہ حکم ملا کہ نہر پار کر جائیں اور پرانی بھینی کے پل کے مقابل پوزیشن لیں تاکہ دشمن کے آگے بڑھنے کا راستہ مسدود ہو جائے۔ اس کام کو فوجی اصطلاح میں "برج ہیڈ" کہتے ہیں۔

جنگ میں یہ کام پلٹن سے لیا جاتا ہے۔ مگر اس موقعہ پر یہ ممکن نہ تھا۔ لہٰذا پہلی مرتبہ ٹینکوں سے "برج ہیڈ" بنانا پڑا۔ جغرافیائی محل وقوع نے اس کام کو زیادہ مشکل بنا دیا تھا۔ ہمارے ٹینکوں کو پار جانے کے لئے سائفن سے گزرنا

Marfat.com

تھا۔ سائفن تک جانے کے لئے نہر کے مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ ایک ایک کی قطار میں جانا تھا۔ یہ ساری جگہ بالکل کھلی تھی اور بھارتی توپوں کی عین بھارتی توپوں کے سامنے سے گزر کر یعنی پل کے مقابل واپس آنا تھا۔ میجر نذر حسین کی زیر قیادت ٹینک سکواڈرن نے اس مہم کا پہلا مرحلہ بخیر بخوبی طے کر لیا اور وہ سائفن تک پہنچ گئے۔

ہمارے جوانوں کی ہمت اور اولوالعزمی کا اندازہ اسی بات سے لگائیے۔ کہ سٹرائکنگ فورس کے قائد بریگیڈئر اے کیو شیر نے دشمن کی گولیوں کی بوچھاڑ میں پورے اطمینان کے ساتھ شیو اور غسل کیا۔ اسی اثنا میں ٹینک سکواڈرن نے سائفن پار کرنے کی تیاری مکمل کر لی۔ پہلے ٹینک میں خود میجر نذر حسین بیٹھے تھے۔ ان کے آگے بڑھتے ہی دشمن نے گولوں کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ تو بحفاظت گذر گئے۔ مگر ان کے پیچھے آنے والے ٹینک پر دشمن کا گولہ لگا۔ تیسرے ٹینک نے ذرا رک کر دشمن پر ایسی گولہ باری کی کہ باقی ٹینکوں کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ اس ٹینک کے توپچی رسالدار غلام علی نے شجاعت کی روشن مثال قائم کی اور آخر ایک گولہ لگنے سے اپنے ٹینک ہی میں جل کر شہید ہو گئے۔ اب نہر پار کر لی گئی تھی۔ ساڑھے گیارہ بجے تک ہمارے جوان اپنے ارادہ میں کامیاب ہو چکے تھے۔ اور نہر کے پار جا کر برج ہیڈ بنانے میں کامیاب ہو گئے اور دشمن سے دست بدست لڑائی کے لئے راہ ہموار ہو گئی تھی۔ مگر اس طرح کہ ادھر کے ایک جوان کے مقابلہ میں دشمن کے چھ ٹینک تھے۔

سٹرائکنگ فورس نے اپنی پوزیشن مضبوط بنا کر ۹ ستمبر کی صبح کو اپنے طوفانی حملہ کا آغاز کیا۔ ٹینک سکواڈرن صبح چھ بجے حرکت میں آیا اور ڈیڑھ گھنٹہ کی مختصر مگر خونریز لڑائی کے بعد جی ٹی روڈ پر دشمن کا ایک ٹینک تباہ ہوا اور دوسرے بالکل چالو حالت میں پکڑ لئے گئے۔ جی ٹی روڈ کے دائیں ہاتھ لاہور برانچ پر

Marfat.com

ایک اور پاکستانی دستہ برسرِ پیکار تھا۔ اس دستہ کے جوانوں کو احساس تک نہ تھا کہ وہ حملہ آور فوج ۱۵ ویں انفنٹری ڈویژن کے ڈویژنل ہیڈکوارٹرز پر ہلہ بول رہے تھے۔ میجر نذرحسین کے سکواڈرن کے چند ٹینک اور پیدل فوج کا دستہ نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتا ہوا اس طرح جھپٹا کہ پہلے ہی ہلہ میں دشمن کے ڈیڑھ سو سپاہی ہلاک کر دیئے۔ باقی جان بچانے کے لئے سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے پاکستانی جوانوں نے تعاقب کیا مگر وہ ہاتھ نہ آئے یہاں میجر جنرل نرنجن پرشاد کی جیپ ہاتھ آئی جس سے ان کی ڈائری، چھتری نقشے اور دیگر کاغذات برآمد ہوئے۔ جنرل نرنجن پرشاد بچ گئے۔ لیکن ان کی جیپ پاکستانی بچوں کو کراچی اور لاہور میں دشمن کے ہتھیاروں کی نمائش میں سیر کرا چکی ہے۔ اور انہیں یاد دلاتی ہے کہ یہ بھارتی استعماریت کی ایک نشانی ہے۔ اس مہم میں حوالدار فیض بھٹی کو جرأت رندانہ دکھانے پر تمغہ جرأت اور میجر نذرحسین کو ستارۂ جرأت عطا ہوا۔ اسی دن دوپہر کے بعد تک ہمارے جوان دشمن کو دھکیلتے ہوئے واہگہ کے بالمقابل پہنچ گئے۔

واہگہ کے معرکہ میں بار بار ناکام ہونے کے بعد دشمن نے لاہور کے چودہ پندرہ میل شمال مشرق میں مقبول پور کے راستے ہمارا دفاعی حصار توڑنے کی کوشش کی ۱۳ ستمبر کو بھارتی فوج کی زبردست جمعیت اس مقام کی طرف بڑھی مگر پاکستانی فوج نے دندان شکن جواب دیا۔ اگلے روز بھارتی فوج نے توپخانہ اور ٹینکوں کی مدد سے ایک اور حملہ کیا مگر اسے بھی پسپا کر دیا گیا۔ اچوگل کے مقام پر دشمن کی جو پٹائی ہوئی اسے تو جھوٹ کی پٹاری "آکاش وانی" نے بھی تسلیم کیا پے در پے شکستوں کا بدلہ لینے کے لئے دشمن نے اپنی فوج کی از سر نو صف بندی کی نئی کمک حاصل کی اور ۱۸ ستمبر کی رات کو واہگہ اٹاری سیکٹر میں پوری قوت کے ساتھ حملہ کر کے پیش قدمی کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لئے دو طرف سے حملہ کیا

Marfat.com

گیا۔ مگر دونوں مقامات پر اسے بھاری نقصان پہنچا کر پسپا کر دیا گیا۔

اس رات میجر ضیاء الدین اوپل نے مٹھی بھر جوانوں کے ساتھ بھارت کے ایک پورے بریگیڈ کو روک دیا۔

آخر پانچ دن کی تیاری کے بعد بھارت نے نیا اور آخری حملہ کیا۔ اس نے اس مقصد کے لئے عین فائر بندی کا وقت منتخب کیا۔ پہلے دن کے بارہ بجے جنگ بند ہو جانی تھی۔ مگر بھارت نے اقوام متحدہ سے مزید ۱۵ گھنٹے کی مہلت حاصل کر لی اور پھر بارہ بجے سے پہلے ہی واہگہ پر پورے دو بریگیڈوں کے ساتھ بھرپور حملہ کر دیا۔ بھارتی جرنیلوں کا خیال تھا کہ وہ ایک ہی ریلہ میں پاکستانی فوج کو پیچھے ہٹا دیں گے۔ اور پھر پاکستانی فوج کے جوابی حملہ سے پہلے ہی فائر بندی ہو جائے گی۔ بریگیڈیئر اے کیو شیر نے یہ چیلنج بخوشی قبول کیا۔ اور وطن کی حفاظت کرنے کے لئے پاکستانی جوانوں توپخانہ اور فضائیہ نے مل کر دشمن کا حملہ ناکام بنایا کہ بھارتی اسے کبھی نہ بھول سکیں گے۔

بھارتی فوج کا جو مقصد ۱۷ دن کی پوری زور آزمائی سے بھی حاصل نہ کر سکی تھی اسے فائر بندی کے بعد دھوکہ بازی سے حاصل کرنا چاہا۔ بھارتی سپاہی فائر بندی کے بعد بچوں کی طرح دوڑتے ہوئے آئے اور جہاں تک آسکتے تھے۔ آئے اور دھرنا مار کر بیٹھ گئے پاکستانی جوان چاہتے تو ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتے مگر انہوں نے معاہدہ کی پابندی کو ہی ترجیح دی۔

واہگہ کے محاذ پر ۱۷ دن کی لڑائی میں تقریباً ساٹھ لاکھ گولے چلائے مگر حاصل کیا کیا؟ جی ٹی روڈ پر ایک چھوٹی سی پٹی اور وہ بھی ادھر ادھر سے خطروں میں گھری ہوئی اس محاذ پر بریگیڈیئر اے کیو شیر نے جس بے جگری اور اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اس پر انہیں ہلالِ جرأت کا اعزاز دیا گیا ہے۔

Marfat.com

۱۰۔ ہڈیارہ

لاہور پر سہ طرفہ حملہ میں ہربکے برکی روڈ کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ بھارتی جرنیلوں کو یقین تھا کہ اگر انہیں واہگہ کے راستہ لاہور میں داخل ہونے کا راستہ ملا تو وہ برکی کے راستے لاہور پر قبضہ جمانے میں ضرور کامیاب ہوجائیں گے مگر انہیں کیا خبر تھی کہ اس سڑک پر انہیں ایسے پاکستانی جوانوں سے سابقہ پڑے گا جن کی ایک کمپنی بھارت کے پورے بریگیڈ پر بھاری ہے اور جن کے مقدر میں بہادری اور دلاوری کے اعلیٰ ترین اعزازات لکھے ہیں۔"

۶ ستمبر کی رات کو بھارتی فوج کے ایک بریگیڈ اور ٹینک رجمنٹ نے پاکستانی کسٹم چوکی پر حملہ کیا۔ میجر شفقت حسین خان بلوچ کی کمپنی گونڈی سے ادھر ہڈیارہ میں متعین ہوئی تھی اور ابھی اس نے مورچے بھی نہیں بنائے تھے کہ انہیں ٹیلی فون پر حملہ کی اطلاع ملی وہ صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے سرحد کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ستلج رینجرز کے چار جوانوں سے حالات معلوم کر کے واپس آگئے اور اپنے جوانوں کو مختلف ناکوں پر متعین کر دیا۔ ان کے پیچھے سیم نالہ تھا اور آگے دشمن ساڑھے چار بجے کے قریب دشمن کے ٹینک وہاں دکھائی دیے ان کے آگے سینکڑوں مسلمان تھے جنہیں بھارتی فوج نے گھروں سے نکال دیا تھا۔ جنگی تقاضا تھا کہ دشمن کی پیشقدمی روکنے کے لئے پل کو اڑا دیا جائے مگر حالات کا تقاضا تھا کہ مہاجروں کو پل سے گزرنے کی مہلت دی جائے اس کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ دشمن کو پل سے دور رکھا جائے۔ لانس نائیک انور خان مشین گن لے کر نالے کے دوسرے کنارے پر چلے گئے اور فہر بن کر دشمن پر ٹوٹ پڑے ایک اور جوان غلام احمد نے راکٹ چلا کر ایک بھارتی ٹینک تباہ کر دیا۔ بھارتی

Marfat.com

فوج کے قدم وہیں رک گئے مہاجرین بحفاظت پل کے پار چلے گئے اور پھر پل اڑا دیا گیا۔

دشمن نے بائیں جانب سے مایوس ہو کر دائیں جانب سے حملہ کیا مگر یہاں بھی وہی حشر ہوا۔ نائیک منصف خان نے ٹینک شکن توپوں کو اس قدر مہارت اور جرأت کے ساتھ استعمال کیا کہ سترہ فائروں میں ۸ ٹینک تباہ کئے انہیں اس کارنامہ پر ستارۂ جرأت ملا اسی کمپنی کے حوالدار محمد افضل نے جان جوکھوں میں ڈال کر دشمن کی راہ روک لی۔ محمد افضل نے دس اور گیارہ ستمبر کی درمیانی رات کو بھی بے مثال جرأت کا مظاہرہ کیا اور لڑتے ہوئے زخمی ہو گئے۔ اس کے باوجود دشمن کے پسپا ہو جانے تک اپنے جوانوں کی قیادت کرتے رہے اور انہیں بھی ستارہ جرأت کا اعزاز ملا۔

میجر شفقت حسین بلوچ ہڈیارہ نالہ پر دشمن سے لڑتے ہوئے زخمی ہو گئے تھے انہیں معلوم تھا کہ ان کے جوانوں کا ایک پورے بریگیڈ سے مقابلہ ہے۔ مگر انہیں یہ بھی احساس تھا کہ ان کے بریگیڈ نے ابھی تک پچھلے مورچے مستحکم نہیں کئے لہٰذا وہ اس مایوس کن صورت حال میں بھی بے جگری کے ساتھ لڑتے رہے۔ اور مٹھی بھر جوانوں کی مدد سے ایک بریگیڈ کو مسلسل ۸ گھنٹے روکے رکھا اور پھر جب مورچے مضبوط ہونے کی اطلاع ملی تو پیچھے ہٹ کر دفاعی مورچوں میں چلے گئے انہیں ستارۂ جرأت ملا اور ریکارڈ میں لکھا ہے" اگر وہ اتنی بہادری نہ دکھاتے تو لاہور کا پورا دفاع خطرے میں پڑ گیا ہوتا"

ہڈیارہ ہی وہ گاؤں ہے جہاں ستر سالہ امام مسجد نے دشمن کو پاکستانی افواج کی نقل و حرکت بتانے سے انکار کرنے پر سینہ پر تین گولیاں کھا کر جام شہادت نوش کیا۔ ایک سکول ماسٹر نے وہاں سے نکلنے سے انکار کر دیا

Marfat.com

اور ساری دنیا پر یہ واضح کر دیا کہ پاکستان کی افواج کے ساتھ پاکستانی قوم کے دل اس طرح وابستہ ہیں کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں ایک ہو جاتے ہیں۔

۱۱۔ برکی

ہڈیارہ میں میجر شفقت نے جرأت دکھائی تھی تو برکی کے معرکہ میں میجر راجہ عزیز بھٹی نے شجاعت کے نئے باب رقم کئے۔ میجر راجہ عزیز دفاع پر مامور تھے انہوں نے دشمن کی پیشقدمی روکنے کے لئے بارودی سرنگیں بچھانے کی کوشش کی مگر بھارت کی اندھا دھند گولہ باری اور بم باری کے باعث آپ کامیاب نہ ہو سکے اور ۸ ستمبر تک دشمن موضع برکا کلاں تک بڑھ آیا اب برکی بھی دشمن کے ٹینکوں کی زد میں آ گیا۔ دشمن کا دباؤ بڑھتا گیا مگر اس کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور ۱۱ ستمبر تک دشمن کو بے بس بنائے رکھا آخر اعلیٰ حکام کے حکم پر پیچھے ہٹ آئے جب وہ بی آر بی نہر پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں دشمن پہلے ہی موجود ہے۔ اسی دوران میں اطلاع ملی کہ چند زخمی اور گاڑیاں پیچھے رہ گئی ہیں۔ انہوں نے اپنے جوانوں کو اکٹھا کیا اور نہر پر قابض دستے پر حملہ کر دیا وہ خود سٹین گن لئے حملہ کی قیادت کرتے رہے تھوڑی دیر میں دشمن پسپا ہو گیا۔ اس کے بعد زخمیوں اور جوانوں کو بحفاظت تمام نہر کے مغربی کنارے پر پہنچا یا اور خود سب سے آخر میں اس طرف پہنچے نہر کے اس کنارے پر آ کر بھی انہوں نے دشمن کے خلاف جنگ جاری رکھی اور ایک کھلی اور اونچی جگہ کھڑے ہو کر اپنے توپچیوں کو ہدایت دیتے رہے اور اسی حالت میں ۱۲ ستمبر کو جام شہادت نوش کر گئے انہیں فوج کا سب سے بڑا اعزاز نشان حیدر دیا گیا میجر راجہ عزیز بھٹی کی قربانی کو ساری قوم نے سراہا ہے۔ ان کا کردار ایک مثالی کردار

Marfat.com

بن گیا ہے۔ جب بھی شہیدانِ وطن کا تذکرہ لکھا جائے گا۔ ان کا نام سرفہرست ہوگا۔ وہ پاکستانی قوم کے دوسرے سپوت تھے۔ جنہیں بہادری اور شجاعت کا سب سے بڑا اعزاز "نشان حیدر" دیا گیا۔

برکی کے محاذ پر بریگیڈیر امیر عبداللہ خان نیازی ملٹری کراس ستارہ جرأت کی زیر قیادت ہمارے مٹھی بھر جوانوں نے بڑی دلیری کے ساتھ دشمن کے حملے رد کیے۔ ۷ اور دنوں میں بھارتی فوج نے ایک ڈویژن کی قوت کے ساتھ ۴۲ حملے کیے گئے جو سب کے سب ناکام بنا دیئے گئے۔ دشمن نے لاہور پر قبضہ جمانے کی خاطر دو مرتبہ پوری قوت سے نہر عبور کرنے کی کوشش کی۔ مگر ان کی ایک بھی کوشش کامیاب نہ ہوئی اور وہ فوجوں کی واپسی تک وہیں رہے جہاں روک دیئے گئے تھے۔ بریگیڈیر امیر عبداللہ خان نیازی کو ہلال جرأت کا اعزاز دیا گیا۔

بھارتی کمانڈر انچیف نے لاہور جمخانہ میں جشن فتح منانے کا اہتمام کیا تھا اور وزیر دفاع چوہان تو تقریر لکھ کر روانہ ہی ہو گئے تھے۔ مگر دونوں کو ندامت اٹھانی پڑی۔ ان کا ٹڈی دل لشکر ۱۷ دن میں چند میلوں سے زیادہ پیش قدمی نہ کر سکا۔

دشمن نے جی ٹی روڈ، برکی روڈ اور لکھوڈاہیر روڈ پر دو ڈویژن انفنٹری یعنی ساتویں اور پندرھویں ڈویژن کے ساتھ حملہ کیا۔ ان ڈویژنوں کو دو ٹینک رجمنٹوں اور ایک توپخانہ کی امداد بھی حاصل تھی دشمن نے بھینی پُل پر قبضہ کے لئے بٹالین اور بریگیڈ کی قوت سے ۱۴ مرتبہ کوشش کی مگر ہر بار ناکام رہا۔ بھینی پل جو نہر کے ایک میل مشرق میں ہے ۱۷ حملے کئے مگر منہ کی کھائی واہگہ جی ٹی روڈ پر ۲۴ بھرپور حملے کئے گئے۔ فائر بندی سے ایک دن پہلے تو پورے ڈویژن کے ساتھ حملہ کیا۔ مگر سڑک کے چند میل کے ٹکڑے سے زیادہ کچھ حاصل نہ ہوا، برکی

Marfat.com

سیکٹر میں ۴۲ حملے پسپا کئے گئے۔

پاکستان کے کمانڈر انچیف نے ۲۹ ستمبر کو لاہور کے محاذ پر لڑنے والوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا "میں اس عظیم شہر کے دلاور اور شجاع محافظوں کو سلام کرتا ہوں۔"

اہل لاہور ہی نہیں پاکستان کے دوسرے سارے باشندے ان جوانوں کو عقیدت اور محبت کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے ننھے بچوں کی مسکراہٹوں کو جلا بخشی اور عفت مآب، دوشیزاؤں کے حجاب سلامت رکھے۔

۱۲۔ بیدیاں

بیدیاں کے مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر کو بہت سے لوگوں نے کہا کہ یہاں خطرہ ہے اس لئے یہاں سے کچھ دنوں کے لئے ادھر ادھر ہو جانا بہتر ہے لیکن ہیڈ ماسٹر صاحب کو اپنے سکول سے کچھ اتنی محبت تھی کہ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ کچھ بھی ہو وہ وہاں سے نہیں ٹلیں گے اور انہوں نے ایسا کر دکھایا ان کے ارد گرد گولے پھٹتے رہے۔ سرچ لائٹ کی روشنیاں پھیلتی رہیں دھماکوں سے در ددیوار کانپتے رہے لیکن وہ وہاں سے نہیں ٹلے۔

ان سے جب پوچھا گیا کہ آخر وہ کونسی بات ہے جس نے آپ کے اندر اتنی ہمت پیدا کر دی تھی تو انہوں نے کہا "پہلے ہی دن میں نے ایک فوجی افسر سے پوچھا تھا کہ بیدیاں کو کوئی خطرہ تو لاحق نہیں۔ تو فوجی افسر نے جواب دیا تھا خطرہ تو ضرور ہے لیکن اطمینان رکھیئے۔ دشمن رات کے اندھیرے میں ہمیں غافل پا کر جتنا اندر آ گیا ہے۔ اس سے آگے وہ ایک قدم بھی نہیں آسکے گا اور پھر یہاں سے جانا ہی ہوا تو آپ کو بڑا وقت مل جائے گا۔ کیونکہ یہ

Marfat.com

سامنے بہتی ہوئی نہر ہمارا سب سے بڑا مورچہ ہے اور ہم اب دشمن کو اس نہر سے آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔"

یہ سچ ثابت ہوا دشمن نے جنگ کے سترہ دنوں میں چوبیس دفعہ حملہ کیا کہ وہ بیدیاں کے مقام پر نہر عبور کر کے آگے بڑھ کر کھیم کرن کے علاقہ پہ قابض ہماری افواج کی سپلائی لائن کو توڑ دے۔ لیکن ہوائی امداد کے باوجود اس کے ٹینکوں کی تالیاں ٹیڑھی کر دی گئیں اور اسے نہر سے بھی میل بھر دور رکھا اور دشمن فوجی اہمیت کی کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکا۔

۱۳۔ سلیمانکی فاضلکا

لاہور پر سہ طرفہ حملہ بھارتی طاقت کا ایک ریلہ تھا۔ جسے یہ یقین تھا کہ وہ جس سے بھی ٹکرائے گا اسے پاش پاش کر کے رکھ دے گا۔ لیکن اس کا یہ انداز غلط نکلا۔ اسی حملہ کی ایک شاخ نے سلیمانکی، فاضلکا کے علاقہ میں ہماری افواج کو دعوت عمل دی۔ پاکستانی افواج کی ہمت و جرأت اور شجاعت نے یہاں بھی بھارتی سینا کو عبرت ناک شکست دی انہوں نے نہ صرف سلیمانکی ہیڈورکس کو بچایا بلکہ چالیس میل کے زرخیز بھارتی علاقہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

لاہور پر ۶ ستمبر کے حملے کے ساتھ ہی طاقت کے نشہ میں چور بھارتی افواج آگ اور لوہا لے کر بڑھیں۔ ہماری افواج نے بھی پیشقدمی کی۔ بھارتی پوزیشن کا جائزہ لینے کے بعد ہماری افواج نے ان پر حملہ کر دیا۔ چھ اور سات ستمبر کی رات کے اندر ہی صادقیہ اور باکا نامی چوکیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ جھنگڑ کے مقام پر بھارتیوں نے کافی زبردست حملہ کیا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بھارتی سینا نقصان اٹھا کر کھلے میدان میں بنے ہوئے مورچوں میں پناہ گزین ہوئیں یہاں سے ان کو چن چن

Marfat.com

کر نکالا گیا اور نتیجہ کے طور پر دس بجے رات تک جھنگڑ پر مکمل قبضہ ہوگیا۔

بھارتی سینا نے بہت کوشش کی لیکن وہ پاکستانی افواج کے بڑھتے ہوئے قدموں کو نہ روک سکی۔ گھبراہٹ کے مارے اس نے بھارتی فضائیہ کو اپنی مدد کے لئے پکارا۔ اگلی صبح بھارتی حکمرانوں نے پانچ جیٹ طیارے اپنی میدانی فوج کی مدد کے لئے اور سلیمانکی ہیڈورکس کو تباہ کرنے کے لئے بھیجے۔ بھارتی طیارے کافی دقت تک بم اور راکٹ پھینکتے رہے لیکن دوسرے مقامات کی طرح یہاں بھی اللہ کا فضل شاملِ حال رہا اور کوئی بم یا راکٹ نشانہ پر نہ گرا۔ کچھ تو پانی میں گرے ایک صادقیہ نہر میں گرا۔ دو راکٹ ہیڈورکس سے پانچ میل دور حویلی نامی ایک گاؤں میں پھینکے گئے جن سے دو پُرامن شہری شہید ہوئے یہاں پر بھی بھارتیوں نے دو بھینسیں بھی مارنے کا شرف حاصل کیا۔ اور آکاش وانی نے بھینسوں کو ٹینک بنا دیا۔ اللہ اللہ بھارتی آنکھیں اتنی چندھیا گئیں تھیں کہ پاکستانی بھینسوں کو بھی ٹینک سمجھنے لگی تھیں۔

بھارتی جہازوں نے پاکستانی علاقہ میں ایک نگرانی کرنے والے ٹاور پر بھی حملہ کیا۔ لیکن یہ حملہ ناکام رہا۔ سوائے گولیوں کے نشانات کے یہ نگرانی کرنے والا مینار آج بھی کھڑا ہے۔ اس مینار کو اُس وقت پاکستانی افواج دشمن پر حملہ کرنے اور توپوں کی ہدایت کے لئے استعمال کرتی رہیں۔ اس ٹاور کے اوپر جو گولیاں لگنے کے نشانات ہیں وہ بھارتی پائلٹوں کے نشانہ کا مذاق اڑاتے نظر آتے ہیں۔

اس کے بعد بھارتی ٹینکوں کی یلغار لے کر پاکستانی افواج کو پیشقدمی کرنے سے روکنے کے لئے آئے۔ ہماری بہادر افواج نے موت وحیات کی پرواہ کیے بغیر پیش قدمی جاری رکھی اور ایک کے بعد دوسری بھارتی چوکی

Marfat.com

پر قبضہ کرتے چلے گئے۔ نسوار والی، چانن والی، خانوالہ تیج سنگھ والا، کھوکھر اور مہار سونا پر قبضہ کے علاوہ پاکستانی فوج نے ہندوستان کی چوکیاں جی جی ۱، جی جی ۲، جی جی ۳، جی جی ۴ کو بھی لے لیا۔

۲۳ ستمبر کو جب فائر بندی کی گئی اس وقت تک پاکستانی افواج اس علاقہ میں چالیس مربع میل بھارتی علاقہ پر قابض ہو چکی تھیں۔ اس علاقہ میں کپاس کی فصل بڑی اچھی تیار کھڑی تھی۔ دشمن کو جانی اور مالی کافی نقصان ہوا۔ اس کے اڑتیس سپاہی مارے گئے۔ بارہ زخمی ہوئے اور چودہ کو گرفتار کر لیا گیا اس کے علاوہ بہت سا جنگی اہمیت کا سامان بھی ہاتھ لگا۔

اس معرکہ میں پاکستانی سپاہیوں نے بہترین جنگی مہارت کا ثبوت دیا ان کی جرأت کی تعریف کی گئی اور ان کے کارناموں کی قدر کی گئی لیفٹیننٹ کرنل امیر حمزہ اور میجر محمد اسلم جنجوعہ کو ستارہ جرأت کا اعزاز دیا گیا سپاہی محمد اصغر کو تمغہ جرأت ملا۔

پاکستانیوں کے ہاتھ رسواکن شکست بھارت کے لئے بڑی شرم کی بات تھی۔ اس لئے یو۔ این۔ او میں مسٹر چھاگلہ نے بھارت کی درست نمائندگی کی اور اس وقت اور اسی جگہ فائر بندی کے لئے رضا مندی کا اظہار کیا۔ لیکن اندرونی طور پر پاکستان سے پاکستان کے قبضہ میں آنے والے علاقہ کو واپس لینے کے لئے سخت تیاریوں میں مصروف تھے۔ ۲۳ ستمبر کو بھارتیوں نے ایک درخواست بھیجی کہ مقامی کمانڈروں کی ایک ملاقات ہو اور فائر بندی لائن کے متعلق بات چیت کی جائے۔ اگلے دن ایک میٹنگ ہوئی اور بھارتی کمانڈر نے یہ فیصلہ کیا کہ پاکستانی فوج چانن والا کا علاقہ خالی کر دے کیونکہ یہ علاقہ پاکستان نے فائر بندی کے بعد لیا ہے پاکستانی

Marfat.com

کمانڈر نے بھارت کے اس دعوئے کو غلط قرار دیا اور چانن والہ سے واپس ہونے سے انکار کر دیا۔ البتہ ایک قریبی گاؤں مٹھیانوالہ کے متعلق تجویز پیش کی کہ اسے بغیر کسی قبضہ کے شمار کر لیا جاتا ہے۔ اس پر کسی کا بھی قبضہ نہ ہوگا۔ پاکستان کا نہ بھارت کا لیکن اس تجویز کو بھارت نے قبول نہیں کیا۔

۱۴۔ چانن والہ

یہ ۲۵ ستمبر کا واقعہ ہے۔

ایک بھارتی بریگیڈ کمانڈر جو لیفٹیننٹ کرنل تھا بعد دوپہر ہمارے ایک کمپنی کمانڈر سے ملنے آیا۔ جو ایک کیپٹن تھا بھارتی بریگیڈ کمانڈر نے ہمارے کمپنی کمانڈر کو کہا کہ وہ چاہتا ہے کہ پاکستانی فوج چانن والہ کا علاقہ خالی کر دے ہماری کمپنی کمانڈر نے اسے بتایا۔ چونکہ چانن والہ پر قبضہ فائر بندی سے پیشتر کیا گیا تھا اس لئے یہاں سے نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہم یہاں ہیں اور یہیں رہیں گے۔ بھارتی بریگیڈ نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا اس وقت شام کے ۴ بج کر ۳۵ منٹ ہو رہے تھے وہ کہنے لگا۔ "بہت اچھا میں آپ لوگوں کو ۲۵ منٹ کی مہلت دیتا ہوں کہ آپ چانن والہ خالی کر دیں ورنہ پھر میں خود طاقت کے ذریعہ لے لوں گا۔"

ہمارے کمپنی کمانڈر نے کہا "بڑی خوشی سے ہم آپ کا استقبال کریں گے۔" یہ کہہ کر ہمارا کمپنی کمانڈر واپس اپنی چوکی پر آگیا اور فوراً اپنے دستوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ ساتھ ہی اس نے فورس کمانڈر کو بھارتی بریگیڈیر کے الٹی میٹم کی اطلاع بھی دیدی اور وقت بھی بتا دیا۔ منٹوں میں ہی سارے تیار ہو کر بھارتی حملہ کا انتظار کرنے لگے۔

Marfat.com

ٹھیک پانچ بجے بھارتی دستوں اور ٹینکوں نے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ دس منٹ بعد بھارتی ٹینکوں نے پہلا فائر کیا۔ پھر کیا تھا پاکستانی توپوں کا بھی منہ کھول دیا گیا گولہ باری اتنی زور کی ہوئی کہ سارا علاقہ دوزخ جان پڑتا تھا۔ حملہ اور پیش قدمی کرنے کے لئے گورکھا بٹالین کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ راستہ صاف کرنے اور مضبوط پوزیشنیں لے گورکھے واقعی جی توڑ کر لڑے۔ لیکن آخر کار انہیں نڈک اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔ کچھ گورکھوں نے یہ بھی کوشش کی کہ وہ ہماری دفاعی لائن کے اندر گھس جائیں۔ ان کو یا تو گرفتار کر لیا گیا یا جہنم واصل کر دیا گیا۔

جنگ ۲۱ ستمبر صبح گیارہ بجے تک ہوتی رہی۔ بھارتیوں کو اتنی شدید ضربیں لگائی گئیں کہ مجبوراً انہوں نے پھر فائر بندی کی درخواست کی۔ ہمارے جوانوں نے بہترین کردار کا مظاہرہ کیا کچھ افسروں کی بہادری تو حیران کن تھی۔ اکیلے حوالدار انار خاں نے دشمن کے دو ٹینک الٹ دیئے وہ اس معرکہ میں ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گیا اس کے ساتھی اس کی یاد کو کبھی فراموش نہ کر سکیں گے

۱۵۔ مٹھیا نوالہ

جوان لیفٹیننٹ محمد سعید ٹوانہ نے بھی شاندار بہادری ہمت، جرأت اور راہنمائی کی مثال پیش کی۔ وہ ایک ورکشاپ میں ایک مرمت شدہ ٹینک لینے گئے تھے۔ جنگ کا شور سن کر انہوں نے جلدی سے ٹینک کا عملہ اکٹھا کیا اور اگلی صفوں میں اپنے جوہر دکھانے پہنچ گئے۔ دشمن کی گولہ باری اور ٹینکوں کی یلغار میں ان کے لئے مشکل ہو گیا کہ وہ چانن والہ میں دشمن کی پوزیشن کا اندازہ کر سکیں۔ انہوں نے غلط راستہ اختیار کیا اور مٹھیا نوالہ کی سمت ہوتے جہاں پہ کہ دشمن نے قبضہ کر لیا تھا۔

Marfat.com

جب انہیں یہ احساس ہوا کہ وہ کس مخمصے میں پھنس گئے ہیں تو انہوں نے دشمن سے گاؤں کو پاک کرنے کے لئے ہی لڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ دشمن کے ٹینکوں اور پھیلی ہوئی فوج کی انہوں نے مطلق پرواہ نہ کی وہ پکے ارادے سے آگے بڑھتے گئے اور دشمن نے پوری طاقت سے ایک ٹینک کی طرف گولہ باری شروع کر دی۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ جو ایک ٹینک نہیں بلکہ پورا سکواڈرن ہے اس لئے اڑتی ہوئی گرد میں ٹینک کے اردگرد بھی فائر کرتے رہے۔ ایک گھنٹہ تیس منٹ جنگ جاری رہی آخر لیفٹیننٹ ٹوانہ نے توپخانہ کے ایس او ایس فائر کو ختم کر دیا۔ اس مقام پر ہماری توپیں بھی گولہ باری کر رہی تھیں۔

آگ میں گھرے ہوئے لیفٹیننٹ ٹوانہ نے ایک دیوار کے ساتھ ٹینک کو دبے مارا اور پھر ایک جوار کے کھیت میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے وہاں انہوں نے پوزیشنیں لیں اور کامیابی کے ساتھ نشانے لگائے بالآخر گورکھوں کی ایک بٹالین نے سارے کھیت کا احاطہ کر لیا۔ لیکن گولہ باری سے اڑتے ہوئے دھوئیں اور گرد کے باعث وہ کچھ نہ کر سکیں البتہ ٹینک برابر کام کرتا رہا۔ یہاں تک کہ لیفٹیننٹ کرنل کے پاس بارود ختم ہو گیا۔ اسی اثناء میں مٹھیانوالہ گاؤں خالی ہو چکا تھا اور دشمن بے سروسامانی کے عالم میں بھاگ نکلا تھا۔

تین بجے سہ پہر لیفٹیننٹ سعید اپنی پوزیشن پر اپنے ہی دستوں میں واپس آ گئے اور دشمن کے درست ٹھکانوں پر گولہ باری کرنے کے لئے ہدایت دیتے رہے تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر مٹھیانوالہ گئے اور سارے علاقہ پر مشین گنوں سے خوب گولیاں برسائیں۔ اس حملے سے مٹھیانوالہ میں بچی کھچی بھارتی فوج تتر بتر ہو گئی اور کوئی بھاگ نہ سکا وہ یا تو پکڑا گیا یا مارا گیا۔ دن چڑھنے تک دشمن کا صفایا ہو چکا تھا۔ بہادری کے ایسے مظاہروں نے بالآخر دشمن کو فائر بندی کی درخواست

Marfat.com

کے لئے مجبور کر دیا۔ چانن والہ کے اس معرکہ میں گورکھا بٹالین کے ۱۵ سپاہی مارے گئے ۴۵ زخمی ہوئے اور ۲۰ سپاہی پکڑ لئے گئے جن میں دو افسر بھی تھے۔ یہ قیدی معاہدہ تاشقند کے بعد اب واپس بھارت چلے گئے ہیں۔

یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ گورکھا سپاہیوں نے ایک عہد کیا تھا کہ وہ اس علاقہ سے پاکستانی فوجوں کو تھوڑے عرصہ میں ختم کر دیں گے اور اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے۔ جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتے اس بات کی تصدیق جنگی قیدیوں نے بھی کی وہ اپنا کھانا ساتھ اٹھائے ہوئے تھے اس لڑائی کے بعد چانن والہ کے قرب و جوار میں دشمن نے سر اٹھانے کی جرأت نہیں کی فائر بندی کی جرأت نہیں کی فائر بندی کی خلاف ورزیاں بھی کم ہوئیں ہیں اگر کبھی ایسا ہوا ہے تو اس کا اچھی طرح سے جواب دیا جاتا رہا ہے۔

Marfat.com

راجستھان سیکٹر

- راہڑی
- کشن گڑھ
- گھٹارو
- سنا بھاؤ

Marfat.com

راجستھان

راجستھان ریت کا ایک طویل و عریض سمندر ہے۔ ریت کے ٹیلے قطار اندر قطار یوں کھڑے رہتے ہیں جیسے سمندر میں طوفانی موجیں اٹھ رہی ہوں۔ یہ ٹیلے تیز و تند ہواؤں کے باعث اکثر جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے راجستھان میں کسی خاص شاہراہ کے ذکر کی گنجائش نہیں۔ اسی صحرا کے بیٹے ہی راستوں کو خوب جانتے ہیں اور کہیں کہیں اگی ہوئی دل اور دیگر خاردار جھاڑیوں پہ بکریاں چراتے ہیں۔ دن کو جھلسا دینے والی گرمی ہوتی ہے البتہ رات کو ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ خیموں اور بستیوں میں رات بنسری کی سریلی دھنیں سنائی دیتی ہیں۔

کشمیر کی چوٹیاں خون آلود کرنے کے بعد ہندی سورماؤں نے میدانی علاقہ کا رخ کیا تو منہ کی کھا کر انہوں نے صحرا کی اس روتی ریت کو بھی خون کا رنگ دینا چاہا جب راجستھان میں ایک نیا سیکٹر بنا کر ایک اور جنگی محاذ کھولا گیا تو نئی دہلی میں بھارتی سیاستدانوں نے خوشی میں تالیاں بجائیں۔ لاہور اور سیالکوٹ کی فتح کے خواب پریشان کو حیدرآباد پر قبضہ کے تصور سے ترتیب دینے لگے لیکن ان کے تعجب اور فرار کی انتہا نہ رہی۔ جب راجستھان میں حُر مجاہدوں نے ہی ان کی باقاعدہ افواج کو شکست پر شکست دینی شروع کر دی۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ راجستھان کے محاذ پر پاکستانی افواج کے دوش بدوش حُر مجاہدوں

Marfat.com

نے میدان جنگ میں دشمن سے دست آزمائی کی۔

حُر کون ہیں ؟

حُروں کو ایک باضابطہ قبیلہ، گروہ یا برادری (جیسے جاٹ، گوجر، راجپوت اعوان وغیرہ) نہیں کہا جا سکتا، پیر پگاڑا کے معتقدین اور مرید حر کہلاتے ہیں ظاہر ہے کہ اس باب میں ذات برادری کی کوئی قید نہیں۔ ہر وہ شخص جو پیر پگاڑا کے ہاتھ پر بیعت کرے، حروں کی صف میں شمار ہونے لگتا ہے۔ البتہ پیر پگاڑا کے معتقدوں نے انگریزوں کے دورِ حکومت میں جو سختیاں اور صعوبتیں برداشت کیں اور انہیں دار و گیر کے جس طویل سلسلے میں سے ہو کر گزرنا پڑا۔ اس کے نتیجے میں جہاں ان کے اعتقادات نے ایک راسخ اور واضح شکل اختیار کر لی ہے وہاں ان میں کئی ایک اوصاف (جان نثاری، صبر و استقامت اور جنگجوئی) بھی پیدا ہو گئے ہیں۔

اب اگر ان خواص کے پیش نظر انہیں ایک قبیلہ بھی کہہ دیا جائے۔ تو چنداں مضائقہ نہیں۔ پیرانِ پگاڑا کے اجداد سندھ پر عربوں کے حملے کے وقت عرب فاتحین کے ساتھ یہاں وارد ہوئے۔ اس خانوادے کے کچھ افراد بالائی سندھ میں کنگری کے مقام پر آباد ہو گئے اور اپنے زہد و تقویٰ اور عمل و کردار کے باعث مقامی آبادی میں احترام اور قدر کی نظروں سے دیکھے جانے لگے۔ دریائے سندھ کے مشرق کی جانب کے لوگ ان کے مریدوں کی صف میں شامل ہونے لگے اور کچھ ہی عرصے میں ان کی تعداد لاکھوں تک جا پہنچی۔ انہی ایام میں اولین پیر پگاڑا نے اپنے مریدوں کو حُر کا لقب دیا۔ جس کے لغوی معنے "آزاد" کے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ حُروں میں باہمی یگانگت اور موافقت بڑھنے لگی اور وہ ایک منظم فرقے کی صورت اختیار کر گئے۔ مرشد کی محبت اور اطاعت میں مرشد کے اشارے پر اپنا جان و مال

Marfat.com

نچھاور کر دینے میں سعادت سمجھتے ہیں۔ انگریزی حکومت حروں کی تنظیم اور پیر پگاڑا سے ان کی بے ریا وفاداری سے خائف تھی۔ چنانچہ انگریزوں نے حروں کو منتشر کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے اختیار کئے اور انہیں مختلف الزامات کے تحت ظلم و ستم کا نشانہ بنا دیا۔ اس جور و جفا نے حروں میں مدافعت اور مقاومت کا جذبہ بیدار کر دیا اور وہ باقاعدہ فوجی تربیت حاصل کرنے لگے تاکہ انگریزوں کے خلاف نبرد آزما ہو سکیں۔

موجودہ گدی نشین پیر صبغت اللہ شاہ مرحوم کے صاحبزادے سید سکندر علی شاہ ہیں اور اس گدی کے ساتویں پیر ہیں۔ سندھی زبان میں "پگاڑا" "عظیم" کے ہم معنی ہے۔ پیر گوٹھ (ضلع سکھر) ہیں ان کی گدی ہے پہلے بزرگ جو پیر پگاڑا کے نام سے موسوم ہوئے سید صبغت اللہ شاہ اول علیہ الرحمتہ تھے۔ انہی کے زمانہ حیات میں سید اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد بریلویؒ نے جہاد کر کے پنجاب کے مسلمانوں کو آزاد کرانے کا بیڑا اٹھایا تھا اور ہزاروں مجاہدوں کے ہمراہ فیروزپور اور بہاولپور کے راستے سے سندھ میں داخل ہوئے تھے۔ پیر صبغت اللہ اول ان کے میزبان ہوئے ان کی تحریک پر پیر پگاڑا کے ہزاروں مرید مجاہدین کے لشکر میں شریک ہو گئے اس لشکر کے ساتھ جو دہلی سے کوچ کرتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا بہت سے مجاہدین کے اہل و عیال بھی تھے جو کئی سال تک پیر سید صبغت اللہ شاہ کی نگرانی میں رہے۔ مجاہدین کی شہادت کے بعد آپ ان کی خبر گیری کرتے رہے اور آخر انہیں نواب آف ٹونک کے حوالے کر دیا۔ جنہوں نے شہداء کے پسماندگان کی کفالت کا یقین دلایا۔ اس طرح پیر صاحب نے برصغیر کے مسلمانوں میں بے پناہ احترام و تکریم حاصل کر لی۔ وہ تمام سندھی مجاہد اور ان کی اولادیں جو اس جہاد میں شریک تھے "حر" کہلائے۔

انگریز حروں سے کیوں خائف تھے اور انہیں منتشر کرنے کے کیوں درپے

Marfat.com

رہتے تھے، متذکرہ واقعات سے اس کی صراحت ہوتی ہے۔ ۱۹۳۰ء میں پیر پگاڑا گرفتار کر لئے گئے اور انہیں ساٹھ برس کی سزائے قید کا حکم سنایا گیا ۱۹۳۱ء میں انہیں رہا کر دیا گیا۔ نومبر ۱۹۴۱ء میں انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا جس کے نتیجہ میں حروں نے علم بغاوت بلند کر دیا اور وہ ایک طویل عرصہ تک انگریزی حکومت کے خلاف برسرپیکار رہے۔ ان کی عورتوں کو دیہات میں نظر بند کر دیا گیا، دس نظر بندی کیمپ بھی قائم کئے گئے ۳ جولائی ۱۹۴۲ء کی رات کو رحیم یار خاں سٹیشن کے نزدیک حروں نے ایک مال گاڑی پٹڑی سے اتار دی اس پر تشدد کا ایک نیا دور چلا اور بے شمار حروں کو گولی سے اڑا دیا یا پھانسیوں پر لٹکا دیا گیا۔ پیر صبغت اللہ ثانی کو پھانسی دیئے جانے کے بعد ان کی گدی خالی رہی۔ ان کے دونوں صاحبزادوں کو انگریزوں نے اپنی تحویل میں لے کر تعلیم کے لئے انگلستان بھیج دیا۔ آزادی کے بعد حکومت پاکستان نے یہ گدی بحال کر دی اور اوائل ۱۹۵۲ء سید سکندر علی شاہ خلف پیر صبغت اللہ انگلستان سے واپسی پر ساتویں پیر مقرر ہوئے۔ ان کی دستار بندی کی رسم میں سندھ کے کئی رہنماؤں کے علاوہ ان کے تیس ہزار معتقدین بھی شریک ہوئے اور انہی پیر پگاڑا کے ایک مرید سردار میاں خان نے راجستھان کے ایک علاقے میں پندرہ روز تک مجاہدوں کے تمام اخراجات برداشت کئے اور صلہ طلب کیا تو صرف یہ کہ پیر پگاڑا کو یہ اطلاع دی جائے کہ ان کے غلام نے ان کے حکم کی تعمیل کر دی ہے اس نے کہا "میاں خان کی قربانی کا صلہ یہی ہے کہ اس کا پیر راضی رہے"۔

راجستھان کا محاذ

جن سنگھی، مہاسبھائی اور کانگرسی ابھی پاکستانی ہو کی گدار دو پر قبضے کی

Marfat.com

خوشی منا رہے تھے کہ پاکستانی مجاہدوں نے مناواں اور پھر اس سے آگے کی کئی چوکیوں کو بھارتی سامراج سے آزاد کروالیا۔ بھارت کے خطرناک عزائم کو کچلنے کیلئے اکثر مقامات پر پاکستان کو جارحانہ لڑائی لڑنی پڑی۔ اس کا مقصد کسی علاقہ پر قبضہ کرنا نہ تھا۔ ایک طریقہ سے اپنا دفاع ہی تھا۔

۱۔ راہٹری

۱۳ ستمبر کی صبح کو حر مجاہدوں نے اس راہٹری گاؤں کو گھیر لیا۔ بھارتی سپاہیوں اور ہندو شہریوں نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے فوراً ہتھیار ڈال دیئے اس لڑائی میں بہت سے ہندوستانی فوجی اور تقریباً تمام ہندو شہری افراتفری کے عالم میں فرار ہو گئے۔ تاہم اٹھارہ سپاہیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

راہٹری مونا باؤ کے ریلوے سٹیشن سے ہندوستانی علاقے میں بارہ میل اندر کی طرف واقع ہے۔ بھارتی فوج نے فائر بندی کے دو دن بعد ہی معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس چوکی پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے حملہ کیا لیکن اسے مار بھگایا گیا۔ ۲۵ ستمبر کو مجاہدین نماز فجر ادا کر رہے تھے کہ دشمن نے توپوں کے منہ کھول دیئے اس وقت اس چوکی میں ۲۴ مجاہد تھے۔ اور ان کے پاس صرف رائفلیں تھیں جب کہ دوسری طرف ۳ انچ کے دہانے کی توپوں اور مشین گنوں سے لیس پوری کمپنی آگ برسا رہی تھی وائرلیس آپریٹر نے اپنے ہیڈ کوارٹر کو اس صورتحال کی اطلاع دی اور ساتھ ہی اپنی رائفل سے گولیاں بھی چلاتا رہا۔ اس معرکہ میں سب سے پہلے ایک سکھ سپاہی ہلاک ہوا جسے اس آپریٹر کی گولی لگی تھی مورچے سنبھالنے سے قبل چار مسلمان شہید ہو چکے تھے۔ ان میں دو ایسے مسلمان بھی تھے۔ جو ایک روز قبل ہندوستان کے ظلم و تشدد سے تنگ آ کر بھاگ آئے تھے۔

Marfat.com

اور اسی چوکی میں پناہ گزین تھے۔ گھمسان کی لڑائی کے بعد بھارتی فوج کو مار بھگایا گیا اور یہ سورما جاتے ہوئے اسلحہ کے علاوہ لالٹینیں بھی چھوڑ گئے۔ بھارتی فوج کی پوری کمپنی کو شکست دینے والے یہ مجاہد باقاعدہ فوجی سپاہی نہ تھے بلکہ حُر مجاہد تھے۔

راجستھان میں ہم نے جس یارہ سو مربع میل پر قبضہ کیا تھا وہ پانچ ٹکڑوں پر مشتمل تھا۔ دو قطعات سابق ریاست بہاولپور کی سرحد کے ساتھ تھے۔ اور تین سابق سندھ کی سرحد کے ساتھ تین قطعات معمولی رقبے کے تھے ان میں سے ایک میں سرکاری نارا اور بھوڑالہ شامل تھے۔ دوسرا گھوتار پر تھا اور تیسرا یماسر اور اس کی نواحی بستیوں اور چوکیوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھا بڑے قطعات میں ایک جس میں گھٹارو اور کشن گڑھ کے تاریخی قلعے اور متعدد دیہات اور چوکیاں شامل تھیں رحیم یار خان کے جنوب مشرق میں ہے دوسرے بڑے قطعہ کو جس میں مناباؤ، سندرا، پوچھنا۔ میاجلار وغیرہ شامل تھے۔ اسے جودھ پور جانے والی ریلوے لائن دو حصوں میں تقسیم کرتی تھی۔

۲۔ قلعہ کشن گڑھ

کشن گڑھ رحیم یار خاں کے جنوب مشرق میں بھارتی سرحد کے چودہ میل اندر کی طرف واقع ہے۔ یہ قلعہ اسلامی طرز تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہے اور صدیاں گذرنے کے باوجود ابھی تک اس کی سنگین عمارت درست حالت میں ہے مسلمانوں کی تعمیر کے اس شاہکار کا نام دین گڑھ تھا۔ لیکن ہندوؤں نے تعصب کی بنا پر اس کا نام تبدیل کر کے کشن گڑھ رکھ دیا۔ بھارت نے قلعہ کے اندر

Marfat.com

واقع مسجد کو اپنی فوج کے باورچی خانے میں تبدیل کر دیا۔ اس قلعہ کے پرانے اسلحہ خانے سے اسلامی عہد کی چند توپیں اور بندوقیں بھی ہماری فوج کے ہاتھ لگیں۔

قلعہ کشن گڑھ کے نواح میں کالا دھارا۔ ٹوبہ، سرکاری تارا، سابخو، لاسر، چھری ٹوبہ بھٹے والا، دھرمی کھوہ اور متعدد گاؤں اور چوکیاں ہیں۔ جن پر پاکستان کا قبضہ فوجوں کی واپسی تک رہا۔ اس دوران میں ہندو بھی آباد رہے۔ ایک گاؤں کے دو سو ہندو باشندوں نے پاکستانی کمانڈر سے درخواست کی کہ وہ یہاں سے ہرگز واپس نہ جائیں کیونکہ ان کی آمد اور موجودگی کی بدولت انہیں پیٹ بھر کر کھانے کو ملنے لگا ہے۔

کشن گڑھ کے جنوب میں رام نگر کا قصبہ ہے۔ جس کے شمال مشرق میں لنگانے والا قلعہ گھٹارو اور شاہ گڑھ کی اہم چوکیاں ہیں لنگانے والا کو اس ریگستانی علاقے میں مرکزی حیثیت حاصل ہے یہ چوکی ایک ٹیلے پر بنی ہوئی ہے اور اس کی بیرکیں جودھ پوری پتھر کے ستونوں اور آہنی چادروں سے بنائی گئی ہیں۔ یہاں سے ایک راستہ جنوب مغرب کی طرف جیسلمیر کی تحصیل رام گڑھ کو جاتا ہے۔ رام گڑھ یہاں سے تیس میل دور ہے دوسرا قلعہ گھٹارو کو جاتا ہے جو یہاں سے مغربی سمت ہندوستانی علاقے میں اٹھارہ میل اندر کی طرف ہے۔ یہ سارا علاقہ پاکستانی فوج کے قبضہ میں رہا۔

۳۔ قلعہ گھٹارو

قلعہ گھٹارو قلعہ کشن گڑھ کی طرح اسلامی فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے یہ قلعہ آج سے سینکڑوں سال قبل سندھ کے تالپور خاندان کے سردار میر عثمان خان نے تعمیر کرایا تھا۔ قلعہ کے گرد چار کنویں ہیں۔ جن کا پانی کم و بیش دو سو فٹ کی گہرائی پر ہے۔ آس پاس کے دیہات کے لوگ انہی کنوؤں سے پانی حاصل

Marfat.com

کرتے ہیں۔ قلعہ سے اٹھارہ میل مغرب کی طرف شام گڑھ کی چوکی واقع ہے یہ چوکی لنگانے والا کی طرح جودھ پوری پتھروں اور آہنی چادروں سے تعمیر کی گئی ہے۔ ان چوکیوں اور قلعوں میں "اللہ اکبر" کی صدا صدیوں بعد پھر بلند ہوتی رہی اور اب جبکہ ہماری افواج ان علاقوں کو خالی کر چکی ہیں ان کی عظمت کے گواہ ان چوکیوں اور قلعوں کے در و دیوار ہیں۔ اپنی روایت کے مطابق اس جگہ بھی بھارت فائر بندی کی خلاف ورزیاں کیں۔ ۱۲ اکتوبر ۶۵ء کو بھارت کے گھٹارو کا قلعہ حاصل کرنے کے لئے ایک زبردست لیکن ناکام کوشش کی وہ توپ خانہ اور ہوائی جہاز بھی اپنی مدد کو لائے لیکن ان کی کچھ پیش نہ گئی۔

۴۔ مناباؤ

دوسرے بڑے مقبوضہ قلعہ میں موناباؤ، سندرا، میاچ لدرا اور پوچھینا کے قصبات اور درجنوں گاؤں شامل تھے۔ مناباؤ، کھوکھراپار سے جودھ پور جانے والی ریلوے لائن کا ایک سٹیشن ہے۔ آکاش وانی فائر بندی کے بعد بھی برابر دعوے کرتا رہا کہ یہ سٹیشن بھارت کے قبضے میں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے بہت پہلے ستمبر کے تیسرے ہفتے کے دوران اس پر پاکستانی پرچم لہرا دیا گیا تھا۔ اور پاکستانی ویسٹرن ریلوے کا سبز و سفید انجن فوجی کمک لے کر اس سے بھی بہت آگے تک جا چکا تھا۔ بھارتی دعوے کی تردید تو اس دستاویزی فلم سے ہو جاتی ہے جو پاکستان نے اس علاقہ میں جا کر بنائی ہے اور جسے دنیا بھر کے اخبار نویس اور پریسوں کے نمائندے دیکھ چکے ہیں۔

مناباؤ کے سٹیشن پر جنگ کے آثار نظر نہیں آتے اور ایک پاکستانی کمانڈر کے بقول بھارتی جس پھرتی سے بھاگے اور انہوں نے پاکستانی جوانوں کو اپنے

Marfat.com

جوہر دکھانے سے جس طرح محروم رکھا اس سے مجھے سخت مایوسی ہوئی" منا باؤ سیکٹر میں پاکستان نے ۹۲ ۷ مربع میل کے علاقے پر قبضہ کیا ہے جب کہ اس کی صرف ایک چوکی یعنی گدارو ہاتھ سے نکلی ہمارے مفتوحہ علاقہ میں سترہ چوکیاں تھیں۔

اس صحرا میں ہندوستانی جارحیت کا مقابلہ کرنے اور ہندوستان کے امن دشمن لیڈروں کو مایوس کرنے کی ذمہ داری پاکستان ڈیزرٹ فورس اور حُر مجاہدوں نے سنبھالی۔ اس سیکٹر میں محاذ بہاولپور سے گھوٹکی تک تقریباً اڑھائی سو میل طویل تھا۔ چولستان کے اس صحرائی حصہ میں دُور دُور تک زندگی کے آثار نظر نہیں آتے میلوں تک پانی کی ایک بوند تک نہیں ملتی اور جہاں کے راستے اتنے سخت گذار ہیں کہ جیپ ایسی طاقت ور گاڑی بھی ایک چوکی سے دوسری چوکی تک کے تین چار چکر لگانے کے بعد جواب دے جاتی ہے۔

ان مشکلات کے باوجود ڈیزرٹ فورس اور حُر مجاہدین نے نہ صرف یہ کہ بھارتی حملہ آوروں کو روکا بلکہ ہندوستان کے وسیع رقبے پر قبضہ بھی کر لیا ۹، ستمبر کی درمیانی رات ہماری فوج نے بڑا جرأت مندانہ اقدام کیا اور دو سمت سے بھارتی علاقہ پر حملہ کر دیا۔ بھارتی فوج اس حملہ سے اتنی سراسیمہ ہوئی کہ اسے بھاگتے ہی بن پڑی۔ اس طرح معمولی سی لڑائی کے بعد اچھری ٹوبہ اور ساڈھے والا کی بھارتی چوکیاں ہمارے قبضہ میں آ گئیں۔ ان دونوں چوکیوں پر اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کے بعد ہمارے جوان ہندوستانی علاقے میں گشت کرتے اور فوجی اہمیت کی معلومات حاصل کرتے رہے۔ اس کام میں سندھی رضا کاروں اور حُر مجاہدوں نے بہت مفید خدمات سرانجام دیں۔ حُر نہ صرف یہ کہ بہت اچھے سپاہی ہیں۔ بلکہ ماہر کھوجی بھی ہیں انہیں صحرا کے ایک ایک ٹیلے اور ایک ایک جھاڑی سے واقفیت ہے وہ پاؤں

Marfat.com

اور کھروں کے نشان دیکھ کر بتا سکتے ہیں کہ فلاں علاقہ میں کتنے آدمی اور کتنے مویشی تھے اور وہ اب کس طرف گئے ہیں کہ پاؤں کا یہ نشان کسی مقامی باشندے کا ہے یا اجنبی کا۔ کھروں سے ملنے والی ان معلومات کا تجزیہ کرنے کے بعد ہمارے فوجی افسروں نے دشمن پر کاری ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔

۲۱ اور ۲۲ ستمبر کی درمیانی رات پاکستان ڈیزرٹ فورس اور حُر مجاہدوں نے چولستان کے وسیع رقبے پر بہت بڑے پیمانے پر حملہ کیا اور ایک ہی رات میں کشن گڑھ، گھٹارو، شاہ گڑھ، بھٹے والا، لانگے والا۔ دھرمی کھوہ، سرکاری تار اسنچو اور رائے چند پر قبضہ کر لیا۔

حملے کا منصوبہ اتنا مکمل اور جامع تھا کہ دشمن اپنی کسی بھی چوکی کا دفاع نہ کر سکا کئی مقامات پر اس نے مقابلہ ہی نہیں کیا اور جہاں اس نے اس کی جرأت کی وہاں اسے منہ کی کھانا پڑی۔

اس سیکٹر میں حملے کا مقصد ریت کے ٹیلوں پر قبضہ کرنا نہیں تھا بلکہ بھارت کے جارحانہ عزائم کو ناکام بنانا تھا۔ بھارت نے سندھ میں محاذ کھولنے کی دھمکی دے کر اور پھر گٹارو کی چوکی پر حملہ کر کے ثابت کر دیا تھا کہ وہ لاہور اور سیالکوٹ کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے اب حیدر آباد کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ پاکستان ڈیزرٹ فورس کے منصوبے کا اصل مقصد یہ تھا کہ متذکرہ بالا چوکیوں پر قبضہ کر کے ہندوستان کے متوقع حملے کی پیشگی روک تھام کر دی جائے۔ ہمارے جوانوں نے جن قلعوں اور چوکیوں پر قبضہ کیا ہے۔ وہ سب کی سب فوجی لحاظ سے بہت اہم تھیں اور اگر ہندوستان کو موقع مل جاتا تو وہ ان چوکیوں کو مستحکم کر کے وسیع پیمانے پر حملہ کر سکتا تھا۔ ان سب چوکیوں میں پانی کے ذخائر بھی موجود ہیں جو صحرائی جنگ میں اسلحہ کے

Marfat.com

برابر اہمیت رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بھارتی فوج فائر بندی کے بعد بھی برابر اس کوشش میں لگی رہی کہ ان چوکیوں پر دوبارہ قبضہ کرے لیکن عیار دشمن کی ہر چال اور ہر حملہ کو ناکام بنا دیا جاتا رہا۔ ہمارے جوان اور حُر مجاہد جنہوں نے ان چوکیوں پر سبز ہلالی پرچم لہرائے رکھے۔ عزم کر چکے تھے کہ یہ پھریرا جب تک وہ چاہیں گے۔ اس علاقہ میں لہرائے رکھیں گے۔

Marfat.com

ساڈھے والا کا معرکہ

یہ معرکہ فائر بندی کے بعد راجستھان سیکٹر میں بھارتی فائر بندی کی خلاف ورزی کی بنا پر ہوا۔ اس کی تفصیل لیفٹیننٹ کرنل مسعود احمد نے قلم بند کی ہے۔ جو من و عن پیش خدمت ہے۔

دسمبر کی پہلی تاریخ تھی۔ ہندوستانی فوج کی مشہور بٹالین تھرڈ بمبئے گرینڈیئر کا لیفٹیننٹ پی۔ سی۔ دیاس بیٹھا اپنے باپ کو خط لکھ رہا تھا جس کا باپ سابق فوجی افسر تھا جو انڈین آرمی سروس کور سے لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے سے ریٹائر ہوا تھا۔ چند روز سے لیفٹیننٹ دیاس پہ ایک نامعلوم سے خطرے کا احساس طاری تھا۔ اس کے کیمپ میں رسد کے ٹرکوں کا آنا جانا کچھ غیر یقینی سا ہوتا جا رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔

لیفٹیننٹ دیاس کی پلٹن ساڈھے والا میں تھی۔ جو راجستھان میں ہندوستانی فوج کی بڑی چھاؤنی رام گڑھ سے ۲۵ میل شمال مغرب کی طرف واقع ہے اور راجپوتانہ کی قدیم ریاست جیسلمیر کے صدر مقام سے کوئی سترہ میل پر ہے۔ ساڈھے والا کیمپ میں یہ اکثر سننے میں آ رہا تھا کہ پاکستانیوں کے ڈر سے عام راستوں پر آمد و رفت مشکل ہو گئی ہے۔ اپنی خیر خیریت کی خبر دینے کے بعد لیفٹیننٹ دیاس نے لکھا۔

"یہاں حالات کچھ نازک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ دشمن ہمیں نرغے میں لئے جا رہا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ خط آپ تک پہنچ بھی سکے گا یا نہیں۔"

Marfat.com

دیا اس کے خدشات بالکل درست نکلے۔ اس کا خط اس کے باپ تک نہ پہنچ سکا۔ دو روز بعد یہ خط ریت کے ایک ٹیلے پر پڑا ہمارے جوانوں کو ملا۔ اردگرد بکھری ہوئی بیسوں دیگر اشیاء کے درمیان جو فشتم پشتم بھاگتے ہوئے ہندوستانی چاروں طرف گرگئے تھے۔ ایک جگہ شیو کا برش پڑا تھا۔ ایک طرف ایک نیکر کہیں ہندی کا ایک ناول گرا پڑا تھا۔ تو کہیں پاؤں میں لگانے کے پاؤڈر کا ایک ڈبہ اور راؤنی مونے کا ایک جزو۔

یہ تمام چیزیں ریت کے ڈھلوان ٹیلوں پر پھیلی پڑی تھیں اور ان کے ساتھ ہی ہندوستانی سپاہیوں کی لاشیں، درجنوں لاشیں یہ سب نظارہ سادھے والا کی لڑائی میں ہندوستانیوں کو شکست فاش کی داستان سنا رہا تھا۔

سادھے والا کے مقام پر کھڑے ہو کر آپ اِدھر اُدھر نظر دوڑائیں تو آپ سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ آخر اس جگہ لڑائی کی ضروریات کیوں پیش آئی اول تو یہی پتہ نہیں چلتا کہ سادھے والا ہے کیا چیز، کیونکہ ایسی تو کوئی چیز وہاں نظر نہیں آتی۔ جس کے متعلق یہ خیال گذرے کہ اس کا کوئی نام ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ سادھے والا اس کنوئیں کا نام ہو۔ جو یہاں وادی کے بیچوں بیچ واقع ہے۔ ریگستان میں کنواں بڑی چیز ہوتی ہے۔

سادھے والا راجستھان کے اس علاقے میں واقع ہے جس پر جنگ کے دوران ہمارے صحرائی لشکر (ڈیزرٹ فورس) نے قبضہ کرلیا تھا۔ ہندوستانی حکومت اس بات کو عوام سے چھپائے ہوئے تھی۔ کہ پاکستانی فوج راجستھان کا وسیع و بسیط علاقہ فتح کرچکی ہے اور لوگوں کو شاید وہ بے وقوف بنا سکے لیکن راجپوتوں کی آنکھوں میں وہ کیسے دھول جھونکتی جن کی نگاہوں کے سامنے پاکستان کے لشکر راجستھان میں اپنی من مانی کر رہے تھے اور غیور راجپوت بے بسی کے عالم میں بھارتی

Marfat.com

نوجوں کی راہ تک رہے تھے یہ وہی راجپوت تھے۔ جو کسی زمانے میں جان پر کھیل جاتے تھے۔ لیکن دشمن کے سامنے سر نہیں جھکاتے تھے۔ چنانچہ راجپوتوں میں بد دلی کی لہر دوڑ رہی تھی۔ ان کی اشک شوئی کے لئے بھارتی فوج نے فائر بندی کے بعد اکا دکا چوکیوں پر چھاپے مارنے شروع کر دیئے۔ سادھے والا کی چوکی بھی انہی چوکیوں میں تھی۔ اسے چند مجاہد سنبھال کر بیٹھے ہوئے تھے۔ نومبر کے وسط میں بھارتی فوج نے خاصی بڑی جمعیت سے حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

سادھے والا کی چوکی لق و دق صحرا کے درمیان واقع ہے۔ یہاں سے آپ اپنے قریب ترین ہمسائے سے ملنے کے لئے نکلیں تو آپ کو تیس میل چلنا پڑے گا سادھے والا چھوڑ کر اگر آپ پانی کی تلاش میں نکلیں تو پچاس میل چل کر کھینچو تک جانا پڑے گا۔

درمیانی علاقہ ایک وحشت خیز بیاباں ہے۔ جہاں آبادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کھینچو سے نکل پڑو تو آپ اس صحرا میں داخل ہو جاتے ہیں جو پہلے تو ہموار سا ریگستان آتا ہے۔ پھر نشیب و فراز کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ دھیرے دھیرے اٹھتی ڈھلتی پہاڑیوں کے متوازی سلسلے اور ان کے درمیان پھیلی ہوئی وادیاں بلندی سے دیکھو تو ایسا لگتا ہے کہ سمندر میں موجیں اٹھ رہی ہیں وہی ان کا زیر و بم وہی ان کا لا متناہی سلسلہ۔

ویسے ریگستان کی سرزمین بھی بالکل ننگی نہیں ہوتی۔ درخت وہاں بھی ہیں اور جھاڑیاں بھی لیکن ٹنڈ منڈ اور بونے سے تنے اور ڈالیاں خشکی سے چٹختی ہوئی اور بھربھری۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اس صحرا میں جہاں بارش کا چھینٹا کبھی سال بعد پڑتا ہے، کبھی دو سال بعد کچھ نہ کچھ اُگ ہی آتا ہے۔

اس صحرا کو جسے راجستھان کہا جاتا ہے۔ اس سرزمین میں بھارت کی جارحیت

اور شر پسندی آئے دن کوئی نہ کوئی فتنہ ڈھائے رہتی ہے۔ سادھے والا کا معرکہ بھارت کی مفسدانہ چالوں ہی کا ایک شاخسانہ تھا۔ سادھے والا بھارت کی سرحد کے ۴ میل اندر واقع ہے۔ لیکن جنگ کے ایام ہی میں اس پر ہمارے "صحرائی لشکر" نے قبضہ جما لیا تھا۔ عہدنامے کی رو سے بھارت کو کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ یہاں آکر وہ چھیڑ خانی کرے۔ اسی اعتماد پر ہم نے کوئی بڑی فوج بھی وہاں نہیں رکھی لیکن بھارتی نڈر اور ہی کینڈے کے لوگ واقع ہوئے ہیں۔ انہیں عہد کا پاس کیسا۔ چنانچہ نومبر کے وسط میں وہ سادھے والا پر چڑھ آئے۔

سادھے والا پر حملہ کرنے والے بھارتی لشکر میں ۵۰ بمبے گرینیڈ یر ۴ آرمڈ، راجستھان کانسٹبلری ۱۱ راجستھان آرمڈ کانسٹبلری، ۲ سکھ لائٹ انفنٹری اور ۱۳ اگرینڈیئر کے دستے شامل تھے۔ بمبے گرینڈیئر ہندوستانی فوج کی بہترین پلٹنوں میں شمار ہوتی ہے راجستھان آنے سے پہلے یہ نئی دہلی میں بھارتی پریذیڈنٹ کے باڈی گارڈ کے فرائض ادا کر رہی تھی۔ پلٹن کو اس امتیاز پر بڑا فخر تھا۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ نیفا کے محاذ پر چینیوں کے خلاف ہندوستانی فوج کا کوئی یونٹ اگر کچھ دیر ٹھہر سکا ہے تو وہی بمبے گرینڈیئر ہی تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ درست ہو۔ کیونکہ سادھے والا میں یہ لوگ واقعی خوب جم کر لڑے اور کافی بہادری سے انہوں نے ہمارے جوانوں کا مقابلہ کیا۔ جسمانی اعتبار سے بھی یہ بڑے تنومند تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ ایک ایک آدمی چن چن کر بھرتی کیا گیا ہے۔ راجستھان آرمڈ کانسٹبلری اور سکھ لائٹ انفنٹری کے جوان بھی اچھے لڑنے والے تھے۔ اور خوب لڑے۔

سادھے والا چھاؤنی کا جہاں تک تعلق ہے۔ یہ چار پہاڑیوں کا ایک مجموعہ ہے اور بیچ میں تھال سا میدان، اسی میدان میں کنواں واقع ہے ہندوستانیوں

کو کافی بھروسہ تھا کہ کسی کو وہ ادھر آنے نہیں دیں گے۔ اس چوکی کی حفاظت کیلئے ان کے پاس کافی فوج تھی۔ چوکی تک آنے کی ایک آدھ ہی راہ تھی لہٰذا یہ ڈر تو تھا ہی نہیں کہ کوئی بہت بڑی فوج اس پر آ چڑھے گی۔ جتنی قوت کے آنے کا وہاں امکان تھا۔ ان سے نپٹنے کے لئے بھارتی فوج کافی تھی۔

لیکن دسمبر چڑھا تو بھارتی فوج کا اعتماد اور اطمینان کافی متزلزل دکھائی دینے لگا۔ جب ہمیں گرینیڈئر کے ایک لیفٹیننٹ کو یہ احساس ہو سکتا ہے۔ کہ صورت حال مخدوش ہے تو ظاہر ہے کہ اوپر والوں کو بھی ضرور اس کا علم ہو گا۔ لیکن ہندوستانیوں کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ اس علم سے وہ کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے اور جو ہونا تھا وہی ہوا۔ یکم اور ۲ر دسمبر کی درمیانی رات میں کوئی خاص بات نہ تھی۔ لیکن پھر بھی ریگستان کی ٹھٹھری ہوئی فضا اور چاند نہ ہونے سے پھیلا ہوا اندھیرا خاصا پریشان کن تھا۔ ہندوستانیوں کے دلوں میں بے چینی تو کئی روز ہی سے تھی۔ اسی روز رات کے اندھیرے میں جو بھارتی سپاہی پہرے پر کھڑے تھے۔ ان کے دلوں میں ہراس ضرور تھا۔ چاروں طرف سیاہی کے پردوں میں سے جھانکنے کی کوشش میں انہیں پہاڑیوں کے دھندلکے سے سائے نظر آ رہے تھے۔ جس سے ان کی دل جمعی تو کیا ہوتی، ان کی وحشت ہی میں کچھ اضافہ ہوا۔

اسی طرح ثانیئے گذرتے گئے۔ رات ڈھل گئی چار بجے، پھر پانچ پھر سوا پانچ پھر ساڑھے پانچ اور ایک دم ہندوستانیوں پر گویا قیامت ٹوٹ پڑی چاروں اطراف سے ان پر یورش ہو رہی تھی۔ بڑی بے جگری سے انہوں نے چوکی کو بچانے کی کوشش کی لیکن پاکستان کے صحرائی لشکر کے جانباز مجاہدوں کے سامنے وہ زیادہ دیر تک جم نہ سکے۔

کہا جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں اس مقام پر ایک بدھ بزرگ یہاں آکر ٹھہرے

Marfat.com

نواب میراں خان" کو ان کی موجودگی سے خطرہ محسوس ہوا۔ اور انہوں نے اس بزرگ کو یہاں سے اٹھانے کے لئے اپنے اہل کار بھیجے مگر بدھا اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور جگہ کو خالی کرنے سے انکار کر دیا اور انہی اہل کاروں کے ہاتھ نواب کے پاس دودھ کے پیالے میں گلاب کا ایک پھول رکھ کر بھیج دیا۔ اس لطیف اشارے کو نواب میراں خان نہ سمجھ سکے اور اپنی ہٹ پر اڑے رہے حتیٰ کہ وہ بذاتِ خود اپنے پالتو شیر کو ہمراہ لے کر اس سادھو کی جائے قیام پر پہنچے شیر کو سادھو کی ایک گائے کے قریب چھوڑا اور خود بدھ پوری سے محوِ گفتگو ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد شیر اور گائے کی آپس میں لڑائی شروع ہو گئی اور نواب میراں خان یہ دیکھ کر سخت حیران ہوا کہ شیر جیسا خونخوار جانور گائے کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔ اس چیز کا نواب میراں خاں پر گہرا اثر ہوا۔ اور وہ فوراً بدھ پوری کی بزرگی کے معتقد ہو گئے اور انہیں اپنے گلے سے لگا کر وعدہ کیا کہ اب اس بزرگ کو یہاں سے کوئی نہ ہٹا سکے گا اور تجویز کیا کہ اس واقعہ کی یاد میں اسی جگہ پر ایک خوبصورت شہر آباد کیا جائے گا۔ اب وہاں شہر نہیں تھا۔ بس ایک کنواں ہی تھا۔

معرکہ میں حصہ لینے والے سب افسروں کا یہ کہنا ہے کہ ہندوستانیوں نے ساڑھے والا میں ڈٹ کر لڑائی کی۔ لیکن پاکستانی شیروں کا حملہ اس شدت کا تھا کہ اس کے سامنے دنیا کی کوئی فوج بھی بہت زیادہ دیر تک نہیں رک سکتی۔ ساڑھے والا کی لڑائی سے پہلے کسی اجنبی کو اگر یہ بتایا جاتا کہ یہ صحرا کا دور افتادہ مقام ہے اور یہاں دشمن کی اتنی طاقت پڑی ہے اور اس کے مقابلے میں "صحرائی لشکر" کو یہ کام سونپا گیا ہے تو وہ لشکر کی کامیابی پر بہت زیادہ شرط لگانے پر مشکل ہی سے راضی ہوتا۔ لیکن اجنبی سے آپ اس بات پر گلہ بھی نہیں کر سکتے کسی اجنبی کو کیا پتہ کہ پاکستانی فوجوں کے جری جوان کس سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

ایک بار نہیں سینکڑوں بار انہوں نے ثابت کر دیا کہ لڑائی میں نہ تعداد فیصلہ کن ثابت ہو سکتی ہے نہ اسلحہ آخری فیصلہ لڑنے والے جوانوں کے جذبے اور عزم کے تابع ہوتا ہے۔ پاکستانی مجاہد جنگ کے فن میں طاق کر دیئے گئے ہیں۔ انہیں بہترین قیادت میسر ہے لیکن ان کے پاس ایک اور چیز ہے۔ جو ان سب چیزوں پہ بھاری ہے وہ ہے ان کا ایمان پاکستانی سپاہی میدانِ جنگ میں ہوتا ہے۔ کہ وہ رضائے الہٰی کے تابع قدم اٹھا رہا ہوتا ہے اور اس قادرِ مطلق کے احکام کی بجا آوری میں جس کے ہاتھ میں فتح و نصرت کی کلید ہے۔ ایسے مجاہد کے پاس خوف و ہراس کیسے پھٹک پائے گا۔! ایسے شخص سے کون ٹکر لے سکے گا۔ جس کا مطلب و مقصود ہی شہادت ہو۔

یہاں فرداً فرداً لوگوں کو تذکرہ کرنے کا مقام نہیں وقت آنے پر ہمارے مجاہدوں کے کارنامے قوم کے سامنے آجائیں گے۔ البتہ ایک واقعہ کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے جس سے دونوں طرف کی سپاہ کے جذبہ کا بنیادی فرق سمجھ میں آجاتا ہے۔

ایک پاکستانی افسر نے جس کے ساتھ چار پانچ ہی اور سپاہی تھے ایک ہندوستانی لیفٹیننٹ کو گرفتار کر لیا اور حکم دیا کہ اپنے سپاہیوں سے فوراً ہتھیار ڈال دینے کو کہے۔ جس مقام پر باتیں ہو رہی تھیں وہ بھارتی فوج کی ایک پلاٹون کی زد میں تھا اور اگر ہندوستانیوں میں ہمت ہوتی تو پاکستانی افسر اور اس کے ساتھیوں کو گولیوں سے بھون دیتے۔

لیکن پاکستانی افسر جس عزم اور بے خوفی سے ہندوستانی لیفٹیننٹ کو حکم سنا رہا تھا۔ اس کے سامنے ہندوستانیوں کو حکم عدولی کا خیال بھی نہ ہو سکا اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ جب یہ جماعت پیچھے لوٹ رہی تھی تو ہندوستانی لیفٹیننٹ نے پاکستانی افسر سے پوچھا: "تمہارا رینک کیا ہے۔ کپتان ہو یا میجر"؟ جب پاکستانی

Marfat.com

افسر نے جواب دیا کہ میں لیفٹیننٹ کرنل ہوں کیا ہندوستانی لیفٹیننٹ کرنل بھی گولیوں کے کھیل میں آکر شریک ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وہ کہنے لگا کہ ہمارے لیفٹیننٹ کرنل تو رام گڑھ سے ادھر کبھی نہیں آئے اور جب اس نے یہ کہا تو اس کے لہجے میں ایک تلخی تھی جسے وہ چھپا نہ سکا۔

ہمارے صحرائی لشکر کے افسر اور جوان محض بہادری، دلیری، ہمت جذبہ اور بے جگری ہی سے نہیں لڑے۔ بلکہ نہایت مہارت اور مشاقی سے انہوں نے یہ معرکہ سر کیا۔ لڑائی کی تاریخ میں یہ شاذ ہی ہوا ہے کہ ایک ایسی فوج کو جو ٹیلوں پر جم کر بیٹھی ہو۔ اسے اتنی کم قربانی دے کر کسی نے اکھاڑ پھینکا ہو۔ سادھے والا کے معرکہ میں ہمارے کل چار مجاہدوں نے جام شہادت نوش کیا لیکن دشمن کے نقصان کا تو حساب لگانا ہی مشکل ہے۔ ہندوستانیوں کی ۵۵ لاشیں تو خود ہمارے جوانوں نے گنی ہیں۔ ان میں ایک میجر اور ایک کپتان کی لاشیں بھی تھیں لیکن جس سمت کو ہندوستانی بھاگے ہیں۔ اس سمت بہتے ہوئے خون کے کئی نشان بتا رہے تھے کہ ہندوستانی بھاگ کر گئے بھی کہاں ہوں گے ؟ اپنی کسی اور چوکی پر تو وہ جا نہیں سکے ہوں گے۔ کیونکہ ہمارے جوانوں نے ہندوستانی چوکیوں کو جانے والے سب راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ جدھر ہندوستانیوں کا رخ تھا ادھر بے آب وگیاہ پھیلی ہوئی ویرانیوں کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ ان ویرانیوں کو کتنے ہندوستانی عبور کر سکے ہوں گے ؟

سادھے والا کی جنگ میں ہم نے ۳۷ ہندوستانی قیدی بھی پکڑے تھے جو زخمی تھے ان کی مرہم پٹی ہسپتال میں ہوتی رہی۔ اس کے علاوہ جنگی سازوسامان بھی بہت سا ہمارے ہاتھ لگا۔ اس میں مارٹر مشین گنیں اور دیگر اسلحہ وائرلیس اور ٹیلیفون کا سامان، جیپیں اور ٹرک وغیرہ شامل ہیں البتہ راشن کا کوئی ذخیرہ سادھے والا

Marfat.com

میں نہیں ملا جس کی وجہ آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔

ساد ھے والا کا معرکہ مختصر سا تھا لیکن بہت فیصلہ کن لڑائی ساڑھے پانچ بجے شروع ہوئی۔ دس بجے تک کھیل ختم بھی ہو چکا تھا لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ راجستھان کے حالات و واقعات پر اس کا گہرا اثر پڑا ہے۔ کم از کم اس علاقہ میں تو اس معرکہ کے بعد سے ہندوستانی خاموش رہے۔ لڑائی کا شور و غوغا جب ماند پڑا تو ہمارے ایک سینئر افسر نے دیکھا کہ وہاں میدان کے عین بیچ راجستھان آرمڈ کانسٹبلری کا ایک اونٹ کھڑا ہے۔ اچھے قد کاٹھ کا اور خوب پلا ہوا اور ایک عجیب استغنا کے عالم میں ساد ھے والا کی چوکی کے پورے گریزن میں سے یہی ہندوستانی وہاں ابھی تک کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کر یہ اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا تھا کہ اسے اپنے آقاؤں کی شکست اور بھگدڑ کی بھی کوئی خبر ہے یا نہیں۔ پتہ نہیں اسے اس کی پرواہ بھی تھی یا نہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

ایک بازگشت

معرکۂ رن کچھ

Marfat.com

معرکۂ رَن کچھ

بھارت نے کشمیر کے مجاہدین کی جنگِ آزادی میں پٹنے کے بعد پاکستان اور بھارت کی بین الاقوامی سرحد پر ڈاکہ ڈالا اور رن کچھ کے واقعات کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے یہ الزام لگایا کہ کشمیر میں مجاہدین کی جنگ ایک پاکستان کی پیدا کردہ جنگ ہے۔ لیکن اگر بہ نظرِ غائر دیکھا جائے تو رن کچھ کے میدانوں میں پٹتے ہوئے بھارتی وزیر اعظم نے ایک بیان دیا تھا کہ بھارت جنگ کے نئے محاذ جہاں جی چاہے گا۔ کھول لے گا اور جب یہ کر دکھانے کے لئے چلے تو کشمیر میں حد متارکہ جنگ کو عبور کیا اور چھمب میں مجنولائن بنائی، ٹیٹوال اور حاجی درہ پیر پر قبضہ جمایا۔ پاکستان کے سرحدی گاؤں اعوان شریف پر گولہ باری کی۔ امن کے تقاضوں کی خاطر جب پاکستان اشتعال میں نہ آیا تو اس نے کشمیر کی جنگ کی آڑ لیتے ہوئے پاکستان پر ایک بزدلانہ حملہ کر دیا۔

ستمبر ۶۵ء کی سترہ روزہ جنگ نے قرونِ اولیٰ کی روایات کو پھر زندہ کر دیا ہے۔ مادی طاقتوں پر ایمان رکھنے والوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ کہ بدر کے میدان میں ۳۱۳ کے ہاتھوں لشکرِ جرار کی پٹائی کوئی غلط بات نہیں تھی۔ طارق نے جو جہاز اندلس کے ساحل پر جلائے تھے۔ ان میں خود بخود آگ نہیں لگ گئی تھی۔ ہزار برس قبل جب محمد بن قاسم قیدی مسلمان عورتوں کی پکار کا جواب بن کر سندھ کے علاقہ میں داخل ہوا تھا تو بھارتی راجے، مہاراجے اس کا لشکر دیکھ کر ٹھٹھے لگا اٹھے لیکن منجنیق کی پہلی ہی ضرب

Marfat.com

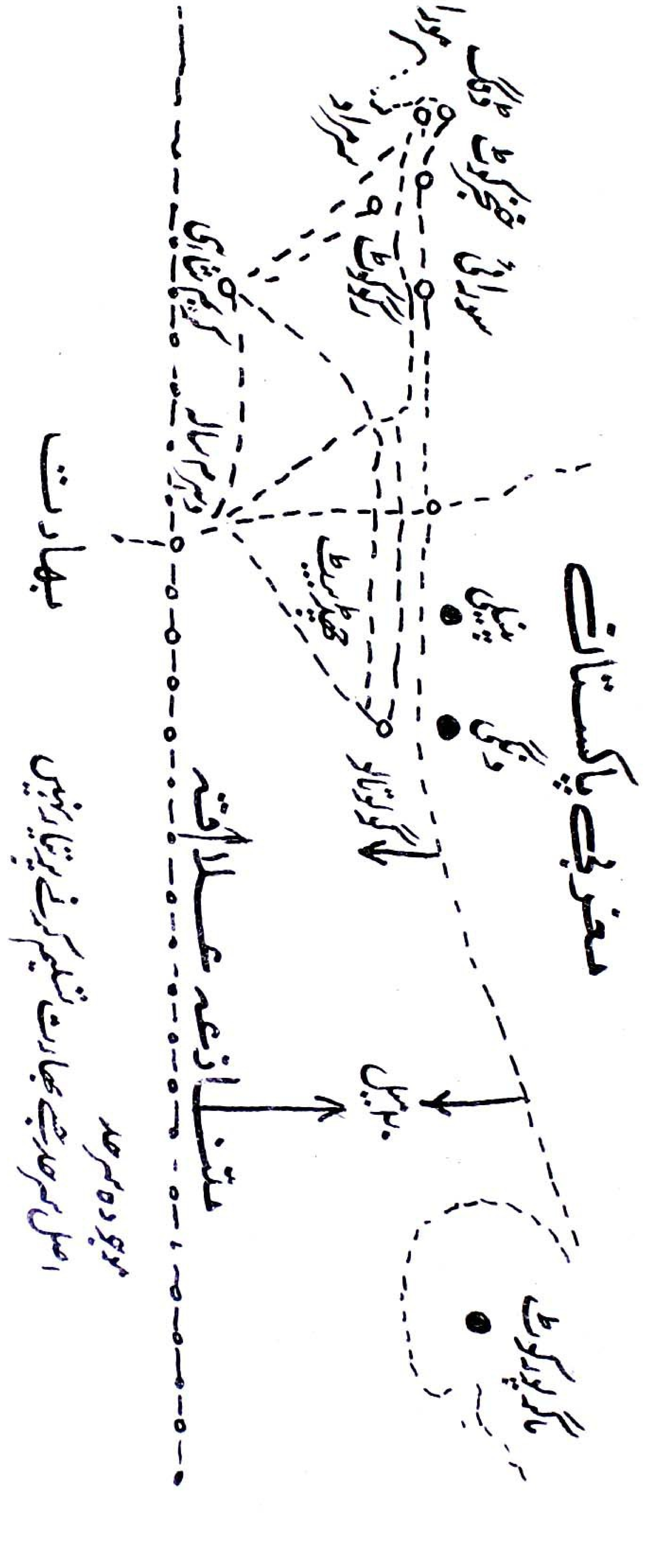

سے ان پر خوف وہراس
طاری ہو گیا محمود سبکتگین
جب بحیرۂ عرب کے
سواحل کی طرف بڑھا
تھا تو راجوں مہاراجوں
نے اس کا راستہ روکا اور
منہ کی کھائی۔ محمود غزنوی
نے بھی اسی سومنات
کے قریب کفر کو شکست
دی۔ یہ شکست تو ہندو
مت کی تقدیر بن چکی
ہے تبھی تو ہاتھ باندھ
کر انکساری سے مٹا جاتا
ہے۔

اس برسوں کی
تاریخ کو رن کچھ کے
معرکے میں دہرایا گیا
اور جن فرانسیسی اخبار
نویسوں نے اس علاقہ
کا دورہ کیا تھا انہوں
نے وہ تفاصیل بتائیں

Marfat.com

ہیں جن کو سن کر بھارتی جنگ بازوں کی ہمت و جرأت پر نفرین بھیجنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس شکست میں جب بھارتی گدھاڑے ہیں تو ان کو یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ اپنے پیچھے بہت کام کی چیزیں چھوڑے جا رہے ہیں۔ شاستری مہاراج کو صحرا کی یہ لڑائی پسند نہ آئی تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ وہ اپنی پسند کا محاذ کھولیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اگست میں کشمیر میں حد متارکہ جنگ کو عبور کر کے اپنی پسند کا محاذ کھول دیا۔ جب یہاں پٹے تو پھر لاہور سیالکوٹ پر حملہ کر دیا۔ ادھر بھی درگت بنی تو فاضلکا وغیرہ میں چلے گئے۔ وہاں کچھ پیش نہ چلی تو راجستھان میں آ گئے۔ پہاڑ، میدان اور صحرا کے علاوہ انہوں نے ہوا اور پانی میں بھی لڑ کر دیکھ لیا۔ رن کچھ کا معاملہ طے نہ ہو پایا تھا۔ کہ بھارت نے یہ نئی حرکت کی۔

۲۲ دسمبر ۱۹۶۵ء کی خبروں کے مطابق رن کچھ کے ٹربیونل کے قیام کے لئے یو این او ر سیکرٹری جنرل نے ٹربیونل کے سربراہ کا تقرر کر دیا ہے۔ کشمیر کے معاملہ میں تو بھارت نے ہمیشہ وعدہ خلافی کا معیار قائم رکھا ہے تازہ حالات کی روشنی میں دیکھئے بھارت کیا کرتا ہے۔ ہم تو مسٹر مہاجن کی جو ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ چیف جسٹس ہیں کے "ارشادات" اور بھارتی حکمرانوں کے کردار کی روشنی میں یہ سمجھتے ہیں۔ کہ رن کچھ کی جنگ بھی بھارت کے ۱۹۴۷ء کے بنائے ہوئے پروگراموں میں سے ایک تھی اور موجودہ بین الاقوامی سرحد پر حملہ بھی انہی تجاویز کا ایک حصہ ہے مسٹر مہاجن تو بھارت پر بڑے برسے ہیں کہ فوراً ہی پاکستان کو مزا کیوں نہ چکھا دیا گیا۔ لیکن اب جب بھارت کڑوا کڑوا تھو کر چکا ہے جانے مہاجن صاحب امرت کا پیالہ ان کے سامنے کب رکھیں گے۔ جس ملک کے ججوں کی بے انصافی کا یہ عالم ہو ان کے عوام تو انشاءاللہ چشم بد دور خوب خوب انصاف دوست ہوں گے۔

Marfat.com

رن کچھ کا علاقہ سندھ کے جنوب میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ آٹھ ہزار چار سو مربع میل ہے یہ علاقہ صحرا یا دلدلوں پر مشتمل ہے ان دلدلوں میں کسی کسی جگہ قدرے اونچے ٹیلے ہیں۔ جو مقامی زبان میں بھٹ کہلاتے ہیں۔ ان بھٹوں پر کہیں کہیں آبادی ہے۔ کسی زمانہ میں یہاں بہت بڑی جھیل ہوا کرتی تھی جس میں جہاز رانی ہوتی تھی۔ دریائے سندھ کا پانی اس جھیل میں گرتا تھا۔ مگر ۱۸۱۹ء میں زبردست زلزلہ آیا۔ جس کے نتیجے میں یہ جھیل دریائے سندھ سے کٹ گئی اور دلدلوں میں تبدیل ہو گئی نشیبی علاقہ ہونے کی وجہ سے ہر سال برسات کے موسم میں یعنی مئی سے اکتوبر تک اس میں سمندر اور دریاؤں کا پانی بھر جاتا ہے۔ اقتصادی اعتبار سے یہ علاقہ بے کار ہے تاہم یہاں تاریخی اہمیت کی کئی بستیاں ہیں۔ مثلاً جنوب میں مشہور قدیم قصبہ بھوج ہے۔ جنوب مغرب میں سومناتھ کا تاریخی مندر اور قصبہ ہے اور ساحل پر بھارت کا مشہور قلعہ دوارکا ہے جس کی جنگ میں اینٹ سے اینٹ بجائی گئی تھی۔

رن کچھ کا متنازعہ علاقہ سابق صوبہ سندھ اور سابق ریاست کچھ کی سرحد پر واقع ہے اصل سرحد کے بارے میں تقسیم ہند کے پہلے بھی ریاست کچھ اور صوبہ سندھ کے درمیان اختلاف پایا جاتا تھا۔ مگر عرض بلد تئیس اعشاریہ پانچ آٹھ درجے کا شمالی علاقہ صوبہ سندھ کے زیر انتظام تھا۔ اس علاقہ کا رقبہ ساڑھے تین ہزار مربع میل ہے۔ تقسیم ہند کے بعد ریاست کچھ بھارت میں شامل ہو گئی دس سال بعد بھارتی حکومت نے اس سارے علاقے پر ملکیت کا دعویٰ کر دیا اور دلیل یہ پیش کی کہ رن کچھ "جھیل" نہیں ہے کہ سرحد کی لکیر اس کے درمیان سے گذرے لہٰذا عرض بلد چوبیس کے شمال میں ساڑھے تین ہزار مربع میل کا علاقہ اس کا ہے کیونکہ پہلے یہ علاقہ ریاست کچھ کی ملکیت ہوا کرتا تھا۔ بھارت کا دستور ہے کہ پہلے کسی علاقہ پر اپنا حق جتاتا ہے پھر پاکستان پر

Marfat.com

جارحیت کا الزام لگاتا ہے۔ اور پھر اس علاقے پر زبردستی قبضہ کر لیتا ہے۔ ہم نے حیدر آباد کشمیر، جونا گڑھ اور گوا کے معاملہ میں بھارت کو اسی طریق کار پر کاربند پایا ہے بھارت نے رن کچھ کے معاملہ میں بھی یہی حکمت عملی اختیار کی۔

۱۹۵۶ء میں بھارت نے مغربی پاکستان کی سرحدوں پر اپنی فوجی نقل و حرکت تیز کر دی۔ سابق صوبہ پنجاب کی سرحد پر کئی جھڑپیں ہوئیں۔ ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء کو ہماری سرحدی پولیس چھڈ بیٹ میں گشت کر رہی تھی کہ بھارتی فوج نے ان پر حملہ کر دیا۔ پاکستانی نوجوان فوراً آڑ میں ہو گئے اور ان کی جوابی فائرنگ سے تین بھارتی سپاہی زخمی ہو گئے۔ بھارتی حکومت نے پاکستانی علاقہ میں ناجائز مداخلت سے باز آنے کی بجائے اس پر قبضہ جمانے کا فیصلہ کر لیا تھا اس نے ۲۵ فروری ۱۹۵۶ء کو اپنی فوج رن کچھ بھیج دی۔ پاکستانی پولیس چھڈ بیٹ سے پسپا ہونے پر مجبور ہو گئی۔ پنڈت نہرو نے ۳ مارچ کو بھارتی پارلیمنٹ میں پاکستان پر الٹا جارحیت کا الزام لگایا اور کہا بھارت نے اس علاقے پر قبضہ کر لیا ہے سندھ اور پنجاب کی سرحدی جھڑپوں کے نتیجے میں بھارتی حکومت سرحد کی نشاندہی پر آمادہ ہو گئی۔ معاہدہ کے مطابق جن سرحدوں کی نشاندہی ہونی تھی ان میں رن کچھ کا علاقہ بھی شامل تھا۔ مگر بھارت نے اسے کھٹائی میں ڈال دیا۔

۱۹۶۰ء میں مغربی پاکستان اور بھارت کی سرحد بندی کے سلسلے میں مذاکرات شروع ہوئے۔ پہلا اجلاس جنوری ۱۹۶۰ء کو لاہور میں منعقد ہوا۔ پاکستان کی نمائندگی جنرل کے ایم شیخ نے کی جو اس وقت وزیر داخلہ تھے۔ اور بھارت کی نمائندگی سردار سورن سنگھ نے کی جو اس وقت معدنیات کے وزیر تھے۔ تین دن بعد، مذاکرات ملتوی ہو گئے اور ۸ جنوری کو دہلی میں دوبارہ شروع ہوئے ۱۱ جنوری کو دونوں حکومتوں کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا۔ اس موقعہ پر جو مشترکہ سرکاری اعلان

Marfat.com

جاری ہوا اس میں کہا گیا تھا کہ مغربی پاکستان اور مشرقی پنجاب کے تمام سرحدی جھگڑوں کا تصفیہ ہو گیا ہے اور اب صرف مغربی پاکستان اور بمبئی کے درمیان رن کچھ کا تنازعہ باقی ہے۔ تاہم دونوں حکومتیں اس بات پر رضامند ہو گئی ہیں کہ رن کچھ کے "تنازعہ کے بارے میں مزید معلومات جمع کی جائیں اور مذاکرات جاری رکھے جائیں۔"

بھارت نے اس معاہدہ کی بھی خلاف ورزی کی اور کسی نہ کسی بہانے پانچ سال تک مذاکرات کو معرض التوا میں ڈالتا رہا۔ آخر کار ثابت ہو گیا کہ وہ اس علاقے پر زبردستی قبضہ کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔

جنوری ۱۹۶۵ میں بھارت نے رن کچھ میں فوج بھیجنا شروع کر دی مارچ تک وہاں ایک بریگیڈ پیادہ اور دو بٹالین توپخانہ فوج جمع کی جا چکی تھی۔ مغربی پاکستان رینجرز کے انسپکٹر جنرل نے ۱۵ مارچ کو سرحدی صورت حال پر تبادلہ خیال کیلئے راجکوٹ (بھارت) کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس کو مراسلہ بھیجا جس کا کوئی جواب نہ دیا گیا۔ پاکستان کے احتجاج پر بھارت مقامی حکام کی ملاقات پر رضامند ہو گیا۔ مگر اس کے انعقاد کی راہ میں روڑے اٹکانے لگا۔

چار اور پانچ اپریل کی درمیانی رات کو بھارتی فوج پاکستانی علاقہ ڈنگ میں گھس آئی اور پاکستانی چوکی سے ایک ہزار گز کے فاصلہ پر سردار نامی بستی پر قبضہ کر کے مورچے بنائے۔ اسی طرح رگو کوٹ پر قبضہ کر لیا گیا اور چھڈ بیٹ میں اپنے مورچوں کو مزید مضبوط بنانا شروع کر دیا۔ انہی دنوں بھارتی وزیر داخلہ نندہ نے رن کچھ کا دورہ کیا اور دہلی واپس جا کر کابینہ کو رپورٹ پیش کی۔ کابینہ کے اس اجلاس میں بھارتی کمانڈر انچیف جنرل چوہدری نے بھی شرکت کی بعد ازاں خود جنرل چوہدری نے رن کچھ کا دورہ کر کے اپنے فوجی انتظامات کا جائزہ لیا۔

Marfat.com

اسی اثنا میں بھارتی وزیر داخلہ نے دھمکی دی کہ پاکستان سے یہ علاقہ خالی کرنے کے لئے ضروری کارروائی کی جائے گی۔ بظاہر فوجی فیصلہ مسلط کرنے کے انتظامات مکمل کر لیے گئے تھے۔

۹ اپریل کو بھارتی فوج نے اچانک ڈنگ اور کانجر کوٹ کی پاکستانی چوکیوں پر حملہ کر دیا۔ مگر ستلج رینجرز کے جوانوں نے بڑی بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا اور حملہ آوروں کو پسپا کر دیا۔ بھارت نے اپنی جارحانہ کارروائی شروع کر دی تھی ستلج رینجرز کی جگہ فوج کے کچھ دستے سرحد پر بھیج دیئے گئے۔

پاکستانی فوج نے موقع پر پہنچتے ہی تمام دفاعی انتظامات مکمل کر لیے اب وہ بھارت کی ہر شرارت کا جواب دینے کو تیار تھی۔ اسی رات بھارتی فوج نے مشین گنوں اور توپوں کے ساتھ پاکستانی مورچوں پر حملہ کیا۔ پاکستانی جوانوں نے اس حملہ کا منہ توڑ جواب دیا۔ ۱۴ گھنٹہ کے معرکہ میں بھارتی فوج کو سرحد کے مورچوں سے پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ اس کارروائی میں کئی بھارتی ہلاک ہوئے اور متعدد بھارتی قید کر لیے گئے۔

بھارتی فوج نے اس کا جواب یوں دیا کہ ۲۰ اپریل کو ٹینکوں اور توپخانہ کی مدد سے کانجر کوٹ پر وسیع پیمانہ پر حملہ کر دیا۔ پاکستانی فوج نے یہ زبردست حملہ پسپا کر کے بھارت کی فوجی قوت پر کاری ضرب لگائی۔ بھارت کے دو ٹینک تباہ کر دیئے گئے اور ۴ کو نقصان پہنچایا گیا۔ اسی دن بھارتی وزیر داخلہ نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ بھارت رن کچھ کا تنازعہ بات چیت سے حل کرنے پر آمادہ ہے۔ ۱۳ اپریل کو پاکستان نے جنگ بندی کی تجویز پیش کی جسے بھارت نے قبول کر لیا۔ مگر اس پر عمل کی صورت پیدا نہ ہونے دی تاہم پاکستانی فوج نے بھارت کو اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہونے دیا۔

Marfat.com

رن کچھ میں جھڑپوں کی اطلاع پر دنیا بھر میں تشویش کا اظہار کیا جانے لگا تھا۔ پہلی چند گھڑیوں میں ہی ثابت ہوگیا تھا کہ بھارت امریکی اسلحہ کے بل بوتے پر کوئی نہ کوئی گل کھلانے پر تلا ہوا ہے۔ پاکستان نے مصالحت کی جتنی بھی کوششیں کی تھیں۔ بھارت نے انہیں ناکام بنا دیا تھا۔

اب ایک ایک کر کے پردے اٹھنے لگے۔ اپریل کے تیسرے ہفتے میں بھارتی سینا کے منتخب بریگیڈ پینترے بدل بدل کر میدان میں آئے۔ انہیں تازہ دم کمک بھی پہنچائی گئی لیکن وہ کسی بھی معرکہ میں جم نہ سکے اور پسپا ہی ہوتے رہے۔ بیس دنوں میں پاکستانی افواج اور رینجرز نے بھارت سے وہ تمام علاقہ چھین لیا جس پر وہ چپکے چپکے سے آکر ناجائز قبضہ کر بیٹھا تھا۔

ان بیس دنوں میں بھارت کا جانی اور مالی نقصان پاکستان کے مقابلہ میں بیس گنا ہوا پہلے ہی معرکہ میں بھارت کے بیس کے قریب فوجی قیدی کر لیئے گئے تھے۔ ان میں بھارت کے پچاسویں چھاتہ بردار بریگیڈ کے جوان بھی تھے یہ بھارت کا بہترین لڑاکا بریگیڈ مانا گیا تھا۔ اور آگرہ سے اسے ہوائی جہاز کے ذریعہ کھاوڑا میں اتارا گیا تھا ۱۹۶۲ء میں چین کے خلاف نیفا کے محاذ پر بھی اس کو لڑایا گیا تھا۔ دیگر معرکوں میں سپاہیوں کے علاوہ ایک میجر اور ایک لیفٹیننٹ کرنل کو بھی گرفتار کیا گیا۔ میجر کرنیل سنگھ چینیوں کے خلاف لڑتا ہوا بھی گرفتار ہوا تھا۔ اسی میجر نے کہا تھا کہ میں بھارت کے نیتاؤں کو مشورہ دوں گا کہ وہ ہمسایہ ملکوں کے ساتھ دوستانہ مراسم بڑھائے کیونکہ اس کی فوج کسی بھی دوسرے ملک سے لڑنے کے قابل نہیں۔

غیر ملکی اخبار نویسوں کی رپورٹوں سے جرنیل سنگھ کے بیان کا دوسرا پہلو بھی عیاں ہوتا ہے۔ اس کے ہی الفاظ یہ ہیں۔

"بیشک بھارتی ہر معرکہ میں دم دبا کر بھاگ نکلے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ بھارتی بزدل ہیں اور لڑنا جانتے ہی نہیں، لہٰذا انہیں بھاگنے پر مجبور کر دینا کوئی خاص

Marfat.com

بات نہ تھی۔"

اس خیال کی تردید کرتے ہوئے ایک غیر ملکی اخبار نویس نے لکھا ہے۔" میں جتنے افسروں سے ملا سب نے کہا ہے کہ بھارتی کمانڈر اور سپاہی لڑنا جانتے ہیں اور وہ لڑتے بھی ہیں اور تمام بریگیڈ جو بھارت رن کچھ میں لایا تھا۔ چین کے محاذ پر عملی تربیت بھی حاصل کر چکے تھے۔ وہ ہم سے زیادہ تجربہ کار تھے۔ وہ رن کچھ میں لڑے اور انہوں نے جم کر لڑنے کی انتہائی کوششیں کیں لیکن پاکستانی فوج کے جوانوں میں کوئی ایسی طاقت اور جذبہ ہے۔ جس کے مقابلہ میں بھارتی افواج کے جمے قدم بھی اکھڑ جاتے ہیں۔ جب پاکستانی اللہ اکبر اور حیدری نعرہ لگاتے ہیں تو ان میں ایک زبردست قوت آجاتی ہے اور بھارتی نعرہ کی آواز سے ہی بوکھلا اٹھتے ہیں ۔"

پاکستانی فوج کے اسی جذبۂ حریت کو ایک اور غیر ملکی اخبار نویس خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے۔" معلوم نہیں ہوتا کہ افسر کون ہے اور سپاہی کون ؟"

رن کچھ کے معرکوں میں سب سے زیادہ خونریز معرکہ بیار بھٹ کا تھا اس میں بھارتی سورماؤں کا زیادہ خون بہا۔ اس معرکہ کی تفصیل ایک پاکستانی افسر کے الفاظ میں یوں ہے۔" ہمیں افسوس ہے کہ میدان جنگ میں بھارتیوں سے ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی وہ ہمیں آٹھ سال سے دھمکیاں دیتے رہے تھے۔ اور رن کچھ میں بڑی شان سے اترے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے سپاہیانہ جوہر نہ دکھائے اور نہ ہی ہمیں اپنے جوہر دکھانے کا موقع دیا۔ بھارتی سپاہی محفوظ مورچے سے فائرنگ کر سکتا ہے لیکن میدان میں آکر دم بھر کے لئے بھی نہیں ٹھہرتا اور مضحکہ خیز طریقے سے پسپا ہو جاتا ہے یہ بھی کوئی لڑائی ہے ؟"

ایک اور غیر ملکی یہ یقین ہی نہیں کر رہا تھا کہ پاکستانی فوج نے بھارتیوں سے ٹرک چھین لئے ہیں اور بھارتی سینک اسلحہ بارود اور راشن وغیرہ اپنے مورچوں میں چھوڑ گئے ہیں۔ وہ تو بھارتی فوج کی نفری، اس کی یلغار، جنگی تربیت، ساز و سامان، ٹینکرز اور عقب سے توپوں کے فائر دیکھ کر حیران تھا۔ آخر اس نے پوچھا" وہ سات آٹھ ٹرک کہاں

Marfat.com

ہیں جو آپ لوگ کہتے ہیں کہ بھارتی سینا سے چھنے ہیں؟

ہمارے افسر نے جواب دیا۔ "ان پر ہم بھارتیوں کا پیچھے چھوڑا ہوا اسلحہ اور بارود لاد لاد کر پیچھے لا رہے ہیں۔"

پھر اسے وہ ٹرک اور سازوسامان دکھایا گیا تو حیرت سے اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

غیر ملکی اخبار نویسوں نے وہ اسلحہ بھی دیکھا جو بھارت نے امریکہ سے حاصل کیا تھا اور اب ہماری افواج کے قبضہ میں آچکا تھا۔ سنڈے ٹیلیگراف لندن نے لکھا۔

"پاکستانی فوج کے پاس ٹرانسپورٹ کے لئے کچھ نہ تھا لیکن بھگوڑے بھارتی ان کے لئے کافی ٹرک دیگر سازوسامان کے علاوہ چھوڑ گئے۔"

ابتدائی رینجرز کی معمولی تعداد سے لڑنے کے لئے بھارت نے بیس ہزار سپاہی اکٹھے کئے۔ ٹام سیٹی نے سنڈے ٹائمز میں لکھا۔

"بھارتی بدحواس ہو کر بھاگے اور اپنے پیچھے پاجامے، جوتے، نیم خوردہ چپاتیاں، محبت نامے اور ٹوپیاں چھوڑ گئے۔"

رن کچھ کے میدان کے پہلے ہیرو حسن علی انسپکٹر پولیس (انڈس رینجرز) ہیں وہ گشت کے دوران دس بارہ سپاہیوں کے ساتھ بھارتی فوج میں گھر گئے لیکن رائفلوں اور مشین گنوں کے فائر دل سے بچ بچا کر وہ اپنے مورچوں میں آ گئے انہیں پتہ چلا کہ ان کی ایک رائفل ایسے مقام پر گر گئی ہے۔ جہاں سے بھارتی اسے حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ اکیلے گئے اور گولیوں کی بوچھاڑ میں رائفل واپس لانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس جرأت مندانہ اقدام پر انہیں "ستارہ شجاعت" عطا کیا گیا۔

پاکستانی فوج کا ایک سپاہی اللہ دتہ ایک نامور فرزند ہے جس نے اکیلے دشمن کی صفوں میں گھس جانے کی جرأت کی۔ اسے پکڑ لیا گیا لیکن جب اسے کمانڈر کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے زور کا ایک نعرہ لگایا اور بھاگ نکلا۔ گولیاں برستی رہیں لیکن

Marfat.com

وہ زندہ سلامت نکل آیا۔

اسی طرح چھمب سیکٹر کے علاقہ میں ایک گشتی دستہ کے ایک سپاہی نے اکیلے بھارتی مورچے کو تباہ کر دیا اور اسلحہ سے لدا ہوا جب واپس آیا تو اس نے اپنے کمانڈر کو سلام کرتے ہوئے کہا" وہ اس سے زیادہ نہیں اٹھا سکتا تھا"

اسی معرکہ کے ہیروز میں بریگیڈیر جنجوعہ اور لیفٹیننٹ نادر پرویز جیسے جانباز بھی شامل ہیں۔ چھ سو بھارتی سپاہیوں کی پوری بٹالین نے میجر آفریدی اور چار دوسرے سپاہیوں کو زخمی حالت میں گرفتار کیا۔

پاکستانی فوج دو بریگیڈوں کے درمیان ان کا رابطہ توڑنے کے لئے بڑھ رہی تھی۔ یہ دو بریگیڈ دو مختلف مقامات سے آگے بڑھ رہے تھے۔ بھارتی کمانڈر پاکستانی جنگی چال کو بھانپ گئے اور انہوں نے تازہ دم ڈویژن کو لاکر آگے بڑھا دیا لیکن بھارتیوں کی یہ چال بھی ناکام ہوگئی اور ان کی ڈویژن کو ہمارے بریگیڈ نے گھیرے میں لے لیا۔ اب وقت تھا کہ پورے کے پورے ڈویژن کا صفایا کر دیا جاتا کہ بھارت نے عیارانہ چال چلتے ہوئے" فائر بندی" کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور پاکستان نے ایک بار پھر امن کا ساتھ دیا۔

رن کچھ کا تنازعہ ابھی چل رہا ہے۔

اگست ۱۹۶۵ء میں اس موضوع پر کشمیر میں بغاوت کے پیش نظر بھارت نے بات چیت کرنے سے انکار کر دیا پھر جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء کے بعد یواین او نے رن کچھ ٹربیونل کے صدر کے نام کا اعلان کیا مذاکرات بھی ہوئے لیکن نتیجہ ابھی کچھ بھی نہیں نکلا۔ لیکن ان ساری عیاریوں اور چالاکیوں کے باوجود بھارت کے چہرے سے نقاب اٹھ چکا تھا اور پاکستان سب کچھ جانتے ہوئے اس کی چالبازیوں پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

Marfat.com

فائر بندی کے بعد

۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء کو پاک بھارت جنگ عارضی طور پر بند ہوگئی۔ بھارتی افواج کی شکستوں، ملک کی اندرونی ریشہ دوانیوں، انصاف پسند ممالک کی مذمتوں اور ملک کی اقتصادی مشکلوں میں گھرے ہوئے بھارت دیش کے اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر شاستری نے ۲۲ ستمبر کو کہا تھا کہ بھارت نے غیر مشروط طور پر سلامتی کونسل کی قرارداد منظور کی ہے اور اپنا یہ موقف کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ حصہ ہے ترک دیا ہے۔ اس موقع پر بھارت نے قرارداد کے دونوں حصوں جن کی نشان دہی فرانس اور ہالینڈ نے کی تھی۔ اعتراض نہ کیا لیکن جنگ بند ہوتے ہی اپنے روائتی انداز میں بھارت کی سیاسی زبان مہاسبھائی انداز میں کہنے لگی "کشمیر بھارت کا حصہ ہے"!

بھارتی ذہنیت پر اس سے زیادہ تاسف کیا کیا جا سکتا ہے کہ لامذہبی حکومت امریکی سامراج کی طرح اب امن کا علاج ایٹم بم کی تیاریوں سے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ معاہدہ تاشقند سے قبل بھی بھارتی لوک سبھا میں ایٹم بم کا مطالبہ کیا گیا تھا اور اب تو تیاریوں کے بعد بھارت ایٹم بم کا تجربہ بھی کرنے والا ہے۔ کیا ایٹم بم کے دھماکوں سے اہل اسلام کے آہنی ارادوں کو متزلزل کیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب اگر بھارت کو چھمب، سیالکوٹ، واہگہ، کھیم کرن اور راجستھان کے علاقوں میں نہیں مل سکا تو آئندہ وقت کے ماتھے پر ابھرتی ہوئی تمہید دلا

Marfat.com

سے مل جائے گا۔

فائر بندی کے فوراً بعد پاکستان میں بلیک آؤٹ ختم کر دیا گیا۔ لیکن بھارت نے اپنے شہروں میں بلیک آؤٹ جاری رکھا، اسے خواب میں بھی پاک فضائیہ کے شہبازوں کے پروں کی گونج سنائی دیتی رہی۔ بھارتی فضائیہ پر جو بجلی پاکستان نے گرائی تھی ابھی تک بھارت کی آنکھیں اس کی چمک سے خیرہ تھیں۔

ہم ایک خدا، ایک رسولؐ اور ایک دین کے ماننے والے ہیں۔ ہماری افواج کی شجاعت و دلیری کی امین تو بھارتی ٹینکوں کی ٹوٹی پھوٹی آہنی دیواریں بھی ہیں۔ ہمارے عوام کے تعاون اور خلوص کی ساری دنیا مداح ہے۔ لیکن اس عزت کو ہم اللہ کی دین سمجھتے ہیں۔ اس میں تفخر و غرور نہیں بلکہ رضائے الٰہی اور تائید ایزدی شامل ہے اسی لئے اس جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد جو کسی رسمی جشن کے انعقاد کی بجائے پاکستانی قوم نے یوم تشکر منایا۔ چنانچہ ملک بھر کی مساجد میں قوم خدائے عزوجل کے آگے جھک گئی اور عظیم فتح کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ شہیدانِ وطن کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور موچوں پر ڈٹے رہنے والے غازیوں اور مجاہدین کشمیر کی کامیابیوں کے لئے دستِ دعا بلند کیا۔

بھارت اپنی مکاری اور چالاکی کا دامن وسیع کرتا رہا۔ فائر بندی کے بعد بھی بھارت نے معاہدہ کی خلاف ورزی جاری رکھی۔ ہر یکے بر کی روڈ پر ۲۴ ستمبر کو ہمارے مورچوں پر گولہ باری کی ۲۵ ستمبر کو فاضلکا اور راجستھان سیکٹر میں پیش قدمی کی کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ بھارتی فضائیہ بھی حرکت میں لائی گئی۔ سیالکوٹ، کھیم کرن کے محاذوں پر بھی بھارت نے اس قسم کی حرکات کیں۔ اس پر اس وقت کے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو

Marfat.com

نے پاکستان کے ترجمان کی حیثیت سے نیو یارک میں کہا تھا" بھارت فائربندی کی خلاف ورزیاں تصفیۂ کشمیر کی عالمی کوششوں کو ناکام بنانے کے لیے کر رہا ہے" ان ساری خلاف ورزیوں کی رپورٹ اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین کو کی گئیں کرنل کرنھر نے واضح الفاظ میں اقوام متحدہ کو لکھا کہ بھارت نے درمیانہ درجہ کی توپوں، فیلڈ آرٹلری۔ رائفلوں اور ٹینکوں سے پاکستانی افواج پر حملے کئے ہیں۔ سیکرٹری جنرل اوتھان نے سلامتی کونسل کے صدر کو ان واقعات کی اطلاع دی اور سلامتی کونسل نے بھارت کو فائر کے سمجھوتہ کی سنگین خلاف ورزیوں کا مجرم قرار دیا۔ لیکن بھارت پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ معاہدہ تاشقند کے بعد بھی بھارت نے سیالکوٹ کے علاقوں کو خاصی لے دے کے بعد خالی کیا۔

فوجوں کے مکمل انخلا تک بھارت نے ہزاروں بار فائر بندی کی خلاف ورزی کی۔

صدر پاکستان نے شہیدوں اور غازیوں کو اعزازات سے نوازا۔ سب سے بڑا فوجی اعزاز" نشان حیدر" پنجاب رجمنٹ کے میجر راجہ عزیز بھٹی شہید کو دیا گیا۔ تفصیل پہلے آ چکی ہے۔

ان اعزازات کے علاوہ اور بہت سے فوجی اور غیر فوجی نوجوانوں کو جنگ کے دوران نمایاں خدمات انجام دینے پر اعزازات دیئے گئے لیکن کئی ایسے بھی گمنام سپاہی ہیں جنہوں نے اعزازات تو حاصل نہیں کیے لیکن قوم کے دلوں میں ان کا احترام ہے۔ ایسے گمنام غازیوں اور شہیدوں کو قوم کا بچہ بچہ سلام کرتا رہے گا۔ اس کتاب کی اشاعت تک ایسے شہیدوں کی یادگاریں سرحدی علاقوں میں جا بجا تعمیر کر چکی ہو گی۔

فائر بندی کے بعد جبکہ ہمارے مجاہدین مورچوں پر ڈٹے ہوئے تھے۔

Marfat.com

تو فوج کے اعلیٰ افسروں نے بذات خود ان کے پاس جا کر فتح و کامیابی پر مبارکبادیں پیش کیں۔ صدر پاکستان اور کمانڈر انچیف کے علاوہ قومی اسمبلی کے اراکین اور سپیکر بھی مورچوں پر گئے۔ اخبارات کے نمائندوں نے پاکستانی جوانوں کی نجی زندگی کی سچی تصاویر اوران کے حالات پیش کئے۔ عوام کے ہدیہ خلوص کا یہ عالم تھا کہ وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ صرف فائر بندی ہوئی ہے۔ جنگ بند نہیں ہوئی یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ بھارتی فوج ہر وقت معاہدوں کی خلاف ورزی کرتی رہتی ہے اور کسی وقت بھی آگ برسا سکتی ہے۔ محاذ پر اگلے مورچوں پر جانے کے لئے بے تاب رہتے تھے۔ وہ اپنے دلی جذبات کا اظہار کرنے کے لئے غیرت مند اور جیالے جوانوں تک پہنچنا چاہتے تھے۔

فوجی افسر جب انہیں اگلے مورچوں پر نہ جانے دیتے تو پھر وہ کئی کئی طرح کے سہارے تلاش کرتے اور بالآخر ان کے خلوص کی فتح ہوتی۔

افواج کی نقل و حرکت تو امن کے زمانہ میں بھی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن فائر بندی کا وقت بھی تو جنگ کا وقت ہی تھا۔ لیکن افواج کو وقتی طور پر کچھ آرام کا موقع ملا تھا۔ آرام کرنے یا کسی اور کام کے لئے اگر فوجی جوان شہروں یا دیہاتوں میں آ نکلتے تو ان کی راہوں میں عقیدت سے آنکھیں بچھائی جاتیں ان کو پکڑ پکڑ کر لوگ گھروں میں لے جاتے ان کی تواضع کرتے اور وہ انکسار سے دوہرے ہو ہو جاتے۔ محبت اور خلوص کی فضا ہر طرف چھائی ہوئی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے ہم آج سے چودہ سو برس پہلے کے مسلمان ہیں۔

جوں جوں فائر بندی کو دیر ہوتی گئی امن کی راہیں استوار ہوتی گئیں۔ یہ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی کی ہوئی قوم بکھرنے لگی۔ اس خطرناک منفی رجحان کو بدلنے کے لئے بڑی سعی کی ضرورت تھی۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج وہ سترہ دن والی اور

Marfat.com

پھر فائر بندی کے بعد والی صورت حال قائم نہیں رہی۔

لیکن آج بھی جب جنگ کا نام لیا جاتا ہے تو پاکستان کا ہر فرد خواہ وہ کسی عمر، کسی طبقہ کس خیال کسی مرتبہ کا ہے۔ ہندوستان کے مقابلہ میں ایک ہی آواز نکلتا ہے کہ ہم دشمن کو کچل کر رکھ دیں گے۔

بظاہر چند داخلی مسائل میں الجھے ہونے کے باوجود کسی عظیم مقصد کے لئے ہم سب اکٹھے ہیں۔ اکٹھے تھے اور رہیں گے، انشاءاللہ۔

Marfat.com

جنگ اور عوام

کسی بھی ملک پر جب جنگ ٹھونس دی جاتی ہے تو اس ملک کو دو محاذوں پر جنگ لڑنی پڑتی ہے۔ ایک جنگی محاذ اور دوسرے عوامی محاذ پر جنگی محاذ پر ملک کی تربیت یافتہ افواج لڑتی ہیں اور دوسرے محاذ پر عوام ایک تو اپنی افواج کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ انہیں پورا کرتے ہیں۔ دوسرے جنگ کے فوری اثرات سے روزمرہ زندگی میں جو تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ ان کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی تگ ودو کرتے ہیں بچے عورتیں اور بوڑھے انسانی زندگی کا وہ سرمایہ ہوتے جن کی حفاظت جوانوں کے ذمہ ہوتی ہے۔ ان کے حوصلوں کو بھی بلند کرنے کی سعی کرنی پڑتی ہے۔ تمام سرکاری اور نجی صنعتیں بالواسطہ اور بلاواسطہ جنگ سے نہ صرف متاثر ہوتی ہیں۔ بلکہ ان کی مانگ بڑھ جاتی ہے۔ ایسے حالات میں دشمن افواہوں کا جال بھی پھیلاتا ہے۔ غرض عجیب کش مکش کا عالم ہوتا ہے الحمدللہ کہ پاکستان کے عوام نے ایسے کردار کا مظاہرہ کیا کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی ان ساری کوششوں کا محاسبہ تو بہت ہی مشکل ہے جو جنگ جیتنے کے لئے عوام نے کیں تاہم چند کا ذکر خالی از مقاصد نہیں ہوگا۔

۱۔ ادویات کے علاوہ زخمیوں کے لئے اکثر خون کی ضرورت ہوتی ہے۔ خون جمع کرنے کے لئے جب ملک کی انتقال خون کی تنظیموں نے اعلانات کئے تو زندہ دلانِ پاکستان نے اتنا خون دیا کہ نہ صرف تنظیموں کے مانگے ہوئے۔

Marfat.com

ریفریجریٹر بھی بھر گئے بلکہ انہوں نے خون لینا بند کر دیا اور صرف نام پتہ لکھنے اور خون کا گروپ تشخیص کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے بتایا کہ ضرورت پڑنے پر آپ کو بلا لیا جائے گا۔

بچے خون دینے پر اصرار کرتے تو ان کی تسلّی کی خاطر ان کے جسم میں سوئی چبھو کر ان کو یقین دلا دیا جاتا کہ ان کا خون لے لیا گیا ہے۔

۲۔ ریڈیو پاکستان کے فنکاروں نے عوام کے جذبات کی پوری پوری ترجمانی کی۔ سچی خبروں سے اپنا وقار بلند کیا۔ دیہاتی پروگرام میں، خبروں میں تقریروں میں صداقت کا ایسا رنگ بھرا کہ قوم نے محسوس کیا کہ ریڈیو ان کے جذبات کا ترجمان ہے۔ اشفاق احمد نے تمثیلچوں کے رنگ میں بھارتی ڈھول کا پول کھول کر رکھ دیا۔ اعجاز حسین بٹالوی نے دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ بھارتی سامراجیت کی وہ خبر لی ہے کہ اب تک اسے اپنے کردار کی تصویر دیکھ کر چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہیئے تھا۔ لیکن بقول شخصے بڑے غیرت والے ہیں؟ گلوکاروں نے قومی شعراء کے ترانے ایسے جذبہ سے گائے ہیں کہ میری اطلاع کے مطابق فلم بردہنا کے پروڈیوسر انور کمال نے صرف دو نغمے "ڈھول سپاہیا" اور "زندہ ہے سیالکوٹ" بیس ہزار میں خریدے تھے۔

۳۔ ادبا نے پرانی ڈگر سے ہٹ کر ایک بریگیڈ قائم کیا اور اس بریگیڈ نے عوامی محاذ پر وہ کام کیا ہے جو ہمارے ٹینکوں نے سیالکوٹ کے محاذ پر کیا ہے۔ ادباء نے عوام کو حوصلہ دیئے رکھا۔ عوام کو وقت کی نزاکت اور اہمیت کا احساس دلایا ہر طبقہ کے لوگوں کو ان کے فرض کا احساس دلایا ہے اور ان سے باقاعدہ قومی جنگ میں کام لیا ہے۔ ادباء کے ساتھ ساتھ شعراء نے وہ معرکتہ الآراء تخلیقات کی ہیں جو گل و بلبل، لب و رخسار اور عشوہ و ناز کی داستانیں نہ ہوتے ہوئے بھی

Marfat.com

لازوال ہیں۔ اگر ان تخلیقات کا ایک ایک شعر بھی لکھا جائے تو ایک دفتر درکار ہے۔ لہٰذا اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ جتنے نغمات، نظمیں اور ترانے ان چند دنوں میں لکھے گئے ہیں۔ گزشتہ اٹھارہ سال میں نہیں لکھے گئے ہیں۔

۳۔ ادیبوں اور شعراء نے چیدہ چیدہ واقعات امتیازی شخصیات اور مظلوم شہریوں کے علاوہ ٹوٹے پھوٹے در و دیوار کو وہ حوصلہ اور رنگ و روغن بخشا ہے۔ جن کی جلا ذہنوں میں ہمیشہ قائم رہے گی۔

(اے قلم کار دل واقعی تم نے ثابت کر دیا ہے کہ قلم تلوار کا نعم البدل بھی ہے)

۴۔ ادبا اور شعراء کی صف کے ساتھ ساتھ آرٹسٹ اور کارٹونسٹ بھی آتے ہیں اور آرٹسٹوں نے ایسی ایسی تصاویر بنائی ہیں کہ ان کو دیکھ کر مردہ جسموں میں روح دوڑ جاتی ہے۔ میں نے چند ایسے کیلنڈر دیکھے ہیں جن میں معصوم سپاہیوں کے جذبات کی عکاسی کی گئی ہے پیش منظر میں ایک ننھا مجاہد کھڑا ہے اور پس منظر میں ٹینک، ہوائی جہاز، توپیں، بکتر بند گاڑیاں اور افواج کے دستے ہیں ابھرتی ہوئی قوم کیلئے اس سے زیادہ ترغیب کیا ہو سکتی ہے کارٹونسٹوں نے اپنی تخلیقات سے بھارتی زندگی کے ڈھانچہ کے کئی پہلو بے نقاب کئے ہیں۔ بھارتی ننکو کی سیاسی الٹ بازیوں پر ان کے برش نے وہ کام کیا ہے جس سے صرف ننکو مہاراج ہی نہیں بلکہ اس کی ساری قوم کا کردار ہر کس و ناکس پر عیاں ہو گیا ہے۔

۵۔ افسانہ نویسوں نے ان داستانوں کو اپنے تخلیقات کے متن میں سمویا ہے جس سے بھارتی وحشیت اور بربریت کا جسم ننگا ہو جاتا ہے۔ اس کہانی میں کتنی جان ہے۔ جب ایک ماں اپنے تمام بچے شہید کرا دیتی ہے لیکن اندر چھپے ہوئے پاکستانی سپاہی کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ حب الوطنی اور انسانیت دوستی اب افسانوں کا عنوان بن گئی ہے ان افسانوں میں حقیقت ہی حقیقت ہے صرف

Marfat.com

انداز بیان کی خاطر انہیں افسانہ کہہ لیجئے۔ ورنہ ہڑپارہ کا امام مسجد اور چونڈہ کی کریم بی بی کوئی اساطیری شخصیات تو نہیں۔ ان ہی لاثانی روحوں کی کہانیاں صدیاں بیان کی جائیں گی اور ان سے آزاد زندگی بسر کرنے والے روشنی حاصل کیا کریں گے۔

۶۔ حکومت کے اہلکاروں نے بڑی خوشی اور بڑے جوش کے ساتھ اپنی ڈیوٹیوں کے علاوہ ہنگامی حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دن رات کام کیا۔

۷۔ ہر طبقہ کے لوگوں نے رضاکارانہ طور پر شہری دفاع۔ اے۔ آر۔ پی طبی امداد اور رائفل ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور اپنے سالاروں کی سرکردگی میں جملہ قوانین کی پابندیاں اپنے اوپر اس طرح عائد کرلیں جیسے انہوں نے کل ہی خدا کے حضور پیش ہو کر اپنا اعمال نامہ دکھانا ہو۔

۸۔ غنڈہ عناصر نے بھی محسوس کیا کہ جس پاکستان کے عوام کو وہ جائز و ناجائز تنگ کرتے رہے ہوں اس پر وقت آگیا ہے تو انہوں نے بھی اپنی سرگرمیاں ختم کر دیں اور قوم کے دوش بدوش عوامی دفاعی لائن پر کام کیا۔

۹۔ طلبا اور طالبات نے ہر اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس سے قوم کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ مثال کے طور پر ٹریفک کنٹرول، ریڈ کراس کی خدمت وغیرہ۔ لڑکیوں نے لڑکوں کے دوش بدوش رائفل ٹریننگ حاصل کی اور ثابت کر دیا کہ وہ بھی پاکستانی سپاہیوں کی اولاد ہیں۔

۱۰۔ خواتین کے مرکز میں بے شمار سوئیٹر بنے گئے۔ بستر تیار ہوئے فوجیوں کی ضرورت کی اشیاء کے پیکٹ بنا بنا کر ان کو سیا گیا اور پھر بحفاظت تمام ان کو ان کی منزل پر پہنچایا گیا۔

۱۱۔ چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی صدر مملکت کی اپیل پر اپنی بچتیں قومی دفاعی فنڈ میں دے دیں۔ عورتوں نے زیورات اتار دیئے اور ہر شخص نے بڑھ چڑھ کر قومی

Marfat.com

دفاعی فنڈ کی رقم کو چند ہی دنوں میں بیس کروڑ سے زائد کر دیا۔

۱۲۔ ملک بھر کی انجمنوں، سوسائیٹیوں کلبوں، اداروں نے اپنے اداروں کے نام سے اداروں کے بجٹوں سے چندہ دے کر ملک کی حفاظت کی۔

۱۳۔ اقلیتوں نے بھی وہ سب کیا جو مسلمان کرتے رہے۔ انہوں نے بھی پاکستان میں رہتے ہوئے پاکستانی ہونے کا ثبوت دیا۔

۱۴۔ مساجد، مندر اور کلیساؤں میں آئمہ۔ پجاری اور پادری خدا کے حضور جھک گئے اور پاکستان کی امن و سلامتی اللہ سے مانگ لی۔

۱۵۔ دیہاتی، شہری، امیر غریب، ملازم آقا کا امتیاز ختم ہو گیا اور ہر شخص نے جو کچھ وہ کر سکتا تھا کیا اور ابھی تک کر رہا ہے۔

۱۶۔ ملک کی جملہ سیاسی پارٹیوں نے ایک جنگی کمیٹی کی تشکیل کی اور اس میں سرمایہ جمع کر کے ان لوگوں کی مدد کی جو بھارتی شنجوں سے متاثر ہوئے تھے۔ یا جنہوں نے پاکستانی زمین کی حفاظت کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا تھا۔

۱۷۔ عوام نے مل جل کر اپنی افواج کے کردار کو اتنا خراج تحسین پیش کیا کہ اس کی مثال دینی مشکل ہے۔ ہر موڑ پر ان کے لئے کنٹینیں کھول دی گئیں۔ گذرتے ہوئے ان کی گاڑیوں کو روک کر دودھ پیش کرتے۔ پھل نذر کرتے۔ محاذ تک ان کے لئے وہ چیزیں لے کر جاتے جو امن کے زمانہ میں بھی نہ ملی ہوں گی۔ مورچوں کے اندر خوردنی اشیا پھل اور سگرٹوں کے ڈھیر لگے رہتے۔

حرفِ آخر — پاکستانی فوج نے جہاں پاکستانیوں کو جنگ کے بادلوں میں بھی میٹھی نیندیں اور خوش گوار راتیں میسر کر رکھی تھیں وہاں عوام نے بھی بہادر افواج پاکستان کے لئے ہر وقت ہی نیک جذبات کا اظہار کیا۔ آخر پاکستان کی حفاظت ہم سب کا اولین فرض ہے۔ لیکن خوراک ہتھیاروں کے علاوہ بھی ایک چیز تھی جس

Marfat.com

نے پاکستانی افواج سے وہ کارنامے کرائے کہ دنیا اب ان کی کہانیاں ہی کہتی رہے گی
ایک فوجی افسر سے میں نے کہا "آخر آپ بتائیں کہ آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے ۔"

اس مردِ مجاہد نے کہا "سب کچھ ہے۔ کسی بھی چیز کی کمی نہیں۔ صرف آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے" اور سچ ہے کہ کوئی پاکستانی بھی ایسا نہ ہوگا۔ جو خدا کے حضور ملک کی سلامتی اور افواج پاکستان کی کامیابی کی دُعا نہ مانگتا ہو۔ میں نے بہت سے لوگوں کو کہتے سنا کہ افسوس تو یہ ہے کہ ہم بحریہ اور فضائیہ کے جوانوں سے براہِ راست مل کر ان کے ہاتھ نہیں چوم سکتے۔ لیکن ہماری دعائیں تو ان کے ساتھ ہیں۔

Marfat.com

جنگ اور بیرونی دُنیا

یوں تو بھارتی جارحیّت پہ انصاف پسند ملک نے نین حرف بھیجے ہیں لیکن کچھ ممالک ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے نہ صرف بھارتی جارحیّت کی مذمّت کی ہے بلکہ پاکستان کی طرف اپنی دوستی اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا اور ثابت کر دیا کہ دوست وہی ہوتا ہے۔ جو مشکل کے وقت کام آئے۔ اس جہادِ حریّت میں سب سے پہلے پاکستان کی حمایت کا اعلان انڈونیشیا نے کیا اور جکارتا میں ہزاروں عوام نے بھارتی جارحیّت کے خلاف مظاہرہ کیا۔ صدر سوئیکارنو نے ۷ ستمبر کو برملا کہا "ہم پاکستان کے ساتھ ہیں"

دوسرے نمبر پہ چین نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ چین نے پاکستان دوستی کا حق ادا کرنے میں ذرّہ برابر تامل سے کام نہیں لیا حکومت ایران نے نہ صرف پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا بلکہ خود وزیرِ اعظم ایران ترکی گئے تاکہ وہ ترکی کے ساتھ مل کر باہم مشورہ سے پاکستان کی مدد کریں نتیجہ کے طور پر ترکی اور ایران نے بھی اسلامی رواداری کا مظاہرہ کرنے میں پاکستان کو ہمیشہ کے لیے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ الجزائر اور برازیل نے پاکستانی موٗقف کی حمایت کی اور یقین دلایا کہ وہ وقت آنے پہ پاکستان کی مدد سے دریغ نہیں کریں گے روس کے وزیرِ اعظم مسٹر کوسیجن نے بھی اس جنگ کے تصفیہ کی خاطر اپنی خدمات پیش کیں۔ اقوامِ متحدہ کی ساری مشینری بھی حرکت میں آ گئی اور انہیں احساس ہوا

Marfat.com

کہ کشمیر کا مسئلہ دب نہیں سکتا اور یو۔این۔او کی سیاسی چالوں سے اس کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں آیا سیکرٹری جنرل نے خود برصغیر کا رخ کیا اور دونوں ملک کے سربراہوں سے ملاقات کی۔ واپسی پر سلامتی کونسل کا اجلاس ہوا تو فرانس، ہالینڈ اور اردن نے کشمیر کے مستقل حل کا مطالبہ کیا۔ دیگر تمام اسلامی ممالک مثلاً سعودیہ عرب، مراکش، عراق وغیرہ نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ کچھ ممالک جو سیاسی مصلحتوں کے تحت کوئی اعلان نہ کر سکے۔ انہوں نے خاموشی اختیار کی اور ہندوستان یا پاکستان کسی کے حق میں یا خلاف کوئی بات نہیں کہی۔

انصاف پسند اور پُرامن ممالک کی اس خاموشی سے بھارت نے بالکل یہ درست اندازہ لگایا کہ اقوام عالم میں ان کی عزت خاک برابر بھی نہیں رہی ہے اور وہ دنیا میں تنہا ہے۔ ہندوستان کے لیڈروں نے "حمایت کے اعلان" کی بھیک مانگنے کے لئے یوگوسلاویہ، فرانس اور دیگر ممالک کے سفر اختیار کئے لیکن ان کی جھولی میں کسی نے بھی خیرات نہ ڈالی۔ رادھا کشن پنڈت اور وجے لکشمی کے دورے ضائع گئے۔

ملائشیا کے رویہ کے برعکس فلپائن نے پاکستان کے موقف کی حمایت کی اور روزانہ کسی نہ کسی ملک کی طرف سے پاکستان کی حمایت میں اعلان ہوتا رہا۔ پاکستان نے ملائشیا سے سفارتی تعلقات توڑ لئے۔

حکومتوں کے علاوہ مختلف ممالک کی ادبی، سماجی اور مذہبی انجمنوں نے بھی فتح اسلام کی دعا مانگی۔ پاکستان کی اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی نصرت کے لئے مسجد نبوی اور خانہ کعبہ میں دعائیں مانگی گئیں۔ ترکی نے ادویات بھیجیں اور ایران سے پاکستان میں شہید ہونے کی آرزو لے کر زخمیوں کی امداد کے لئے نرسیں پہنچیں۔ جنگ سے متاثرہ افراد کے لئے اسلامی ممالک نے نقد

Marfat.com

اور جنس کی صورت میں مدد کی۔ علماء نے فتاویٰ دیئے کہ پاکستان پر ٹھونسی جانے والی جنگ ایک جہاد ہے اور جہاد بھی جہادِ اکبر ہے۔

دنیا بھر کی پریس نے بھارت کے جھوٹے پروپیگنڈا کی شدید مذمت کی اور عساکر پاکستان کی شجاعت و مردانگی کی تعریف میں اپنے قلم توڑ ڈالے دنیا ششدر رہ گئی کہ پاکستان جیسے چھوٹے ملک نے نہ صرف حملہ آور بھارت کا حملہ روک کر اسے پسپا کیا ہے بلکہ اس کے سولہ سو مربع میل رقبہ پر قبضہ بھی کر لیا ہے۔

بی بی سی ریڈیو نے دنیا بھر میں سب سے پہلے ہندوستان کی یہ جھوٹی خبر نشر کی کہ ہندوستانی افواج نے لاہور پر قبضہ کر لیا ہے۔ کے مشہور فوجی مبصر چارلس ڈگلس ہوم نے دس ستمبر کو جنگی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"پاکستانی اور بھارتی سپاہی کا آپس میں موازنہ کیا جائے یا پاکستانی یونٹوں کا بھارتی یونٹوں سے بھی مقابلہ کیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ پاکستان کی فوج بھارت کی فوج سے تھوڑی سہی لیکن اس کے سپاہیوں اور یونٹوں کی تربیت کہیں زیادہ اونچے معیار کی ہے۔ بھارتی فوج میں محض اسلحہ کی بیرونی امداد کے بل بوتے پر اضافہ کیا گیا ہے لیکن اتنے اسلحہ اور ساز و سامان کے حاصل ہونے کے باوجود اس کی ٹریننگ بہت گھٹیا معیار پر ہوئی ہے۔ یہ بلاشک و شبہ ثابت ہو گیا ہے کہ پاکستان کی فوج نے لاہور پر بھارتی فوجی یورش کو کامیابی سے روک لیا ہے۔

"بھارت کا مقصد یہ تھا کہ لاہور سیکٹر کے علاوہ سرحد پر اور کئی جگہ بھی محاذ کھول کر پاکستان کی چھوٹی سی فوج کو ادھر ادھر بکھیر دیا جائے۔ تاکہ حملے کے اصل زور والی جگہ یعنی لاہور کے محاذ پر دفاع نہ ہو سکے۔ اس کے ساتھ وسیع پیمانے پر بھارتی فضائیہ کی کارروائیوں نے فوج کو طیاروں کے ذریعے مختلف محاذوں

Marfat.com

پر پہنچانے کا کام بھی مشکل بنا دیا تھا۔ لیکن بھارت کی اس چال کی کچھ پیش نہ چلی امریکہ اور برطانیہ نے بھارت اور پاکستان کو فوجی اسلحہ اور سامان کی مدد بھیجنا بند کر دی ہے۔ لیکن اس سے دونوں ملکوں کے لڑنے کی صلاحیت پر کوئی فوری اثر نہ پڑا۔"

لندن کے ممتاز اخبار سنڈے ٹیلی گراف نے پاکستان اور بھارت کی جنگ کے متعلق لکھا "اس میں شک نہیں کہ پاکستانی فوج کی تعداد بھارت کے مقابلے میں کم ہے۔ لیکن گذشتہ ایک ہفتے میں اس نے جس پامردی، شجاعت عزم صمیم، حوصلے اور بردباری کا ثبوت دیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے بھارت پر بڑی فوقیت حاصل ہے۔ سیالکوٹ اور لاہور کے محاذوں پر بھارتی فوج نے پوری طاقت سے حملے کئے تھے۔ تاکہ سیالکوٹ اور لاہور میں گھس جائیں۔ لیکن پاکستان کی بہادر فوج نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ دشمن کی عددی کثرت سے مرعوب نہیں ہوگی اور آخری فتح تک لڑے گی۔"

واشنگٹن ایوننگ سٹار کے نامہ نگار رچرڈ کرشفبنڈ نے اپنے ایک مراسلہ میں کشمیر کے مسئلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھارت کے عوام کی ترجمانی کی اس نے لکھا کہ بھارت کے ۴۸ کروڑ باشندوں کی اکثریت کو کشمیر کے جھگڑے سے کوئی دلچسپی نہیں۔ کشمیر میں جنگ کی آگ بھڑکا کر اور اس پر جنگجویانہ مذہبی جذبات کا تیل چھڑک کر اسے حصولِ اقتدار کے لئے زیادہ ہولناک بنایا گیا ہے۔ ورنہ جہاں تک بھارت کے عوام کا تعلق ہے انہیں کشمیر کے جھگڑے سے دور کا واسطہ بھی نہیں کیونکہ بھارت خود اتنا بڑا ملک ہے۔ جس کی آبادی ہر ڈھائی مہینوں کے بعد پورے کشمیر کی آبادی کے برابر بڑھ رہی ہے۔ ہر طرف سے

Marfat.com

پہاڑوں میں گھرے ہوئے کشمیر کی حیثیت جو محض ۲۶ میل چوڑے اور ۸۰ میل لمبے علاقے پر مشتمل ہو. بھارت جیسے وسیع ملک میں کیا ہو سکتی ہے؟ اصل کشمیر تو وہ وادی ہے. جسے سیاحوں کی جنت کہا جاتا ہے. اور اس کے کاروباری مزاج کے لوگوں کو دہلی، کلکتہ اور بمبئی کے ان متمول افراد کا خیر مقدم کرنے سے کوئی حکومت نہیں روک سکتی جو موسم گرما بسر کرنے کشمیر چلے جاتے ہیں رچرڈ کرشفیڈ لکھتا ہے: "بھارتی سیاستدان جس کشمیر کا بار بار نام لیتے ہیں. اسے انہوں نے حقیقتاً دلی میں حصول اقتدار کے کھیل کا فٹ بال بنا رکھا ہے اور انہیں جو مایوسی برصغیر کی تقسیم کی وجہ سے ہوئی تھی. اس کا غصہ و کشمیر کا جھگڑا اکھڑا کر کے نکالتے رہتے ہیں. بھارت کے ایک عام کاشت کار کو کشمیر کے جھگڑے سے کیا غرض ہو سکتی ہے. وہ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ اس کے بچوں کو پیٹ بھر کر روٹی ملے اور پر سکون زندگی میسر ہو. البتہ وہ لڑائی جھگڑے کے لئے صرف اسی حالت میں تیار ہو سکتا ہے کہ اس کے جذبات کو مذہب کے نام پر اُبھارا جائے۔"

امریکن براڈکاسٹنگ کارپوریشن کے نامہ نگار مسٹر رائے مینی نے اپنی ایک ٹیپ ریکارڈ کی ہوئی رپورٹ میں بھارتی ڈھنڈورچیوں کے جھوٹ کو چیلنج کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر بھارتی یہ کہیں کہ انہوں نے پاکستانی علاقے میں غیر فوجی ٹھکانوں پر ہرگز بمباری نہیں کی تو آپ میری عینی شہادت کی بنا پر انہیں جھوٹا قرار دے سکتے ہیں. بھارتی فضائیہ نے یقیناً غیر فوجی ٹھکانوں اور رہنی آبادیوں کو بموں کا نشانہ بنایا. میں نے یہ بزدلانہ حملے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں چند دن ہوئے بھارتی فضائیہ نے رات کے وقت سیالکوٹ شہر کی آبادی پر جو بھارتی سرحد سے صرف ۵ میل کے فاصلے پر ہے اور جس سے کوئی فوجی بھی تین میل سے کم دور نہیں ہے. بمباری کی جس میں تقریباً بیس شہری شہید اور ستر مجروح ہوئے

Marfat.com

بھارت کی جنگی کارروائیوں کے متعلق کیفیڈا کے ممتاز اخبار مانٹریال گزٹ نے اپنے اداریہ میں خیال ظاہر کیا کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان غیر مشروط جنگ بندی بھارت کی فتح کے مترادف ہو گی۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو گا کہ مسئلہ کشمیر بھارت کی یکطرفہ شرائط تسلیم کئے بغیر کبھی حل نہیں ہو سکے گا۔

عکرہ کے روزنامہ "گھانا ٹائمز" نے پاکستان کے اس موقف کی حمایت کی کہ مسئلہ کشمیر سلامتی کونسل کی سترہ سال پرانی قراردادوں کی بنیاد پر حل کیا جائے اخبار نے پاکستان اور بھارت کے درمیان موجودہ جنگ پر اظہار تشویش کرتے ہوئے کہا کہ سلامتی کونسل نے ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ جنوری ۴۹ء کو جو قراردادیں منظور کیں ان کی بنیاد پر پاکستان اور بھارت مسئلہ کشمیر حل کریں۔ گھانا ٹائمز کے کے ایک مضمون میں کہا گیا کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ادھان کو دونوں ملکوں میں جھگڑے کی بنیاد کو ختم کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ گھانا ٹائمز نے اپنی ایک اشاعت میں مطالبہ کیا کہ کشمیر کے عوام کو اپنی خواہشات کے اظہار کا موقع دیا جائے شمالی افریقہ کے ایک ہفت روزہ "جیون افریقہ" نے کشمیریوں کے حق خودارادیت کی حمایت کرتے ہوئے کہا "کشمیری پرامن استصواب، اپنے لئے حق خودارادیت اور شیخ محمد عبداللہ کی رہائی چاہتے ہیں"۔ مذکورہ اخبار کے نامہ نگار نے مزید لکھا "بھارتی بمباروں نے شہر کے عین وسطی علاقے پر بم گرائے۔ ایک مسجد کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور میں سچ کہتا ہوں کہ جن کی جانیں بچ گئیں انہیں میں نے دل خراش آہ و بکا کرتے دیکھا اور میں خود بھی ان کے ساتھ بے اختیار رو دیا اور میں اس لئے رو دیا کہ بھارت کی یہ جنگی کارروائی نہیں تھی۔ بلکہ دہشت پھیلانے کے لئے ایک نہایت بزدلانہ حرکت تھی میں نے اپنی بیس برس کی صحافی زندگی میں کئی جنگیں اور محاذ دیکھے ہیں۔ لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں نے دنیا کے

Marfat.com

کسی خطے کی فوج میں اتنی خود اعتمادی کا جذبہ اور دشمن پر فتح پانے کا عزم نہیں دیکھا جتنا کہ میں نے دشمن کا بہادرانہ مقابلہ کرتے والی پاکستانی فوج میں دیکھا ہے۔ بھارت نے دعویٰ کیا ہے کہ اسے ہر محاذ پر ہر طرح کی فتح حاصل ہو رہی ہے۔ مگر مجھے تو کسی محاذ پر بھی بھارت کی کسی طرح کی کامیابی نظر نہیں آئی۔ میری آنکھوں نے تو یہی دیکھا ہے کہ محاذ پر پاکستان کی بہادر فوج۔ اس کے ٹینک اور دیگر سامان کے قافلے طوفان کی طرح دشمن کی سمت بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر بھارتی فضائیہ واقعی فاتح ہے اور اسے واقعی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں تو پھر پاکستانی فوج کے ان ریلوں اور جوابی حملوں کو کیوں نہیں روک سکی اس سوال کا جواب بالکل آسان ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ پاکستانی فضائیہ نے بھارتی فضائیہ کو فضا سے بڑی کامیابی کے ساتھ صاف کر دیا ہے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ پاکستانی مسلمان پیدائشی اور فطری طور پر سپاہی ہیں۔ وہ نہ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ان سے نرمی کرے اور نہ وہ دشمن کے ساتھ آپ کسی طرح کی اور رعایت کے روادار ہیں۔ یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح کی جنگ میں جو اس وقت بھارت اور پاکستان کے مابین ہو رہی ہے۔ فریقین بڑے بڑے دعوے کر سکتے ہیں۔ لیکن مجھے اگر پاکستان کا دعویٰ ہے کہ اس کی فضائیہ نے بھارتی فضائیہ کا تقریباً ایک تہائی حصہ تباہ کر دیا ہے اور جو غیر ملکی مبصرین سارے معرکے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پاکستانی ہوا باز دل کا کہنا ہے۔ کہ انہوں نے دشمن کا اس سے بھی زیادہ نقصان کیا ہے۔ جو کچھ بھی ہوا دشمن کا جو نقصان بھی بتایا ہے۔ انتہائی دیانتدارانہ اندازے کے مطابق بتایا ہے کیونکہ پاک فضائیہ نے یہ کھلی دعوت دی ہے کہ جس کا جی چاہے وہ بھارتی فضائیہ کے نقصانات کے متعلق پاکستان کے علاقوں کی چھان بین کر سکتا ہے۔"

فائر بندی کے بعد ہندوستان کے عزائم کی جو فہرست سامنے آئی ہے وہ اگرچہ اللہ کے سپاہیوں نے شرمندہ تکمیل نہیں ہونے دی لیکن اس بات کا یقین ہوگیا ہے کہ جنگ ہو یا امن بھارت پاکستان کا دوست نہیں ہو سکتا۔ دنیا بھر کے سیاسی حلقوں اور مبصرین نے محسوس کیا کہ بیس ستمبر تک بھارت نے انتہائی ذلت آمیز طریقے پر یہ دہائی دینا شروع کر دی کہ جنگ فوری طور پر بند ہونی چاہیئے۔ حالانکہ اس نے بڑے طمطراق اور اکڑ فوں کے ساتھ پاکستان پر حملہ کیا تھا جو بُری طرح ناکام رہا، بھارتی وزیر تعلیم مسٹر چھاگلہ نے سلامتی کونسل میں فوری طور پر جنگ بندی کی بھیک مانگتے ہوئے کہا" ہمیں اسی وقت اور یہیں غیر مشروط طور پر جنگ بندی منظور ہے"! جبکہ بھارتی وزیر دفاع نے ۷ ستمبر کو پارلیمان میں پاکستان پر بھارت کے حملہ کا اعلان کیا تھا تو ارکان نے پر زور تالیوں سے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ بھارتی رویہ میں یک لخت تبدیلی کا سبب یہ ہے کہ بھارت کو میدانِ جنگ میں پے در پے ہزیمت اٹھانی پڑی ہے۔ ابتداً فائدہ کے باوجود جو تمام جارحین کو حاصل ہوتا ہے۔ بھارت کے حملہ کو نہ صرف ناکام بنایا گیا۔ بلکہ بھارتی فوجوں کو پیچھے دھکیل دیا گیا تھا۔ پاکستان کی افواج نے تابڑ توڑ جوابی حملے کر کے دشمن کے قریباً دو سو مربع میل کا علاقہ پر قبضہ کر کے جموں سے اوڑی پونچھ تک کے علاقہ کی اہم سپلائی لائن کو متاثر کیا۔ جنوب میں پاکستانی فوج سرحد پار کر کے مشرقی پنجاب میں داخل ہو گئی اور اس نے کھیم کرن کے قبضہ اور قریباً اسی مربع میل بھارتی علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ راجستھان میں پاکستانی فوج بہت آگے بڑھ گئی تھی اور ان سے بھارت کے قریباً دو سو مربع میل علاقہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ بھارت کو اپنے عزائم میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بھارتی عزائم کی ناکامی کا ایک کھلا ثبوت لاہور ہے۔

Marfat.com

مبصروں نے کہا تھا کہ بھارت نے پاکستان پر اپنے عاقبت نا اندیشانہ حملہ سے نہ صرف اپنا علاقہ کھویا ہے۔ بلکہ اس کی فوجوں کو بھی سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے نامکمل اعداد و شمار کے مطابق ۲۳ ستمبر تک بھارت کے ۴۹۴ ٹینک تباہ کیے جا چکے تھے۔ اس کے ایک سو دس طیارے تباہ ہو چکے تھے اور سترہ کو نقصان پہنچا تھا۔ تباہ کی جانے والی توپوں گاڑیوں اور دوسرے ساز و سامان کا تو کوئی شمار ہی نہیں صرف چھمب سیکٹر میں بھارتی ایک پوری آرٹلری رجمنٹ کا ساز و سامان چھوڑ بھاگے۔ لڑائی میں ہلاک ہونے والے بھارتی فوجیوں کی تعداد ۷ ہزار سے زائد ہے۔ پاکستان کے فوجیوں نے لڑائی میں فوجیوں کی جو درگت بنائی ہے۔ اس سے بھارت کی فوجی طاقت کا بھرم کھل گیا ہے اور بھارت کے جنگی ناخداؤں کو یقین ہو گیا ہے کہ پاکستان ناقابلِ تسخیر ہے۔ ریڈیو ماسکو کے اعلان کے مطابق چودہ ہزار بھارتی فوجی کام آئے۔

ڈگلس براؤن نے "سنڈے ٹیلیگراف" میں لکھا کہ اب فتح پاکستان کے ہاتھ میں معلوم ہوتی ہے۔" نیو یارک ٹائمز" نے لکھا تھا کہ بھارت اور پاکستان کی جنگ سے یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ بھارت سیاسی طور پر بالکل یکتا و تنہا ہے۔ فرانس کے سرکردہ روزنامے "مے موندے" نے لکھا تھا۔ پاکستان اور بھارت کی جنگ سے یہ بات منظر عام پر آ گئی ہے کہ بھارت سفارتی میدان میں بالکل بے یار و مددگار ہے کسی ملک نے بھارت کا ساتھ نہیں دیا حالانکہ وہ کچھ عرصہ پہلے غیر جانبدار ممالک کا چوہدری بنا ہوا تھا۔" بھارتی روزنامہ "ہندوستان ٹائمز" نے واویلا کیا تھا۔ کہ ابھی تک کسی ملک نے بھارت کی حمایت کا اعلان نہیں کیا اور ان ملکوں میں مصر اور یوگوسلاویہ جیسے دوست بھی شامل ہیں۔" ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ نے بھارتی وزیراعظم کے ایک بیان کا حوالہ دیا جس میں کہا گیا

Marfat.com

تھا کہ عالمی رائے عامہ بھارت کے خلاف ہے۔ مبصرین نے آخر میں کہا کہ بھارت نے امن پسندی اور غیر جانبداری کا جو ڈھونگ رچا رکھا تھا۔ جنگ نے اسے بالکل ختم کر کے رکھ دیا ہے اور اس کی سامراجی جارحیت میدان جنگ میں ہزیمتوں، عالمی رائے عامہ کی حمایت سے محرومی اور اندرونِ ملک سیاسی و اقتصادی بحران نے بھارت کی نام نہاد عظمت خاک میں ملا دی ہے۔

جب سلامتی کونسل نے جنگ بندی کی قرارداد پاس کر دی۔ تو پھر ہندوستان کی کارروائی، کارگذاری، ایفائے عہد اور شانِ استغنا کو غیر ملکی اخبارات نے زیب عنوان کیا۔

ایوننگ سٹینڈرڈ لندن نے اپنے اداریئے میں لکھا کہ ایشیا میں موجودہ جنگ کی ذمہ داری بھارت پر عائد ہوتی ہے۔ پاکستان گذشتہ اٹھارہ سال سے مسئلہ کشمیر حل ہونے کا بڑے صبر سے انتظار کرتا چلا آ رہا ہے۔ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں آزادانہ رائے شماری کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا۔ کیونکہ بھارتی رہنماؤں کو اس بات کا یقین تھا کہ کشمیر کی مسلم اکثریت پاکستان کے حق میں ووٹ دے گی۔ ممتاز برطانوی اخبار نویس ٹام سیٹی نے ایوننگ سٹینڈرڈ میں لکھا کہ جب کرشنا مینن بھارت کے وزیر دفاع تھے۔ تو بھارتی حکومت نے مشرقی پنجاب کے سکھوں کے مطالبات طاقت کے بل پر منظور نہیں کیے تھے۔ حالانکہ بھارتی فوج کی اکثریت سکھوں پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سکھ فوجیوں نے میدانِ جنگ میں کوئی نمایاں کارنامہ انجام نہیں دیا۔ مسٹر ٹام سیٹی نے مزید لکھا کہ اس کے علاوہ بھارتی فوجیں کشمیر کے سوال پر بھارت کے موقف کو غلط سمجھتی ہیں اور اس مسئلے پر جنگ کو خلافِ عقل تصور کرتی ہے۔ مزید بر آں فوجیوں کی اکثریت حکمران جماعت کانگرس کی مخالف سوتنترا پارٹی کی حامی

Marfat.com

ہے۔ ایوننگ سٹینڈرڈ کے نامہ نگار متعین نئی دہلی نے لکھا ہے کہ بھارت پاکستان کے نقصانات کے جو بلند بانگ دعوے کر رہا ہے وہ بڑے مضحکہ خیز ہیں۔ نئی دہلی میں مقیم امریکی بھارت کے اس دعوے پر بڑے حیران ہیں کہ پاکستان کے متعدد پٹین ٹینک تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ ٹینک اس وقت تک تباہ نہیں ہو سکتے جب تک کہ اینٹی ٹینک میزائل استعمال نہ کی جائیں۔ نامہ نگار نے شکوہ بھی کیا کہ بھارتی حکومت غیر ملکی نامہ نگاروں کو محاذ پر جانے سے ابھی تک روک رہی ہے۔ ایک اور برطانوی اخبار "ٹائم اینڈ ٹائیڈ" نے لکھا کہ آنجہانی نہرو تمام زندگی دوسری قوم کو امن اور شانتی کی تلقین کرتے رہے، لیکن خود مقبوضہ کشمیر پر وہاں کے عوام کی خواہش کے خلاف طاقت کے بل پر قبضہ جمائے رکھا "ٹائمز" نے اپنے اداریئے میں لکھا۔ ہمیں قوموں کے حق خود ارادیت کو پس پشت نہیں ڈالنا چاہیئے"۔ اسی اخبار نے ایک اور اداریے میں لکھا کہ یہ بات کتنی مضحکہ خیز ہے کہ بھارت کشمیر میں رائے شماری کا اس لئے مخالف تھا کہ کہ اس طرح بھارت میں فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو جائیں گے۔ اقوام متحدہ کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے "گارڈین" نے لکھا کہ یہ ادارہ اس اٹھارہ سالہ پرانے مسئلے کو حل کرنے میں ناکام رہا ہے، بھارت نے بین الاقوامی سرحد عبور کر کے بڑا غلط قدم اٹھایا ہے۔ وہ دنیا کے کسی ملک کی بھی حمایت حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس کے علاوہ "مرز سکاٹش مین"، "ڈیلی میل"، "ڈیلی ٹیلیگراف" اور کئی اخبارات نے بھی بھارتی جارحیت کی مذمت کی۔

دولت مشترکہ افریشیائی برادری اور اقوام متحدہ سے بھارت کا جو سلوک رہا ہے اس کو بھی دنیا بھر کے دانشوروں نے محسوس کیا اور زمانہ حاضر کے عظیم اور حق پرست فلسفی برٹینڈ رسل نے انگلستان کے امراء کے ایوان کو للکار

Marfat.com

کر کہا کہ کونسی مصلحت مانع ہے جس کی بنا پر بھارت کو حملہ آور قرار نہیں دیا جا رہا۔

بھارتی لیڈروں کے بیانات اور کردار پر ۲۶ ستمبر کو لندن کے اخبارات

"ڈیلی ایکسپریس" نے "مکاری" کے عنوان سے ایک مضمون میں مسٹر چھاگلہ کے بیان کو مضحکہ خیز قرار دیا۔ جنہوں نے یہ کہہ کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی کہ بھارت ہمیشہ اقوام متحدہ کی تجاویز منظور کرتا رہا ہے۔ اور پاکستان نے اقوام متحدہ کی کسی تجویز کو منظور نہیں کیا۔ اخبار مذکور نے بھارت کے اس ڈھنڈورچی کو یاد دلایا کہ سولہ سال قبل سلامتی کونسل نے کشمیر میں رائے شماری کرانے کی قرارداد منظور کی تھی۔ جس پر بھارت نے صاف طور پر عمل کرنے سے انکار کیا ہے اور اب تک انکار کر رہا ہے اور پاکستان اور بھارت کی موجودہ جنگ کا موجب ہی بھارت کا یہ انکار ہے اخبار مذکور نے مسٹر چھاگلہ کو یاد دلایا ہے کہ چار سال پیشتر جب بھارتی فوج نے گوا پر حملہ کیا تھا تو اقوام متحدہ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ جارحانہ اقدام سے باز رہے۔ لیکن بھارتی حکومت نے اس حکم کی کوئی پرواہ نہیں کی تھی۔ اور گوا پر حملہ کر کے اپنی ہوس ملک گیری پوری کر لی تھی۔ اخبار مذکور نے اپنے اس تبصرے کے آخر میں مسٹر چھاگلہ کو بتایا کہ دنیا بھارت کی عیاری سے اچھی طرح آگاہ ہو چکی ہے۔ اور اب یہ مکاری چھپانے سے نہیں چھپ سکتی۔ لورپول کے ڈیلی پوسٹ نے دولت مشترکہ اور بھارت کے عنوان کے تحت لکھا کہ بھارتی لیڈران دنوں برطانیہ پر برس رہے ہیں اور انہوں نے کومن ویلتھ سے نکل جانے کی دھمکیاں دینی شروع کر دی ہیں ان دھمکیوں کے ذریعے دولت مشترکہ کے ایک ملک کے خلاف اپنی بزدلانہ جارحانہ کارروائیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اخبار مذکور نے آگے چل کر لکھا ہے کہ اس وقت سوال یہ نہیں کہ بھارت کو دولت مشترکہ میں رہنا چاہیئے یا نہیں

Marfat.com

بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا کسی ایسے ملک کو دولت مشترکہ میں رہنے کی اجازت دی جا سکتی ہے جس نے دولت مشترکہ کے کسی ملک پر حملہ کیا ہو۔ انڈونیشیا کے نیم سرکاری اخبار "انڈونیشیا ہیرلڈ" اس اطلاع کا ذمہ دار ہے کہ متعدد افریشیائی ممالک جو ان دنوں دوسری افریشیائی کانفرنس کی تیاری میں مصروف ہیں اس سوال پر سوچ بچار کر رہے ہیں کہ کیوں نہ بھارت کو افریشیائی ملکوں کی برادری سے بیک بینی دو گوش نکال دیا جائے کیونکہ بھارت جارح ملک ہے۔ اور اس نے ایک پُرامن افریشیائی ملک پر علاقائی توسیع کے لئے حملہ کر رکھا ہے۔ ان ملکوں کی طرف سے اس سلسلے میں صدر سوئیکارنو کی طرف بھی رجوع کیا ہے۔ اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ دوسری افریشیائی کانفرنس کی تیاری کمیٹی کے اجلاس منعقدہ جکارتہ میں اس حقیقت کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ بھارت افریشیائی ملکوں میں انتشار پیدا کر رہا ہے۔

بھارتی سامراج آئینہ دیکھ کر بھی اپنے حسن کی خود ہی تعریف کرتا رہے۔ تو اسے کون کچھ کہہ سکتا ہے۔ دنیا نے اس کے کوڑھ تو دیکھ ہی لیا ہے۔ رہا اس کا سیاسی شعور تو اس کے اپنے بھی بیگانے ہو رہے ہیں مردولا سارا بائی جے پرکاش نرائن اور اچاریہ ونوبھاوے کے بعد اب شائد کوئی اور بھی سچ بولے کہ بادشاہ ننگا ہے۔

Marfat.com

افواجِ پاکستان

Marfat.com

برّی فوج

پاکستان کی برّی فوج بھی دوسری افواج پاکستان یعنی فضائیہ اور بحریہ کی طرح بہادر فرض شناس اور جانثار جوانوں پر مشتمل ہے دراصل پاکستان کی افواج میں کسی ایک کا علیحدہ ذکر کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ تینوں نے مل کر پاک بھارت جنگ میں وہ فضا پیدا کی ہے کہ ایک کا وجود دوسرے کے لئے پیام بقا [illegible] لیا ہے تاہم ترتیب کی خاطر ہم نے علیحدہ علیحدہ ذکر کرنا ضروری سمجھا ہے۔

پاکستان کی برّی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد موسےٰ ہیں اور انہوں نے ایک موقعہ پر کہا تھا کہ بھارتی جارحیت کے مقابلہ میں پاکستان کی بقا پاکستان کی فوج کے جواں عزم مجاہدوں کی جانثاری اور جذبہ جہاد کی فراوانی سے ہی ہے۔ اور واقعی یہ کچھ غلط بھی نہیں۔ ایک غیر ملکی مبصر نے محاذوں کی سیر کے بعد کہا تھا "میں گذشتہ بیس برس سے دشتِ صحافت کی سیاحت کر رہا ہوں مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں نے پاکستانی فوج سے زیادہ پُر اعتماد اور فتح مند فوج کوئی نہیں دیکھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کی برّی فوج کی کارکردگی کا مختصر سا جائزہ درج ذیل کیا جائے۔ تاکہ اندازہ ہو سکے کہ بھارتی جارحیت کے مقابلے میں سینہ سپر پاک فوج نے کس طرح دشمن کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ ذیل کے اقتباسات لفٹیننٹ کرنل مسعود احمد کی ایک تحریر سے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایک فوجی آدمی ہی ان کو بہتر طور پر سمجھ اور لکھ سکتا ہے۔ دشمن کی گیارہ ڈویژن فوج کا منہ توڑنا کوئی

Marfat.com

آسان کام نہ تھا۔ مگر اللہ نے یہ سعادت پاک فوج کو بخشی۔ کرنل صاحب لکھتے ہیں "جارحانہ حملے کی رات کو شمال میں اکھنور سے لیکر جنوب میں راجستھان تک بھارتی فوج کے گیارہ سے زیادہ ڈویژن مغربی پاکستان کی سرحد پر تیار کھڑے تھے۔ اکھنور میں دو ڈویژن پیادہ فوج ایک ٹینک رجمنٹ صف آرا تھی یعنی دسواں پہاڑی ڈویژن ۲۵ واں پیادہ ڈویژن اور ۲۰ ویں لانسرز رجمنٹ۔ سیالکوٹ اور چونڈہ کے محاذ پر تین ڈویژن یعنی ۲۶ ویں پیادہ چھٹا پہاڑی اور ۱۴ واں پیادہ ڈویژن متعین تھے۔ ایک بکتر بند ڈویژن اور ٹینکوں کی دو رجمنٹ تھیں ۶۲ ویں کیولری اور دوسری لانسرز اس کے علاوہ تھی۔ لاہور کے خلاف تین ڈویژن صف بستہ تھے ان میں سے ۱۵ واں پیادہ اور ۷ واں پیادہ ڈویژن حرکت میں تھا اور ۲۳ واں پہاڑی ڈویژن کمک کے طور پر محفوظ تھا۔

چوتھا پہاڑی ڈویژن ۱۴ واں پہاڑی بریگیڈ اور دوسرا انڈی پنڈنٹ بکتر بند بریگیڈ جو بجائے خود ایک ڈویژن کے برابر تھا۔ حملہ کے لئے تھے۔ راجستھان میں ۱۱ واں پہاڑی ڈویژن صف آرا تھا۔ اور ایک پورا ڈویژن کمک کے لئے تیار تھا۔

اس مرعوب کن طاقت کے باعث دشمن کو فوری نتائج حاصل کرنے کا یقین تھا۔ حملے کے دن یعنی ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو انہیں لاہور فتح کرنا تھا دوسرے دن یعنی ۷ ستمبر کو اس فوج نے قصور کی طرف پیشقدمی کرنے والی فوج کے ساتھ جی ٹی روڈ پر مل جانا تھا۔ بھارت کے جنگی رہنماؤں کو یقین تھا کہ سقوط لاہور سے اہل پاکستان کے مکمل طور پر حوصلے پست ہو جائیں گے اور پورے ملک میں افراتفری پھیل جائے گی اور عین اس موقعہ پر بھارت کی مکمل فتح پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لئے سیالکوٹ کی سرحد پر متعین فوج

Marfat.com

آگے بڑھے گی۔ اور شہر سیالکوٹ کو ایک طرف چھوڑ کر وزیر آباد اور گوجرانوالہ کے مقامات پر جی ٹی روڈ اور ریلوے لائن کو کاٹ دے گی اور یوں پاکستان کا قصہ پاک ہو جائے گا۔ اس کے بعد صرف مال روڈ لاہور پر فتح کے مارچ کی رہ جائے گی۔ نعوذ باللہ)

بھارتی منصوبے کے مطابق ۶ ستمبر کو رات کے ساڑھے تین بجے لاہور پر دو اطراف سے پیشقدمی شروع ہوئی ۱۵ وال پیادہ ڈویژن ایک ٹینک رجمنٹ کے ساتھ اٹاری واہگہ لاہور روڈ پر بڑھا۔ بعدازاں اسے بھارت کے مایہ ناز ۵ ویں چھاتہ بردار بریگیڈ کی کمک بھی پہنچا دی گئی۔ دوسری طرف یعنی برکی لاہور روڈ پر ۷ واں پیادہ ڈویژن ایک ٹینک رجمنٹ کے ساتھ حرکت میں آیا۔ ۶ بجے صبح تک بھارتی فوج تین میل آگے بڑھ آئی۔ اب انہیں بیدیاں راوی بمبانوالہ تک نہر جسے وہ اچھوگل والی نہر کہتے ہیں کا کنارا صاف نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ راوی کے کنارے پر قبضہ کر لیں گے اور تھوڑی ہی دیر میں نہر پار کر کے آجائیں گے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں ......

مگر یہاں پاکستان نے بھارتی فوج کو ورطۂ حیرت میں ڈال دینے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ اچانک ان پر جہنم کے دروازے کھول دیئے گئے اور بھارتی فوج خشک فصل کی طرح کاٹی جانے لگی۔ ٹینکوں، توپوں اور گاڑیوں کے پرخچے اڑائے جانے لگے۔ بھارتی فوج چکرا کر پیچھے ہٹی، صف بندی کر کے دوبارہ آگے بڑھی مگر پھر منہ کی کھائی۔

اگلے سترہ دنوں میں پوری دنیا نے تحیر و استعجاب کے ساتھ پاکستانی نوجوانوں کی جرأت، دلاوری اور ناقابل تسخیر عزم کا مشاہدہ کیا۔ لڑائی کی شدت کا اندازہ اسی بات سے لگا لیجئے کہ سیالکوٹ سیکٹر میں دشمن نے ۱۷ دنوں میں ۱۵

Marfat.com

بڑے حملے کئے ہر حملہ میں ایک بریگیڈ سے زیادہ فوج جھونکی گئی۔ دشمن کے لئے لاہور عزو وقار کا سوال تھا۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ پاکستان کے جوان ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھانے دیتے تو غصے سے پاگل ہوگیا اور ۱۳ مرتبہ بریگیڈ اور بریگیڈ سے بھی زیادہ فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا مگر سیالکوٹ کی طرح لاہور میں بھی شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ جدید حربی تاریخ میں کوئی بھی فوج پاکستانی فوج کی طرح بہادری اور بے جگری سے نہیں لڑی۔ تاریخ میں کبھی بھی مٹھی بھر فوج نے کئی گنا بڑی اور طاقتور فوج کے پے در پے حملوں کا یوں مقابلہ نہ کیا ہوگا بلاشبہ بھارتی فوج بھی خوب لڑی اور اس نے پاکستانیوں کا دفاعی حصار توڑ کر لاہور تک پہنچنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ مگر پاکستانی افسروں اور جوانوں نے جو جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ اپنی بے مثال جرأت و شجاعت سے بھارتی فوج کی ہر کوشش ناکام بنادی۔ ایک اندازے کے مطابق صرف لاہور کے محاذ پر ۲ ہزار بھارتی ہلاک اور ۵ ہزار کے قریب زخمی ہوئے اس قدر بھاری نقصان صرف وہی فوج اٹھا سکتی ہے جو لڑنے کا عزم لیکر میدان میں آئی ہو مگر پاکستانی افسر اور جوان ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے جس سے دشمن سر پھوڑنے کے سوا اور کچھ حاصل نہ کر سکا۔

چوری چھپے حملے کے بعد بھارتی فوج تین میل آگے بڑھ آئی تھی مگر جب وہ ہمارے جوانوں کے مقابل آئی تو پورے ۱۷ دنوں میں ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکی حالانکہ بعض مقامات پر اس کی فوج چار یا پانچ گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی۔

وہاں سے تیس میل بائیں ہاتھ قصور کے محاذ پر حملہ آوروں کو اس سے بھی زیادہ ذلت اٹھانی پڑی۔

Marfat.com

بھیکی ونڈ کھیم کرن کے علاقے میں بھارتی فوج کا چوتھا پہاڑی ڈویژن دوسرا بکتر بند بریگیڈ اور ایک ٹینک رجمنٹ قصور پر سامنے سے حملہ کرنے کو جمع تھی۔ اس نے پاکستان کے دفاعی انتظامات کو درہم برہم کر کے لاہور کی طرف بڑھنا تھا۔ اور واہگہ کی طرف سے داخل ہونے والی فوج کے ساتھ جی، ٹی روڈ پر مل جانا تھا۔ مگر یہ سارا منصوبہ دھرا رہ گیا اور جو قصور فتح کرنے آئے تھے کھیم کرن گنوا بیٹھے۔ اس شکست نے بھارتی نیتاؤں کی نیند حرام کر دی اور انہوں نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہر قیمت پر کھیم کرن واپس لیا جائے۔ بھارتی فوج نے قیمت تو بہت ادا کی مگر نامرادی کے سوا کچھ حاصل نہ کر سکی۔

پاکستانی فوج نے سلیمانکی کے علاقہ میں بھی تھوڑی سی پیشقدمی کی مگر اس کا مقصد بھارتی علاقہ کو فتح کرنے کی بجائے سلیمانکی ہیڈ ورکس کو بھارت سے محفوظ رکھنا تھا۔ اس علاقہ میں ۳۰ مربعہ میل بھارتی علاقہ ہمارے قبضہ میں رہا

راجستھان میں بھارت کا ۱۲ مربعہ میل رقبہ ہمارے قبضہ میں رہا بھارتی فوج نے یہ علاقہ واپس لینے کے بہتیرے جتن کئے مگر ہر مرتبہ اسے منہ کی کھانی پڑی۔

کشمیر کے متنازعہ علاقہ چھمب میں پاکستانی فوج نے بھارتی فوج کی جارحانہ قوت کو پاش پاش کرنے کے لئے جو کارروائی کی اس کی منصوبہ بندی اور تکمیل اس قدر ماہرانہ تھی کہ دشمن کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ اپنے مضبوط مورچوں سے نکل کر یوں بھاگا کہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھا وہاں اتنی توپیں ہمارے ہاتھ لگیں کہ ان سے پوری دو فیلڈ رجمنٹیں مسلح کی جائیں تو پھر بھی چند توپیں بچ جائیں اس علاقہ میں ۵۸ ۴ مربعہ میل اور کوٹلی سکیٹر میں ۱۶ مربعہ میل علاقہ ہمارے قبضہ میں رہ چکا ہے۔

Marfat.com

بری فوج کا ذکر ادھورا رہ جائے گا۔ اگر خصوصی طور پر بنگالی ٹائیگرز کا ذکر نہ کیا جائے۔ مشرقی پاکستان کی اس رجمنٹ کی روئداد میجر اے۔ آر۔ صدیقی نے قلم بند کی ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔

"دو سال گزرے اکتوبر ۶۳ء میں مشرقی بنگال رجمنٹ کے جوان المعروف "ٹائیگرز" پاکستان کے تاریخی سفر پر آئے خوش قسمتی سے میں ان چند لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے ان کا کراچی ویسٹ وہارف پر استقبال کیا۔ بلوچ رجمنٹ کے ایک بینڈ نے موسیقی کی دھنوں میں انہیں بندرگاہ میں خوش آمدید کہا۔ جب وہ اپنے بچے تلے قدموں کے ساتھ "سفینہ عرب" سے اتر رہے تھے۔ تو فخر اور ارادے کے جذبات ان کے چہروں پر بے حد نمایاں تھے۔ دنیا ان کے قدموں تلے معلوم ہوتی تھی۔ سٹیشن کمانڈر سے ہاتھ ملانے کے لئے وہ بندرگاہ پر کھڑے ہو گئے۔

وہ قابل فخر سپوت تھے۔ جن کے چہروں سے فتح ٹپکتی تھی اور جن کے کانوں میں پرشکوہ نغموں کی لہریں بجتی تھیں۔ قدرت نے ان کے حصے میں مادر وطن کی حفاظت کا اعزاز لکھا تھا جو لاہور کی سرزمین میں لڑتے ہوئے انہیں نصیب ہوا۔ اپنی بے پناہ بہادری اور احساس فرض سے انہوں نے ثابت کر دیا کہ جسمانی طور پر ایک دوسرے سے دُور ہوتے ہوئے بھی ملک کے دونوں حصّوں میں عظیم اتحاد و یگانگت ہے۔ اور وہ پاکستان کی حفاظت کے لئے ناقابل تسخیر چٹان ہیں ہیں۔

مشرقی بنگال رجمنٹ خالصاً پاکستانی رجمنٹ ہے کیونکہ اس کا قیام پاکستان بننے کے بعد ہی عمل میں آیا تھا۔ یہ واحد رجمنٹ ہے جسے کبھی بھی کسی غیر ملکی نشان یا جھنڈے کا احترام نہیں کرنا پڑا۔

۱۲ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ میں اس رجمنٹ کی ایک تقریب میں قائداعظم بھی شامل ہوئے۔ قائداعظم اس رجمنٹ سے اتنے متاثر ہوئے کہ نہ صرف انہوں

Marfat.com

نے اس رجمنٹ کی فنی مہارتوں کی تعریف کی بلکہ جوانوں اور افسروں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تھوڑے سے عرصہ میں آپ نے جو کامیابی حاصل کی ہے میں اس سے بڑا متاثر ہوا ہوں۔ اگر آپ اتنے ہی جوش و خروش سے کام کرتے رہے تو آنے والے دنوں میں آپ کا ثانی کوئی نہیں ہوگا۔ غیر ملکی حکومت کے عہد میں آپ کو "غیر فوجی" تصور کیا جاتا تھا۔ یہ آپ کا اپنا ملک ہے کہ آپ اپنے جوہر دکھائیں۔"

مشرقی بنگال رجمنٹ نہ صرف قائداعظم کی توقع پر پوری اتری ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ گئی ہے۔ مغربی پاکستان کے میدانوں میں آگ اور خون سے جو عہد وفا انہوں نے باندھا ہے اس سے نہ صرف قائداعظم کی روح خوش ہوئی ہوگی۔ بلکہ ان کی عسکری تربیت اور فنی خوبیوں کا لوہا دشمن بھی مان گیا ہے۔ سترہ روز کی جنگ میں سب سے زیادہ بہادری کے اعزازات بنگال ٹائیگرز کو ملے ہیں۔ وہ فخر سے بتا سکتے ہیں کہ وہ ستارہ جرأت اور چھ تمغہ جرأت کے اعزازات ان کے حصے میں آئے ہیں۔"

"جیسا کہ بٹالین کے کمانڈر نے بتایا کہ دشمن ہر دفعہ صرف نقصان اٹھانے اور پریشان ہونے کے لئے ہی آگے بڑھا۔ جہاں کہیں اور جب کبھی بھی دشمن نے آگے بڑھنے کی کوشش کی اس نے ہمیں اپنا منتظر پایا۔ ہم نے اسے پاک زمین پر ایک انچ بھی اس مقام سے اُسے آگے نہیں بڑھنے دیا جہاں تک وہ چالاکی اور مکاری سے رات کے اندھیرے میں آگیا تھا۔ ہمیں ان کی تعداد اور آگ برسانے والی توپوں کی طاقت بھی مرعوب نہ کر سکی اپنے ارادوں سے باز رکھنے کے لئے اس نے بے پناہ آگ برسائی گولوں کے پھٹنے سے

Marfat.com

گرد کے بادل تو اٹھتے تھے۔ لیکن ہماری کسی فوجی پوزیشن کو کوئی نقصان نہ پہنچا اور نہ ہی ہمارا کوئی خاص جانی نقصان ہوا۔ بٹالین کے مضبوط جسم والے صوبیدار میجر کا خیال ہے۔ دشمن کو نہ تو فائر کرنے کی مہارت تھی اور نہ ہی کوئی نشانہ ہے۔ وہ دھول تو اُڑا سکتے ہیں۔ لیکن انہیں توپوں سے نشست لینی بالکل نہیں آتی بلاشبہ یہ ایک اسلحہ کا ضیاع تھا۔ لیکن ان کے پاس ضائع کرنے کے لئے کافی اسلحہ تھا۔ ایک نوجوان افسر نے بتایا۔ کہ جس قدر گولہ باری دشمن نے کی ہے۔ اس کی مثال صرف "العالمین" کی فوجی تاریخ میں ہی ملتی ہے۔ لیکن اتنے معمولی سے مقصد کے لئے شاید وہاں بھی اتنی گولہ باری نہ کی گئی ہو۔ اس نوجوان افسر کی اس بات کی تصدیق کے لئے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ گھبرائے ہوئے بھارتی توپچیوں کی کارگزاری کو دیہاتی آبادی کا چپہ چپہ ظاہر کرتا ہے حملہ آوروں کی اندھا دھند گولہ باری کی ایک مثال بیدیاں کی مسجد کے مینار آج بھی پیغام توحید دینے کے لئے کھڑے ہیں۔ گاؤں کا دروازہ گولہ باری اور گولیوں سے چھلنی ہو گیا ہے لیکن سینہ تانے وسعتوں میں کھڑے درختوں اور جھاڑیوں کی ایسی حالت ہے۔ جیسے جنگل میں آگ لگ جانے سے ہوتی ہے یا شہری آبادی پر بھارتی حملوں کو پاگل پن کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے اور ان کے پاگل پن کی مثال یہ علاقہ بھی ہے۔ جہاں بنگالی شیروں کی دھاڑ سے گیدڑ آخر بھاگ نکلے شاید ایسی کارستانیوں سے ان کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ عوام کو پریشان کر دیں گے۔ اور ان کے احساس فرض کو ختم کر دیں گے۔ لیکن ان کو اپنے دوسرے پروگراموں کی طرح اس میں بھی مایوسی ہوئی۔ سرحدی علاقہ کے بہت سے لوگ اپنے روزمرہ کے مطابق کام کرتے رہے اور بھارتی توپوں کی گھن گرج ان کو ڈرا نہ سکی۔

Marfat.com

ٹالین کے کمانڈنگ افسر کے بیان کے مطابق ہزار ہزار پونڈ کے بم گرانے کے بعد بھارتی افواج نے آسمان اور زمین سے آگ برسانی شروع کر دی بھارتی طیارے بم پھینکتے اور گولیاں برسانے آتے اور گذر جاتے ایک ہی دن میں کئی کئی چکر لگاتے اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے تو شاید ہزار ہزار پونڈ کے بم پھینکنے سے باز آجاتے۔ لیکن ایسا نہیں ہو رہا تھا۔

اپنے ارادوں میں ناکامی دیکھ کر وہ پوری طاقت سے حملے کرتے رہے۔ ۶ ستمبر سے لیکر فائر بندی تک پے در پے سامنے سے اور بازوؤں سے حملے کئے جس قدر انسانی جانوں اور اسلحہ وغیرہ کو انہوں نے ضائع کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان کی ایک فٹ زمین پر قبضہ کرنے کے لئے وہ بڑی سے بڑی قیمت دینے کے لئے تیار تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہمارے جوانوں نے نہ صرف ان کی تمام سکیمیں برباد کر دیں۔ بلکہ انہیں سرحد کے اس پار دھکیل دیا۔ اس پسپائی سے بھارتی فوج کے افسروں اور سپاہیوں میں اتنی بددلی پھیل گئی کہ انہیں ہمارا سامنا کرنے کی جرأت اور ہمت ہی نہ رہی ان کی ہر حرکت توپوں کی پناہ میں ہوتی اگرچہ ان کی تعداد اور طاقت ہم سے کئی گنا تھی۔ ہماری اگلی صفوں والے جوانوں کا کہنا ہے کہ بھارتی فوج میں نظم وضبط ختم ہو چکا تھا اور خانہ جنگی نے ان کا بالکل ستیاناس کر دیا تھا۔

ٹالین کا ہیڈ کوارٹر درختوں کے جھنڈوں میں تھا مشرقی بنگال رجمنٹ کے جوان اور افسر بڑے اعتماد اور حوصلہ سے بہادر سپاہیوں کی طرح اپنے کام میں مشغول رہے یہ جنگ اگرچہ صرف سترہ روز رہی لیکن بہر حال جنگ تھی اور اس میں ہر جوان نے ذاتی دلچسپی اور شوق کے ساتھ حصہ لیا جس کی توقع ایک پیشہ ور سپاہی سے کم ہوتی ہے۔ ہر جوان حب الوطنی کے جذبے سے لڑا اور رضاکارانہ

Marfat.com

طور پر اپنے آپ کو ہر قربانی کے لئے پیش کیا مشرقی بنگال رجمنٹ کے جوانوں نے کندھے سے کندھا ملا کر اپنے عمل و جرأت کی ایسی مثال پیش کی ہے جس کا ذکر فوجی تاریخ میں عزت کے ساتھ ہوا کرے گا۔

"میجر اے۔ آر صدیقی لکھتے ہیں:"

جب میں رجمنٹ کے ہیڈ کوارٹر میں کھڑا بڑے فخر کے ساتھ مضبوط جوانوں کو مورچوں اور خندقوں میں ڈٹا دیکھ رہا تھا۔ تو بڑی پیاری ہوا چل رہی تھی سوائے میٹھی میٹھی سرسراہٹ کے باقی خاموشی طاری تھی۔ نہر کے کنارے اُگے ہوئے ڈدب کے لمبے لمبے پتوں سے سرگوشیاں کرتی ہوا خاموش فضا کو اور زیادہ پراسرار بنا رہی تھی۔ دور کھیتوں کے پار ایک لکڑی کا پل نظر آ رہا تھا۔ اس پل پر بنگالی شیروں کو ایک انتہائی خوفناک لڑائی لڑنی پڑی تھی۔ لیکن اب اس خاموش فضا میں کھڑا یہ پل ایک معصوم خوشی کا پیغام دے رہا تھا۔ سارا منظر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے سیاحت کے لئے ایک دعوت ہو انسان اس سہانے منظر میں کھو سا جاتا ہے۔ لیکن دور چلتی ہوئی توپوں کی آواز سے یہ طلسم فوراً ٹوٹ گیا۔

یہ دشمن کی توپوں کی آواز تھی۔ جو فائر بندی کی مسلسل خلاف ورزیوں کو شاید اپنی عزت بنائے ہوئے تھا۔ کمانڈنگ آفیسر نے اپنے کان کھڑے کئے، لیکن جلد ہی اپنے چہرے پر ایک مسکراہٹ لاتے ہوئے کہنے لگا: "آپ نے دیکھا کہ سکون کتنا دھوکا دیتا ہے اور یہ تھا بھی سچ بھارتی کبھی بھی مکاری اور فریب سے کوئی لمحہ ضائع کرنے سے نہیں چوکتے تھے۔ ہر حملہ وہ اپنے توپ خانہ کی مدد سے کرتے تھے۔ لیکن ہمارے یہ نوجوان ایسے ڈٹے تھے اور ہمارا اسلحہ اتنا مستعدی سے کام کرتا تھا کہ اچانک حملہ کی کوئی بھی بھارتی کوشش کارگر نہ ہو سکتی تھی۔ اور نہ ہو سکی، سوائے اس چھ ستمبر کی پہلی رات کے۔

Marfat.com

اس رجمنٹ کا ماٹو ہے "وجاہت، قوت اور رفتار" اور یہ واقعی وہ خوبیاں ہیں جو ایک شیر میں ہوتی ہیں اور "بنگال ٹائیگرز" جیسا کہ اس رجمنٹ کو کہا جاتا ہے کہ ایک ایک جوان شیر کی مانند دشمن کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنے اور ٹکڑے کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ ہفتوں جنگ لڑنے اور مورچوں میں ڈٹے رہنے کے باعث ان کے جسم سخت اور چہرے کملائے ہوئے معلوم ہوتے تھے وہ دشمن کے خلاف اپنی پوزیشن سنبھالے ہوئے خودداری، جی داری اور بہادری کے پیکر نظر آتے تھے۔

اللہ ان کا حامی و ناصر ہے اور ساری قوم ان کے لئے دعاگو ہے۔ لیکن میجر اے آر صدیقی نے یہ تحریر اس وقت لکھی جب اکتوبر میں انہوں نے بنگالی شیروں کو مورچوں پر ڈٹے ہوئے دیکھا۔ اب یہ شیر واپس کچھاروں میں آ گئے ہیں۔ لیکن وقت پڑنے پر وہ بلا کی تندی اور تیزی سے اپنے شکار پر جھپٹ سکتے ہیں۔ ایسے شیروں کی ہی پاکستان کو ضرورت ہے۔

Marfat.com

پاک بحریہ

جنگ کے سترہ دنوں میں جہاں بری اور فضائی افواج نے اپنے حوصلے اور استقلال کے جھنڈے گاڑے وہاں پاک بحریہ بھی کسی سے پیچھے نہیں رہی، دراصل ہماری افواج کی کامیابی تینوں طاقتوں میں باہم ربط کی وجہ سے ہی تھی۔ ہماری مختصر سی بحریہ کے نڈر اور حوصلہ مند افسروں نے پاک سمندروں اور بندرگاہوں کے علاوہ ہمارے سواحل کی رکھوالی اس طرح سے کی کہ بھارت کی طاقتور اور لاتعداد بحریہ کو ہمارے سواحل پر اُگے ہوئے ناریل دیکھنے کی بھی جرأت نہ ہو سکی۔ بحریہ کی جنگی تیاری اور دشمن پر ٹوٹ پڑنے کی خواہش نے بحریہ کی تاریخ میں بھی ایک سنہری باب کا اضافہ کیا ہے جنگ کے دنوں میں ہمارے بحری جہاز اور آبدوزیں سمندر کے اندر چٹانوں کی مانند کھڑے تھے بے حد پیچیدہ مشینوں کے انبار، شہد کی مکھی کے چھتے کی طرح بجلی کے بٹن، بجلی کے تاروں کے گچھے اور اس کے علاوہ مشکل سے سمجھ آنے والے اوزار وغیرہ ایک بحریہ کے حصہ ہوتے ہیں۔ خاص طور پر ان سگنلوں کو سمجھنے کے لیے بے پناہ مہارت کی ضرورت ہے جن کے بل پر ایک جہاز کا پیچیدہ نظام کام کرتا ہے۔ ایک جنگی جہاز میں تو یہ کام اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہر بٹن کے ساتھ کسی جنگی ہتھیار کی کوئی حرکت وابستہ ہوتی ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود ۶ ستمبر ۱۹۶۵ بھارتی حملہ کے چند گھنٹوں کے بعد ہی ہماری بحریہ کھلے سمندروں میں لڑنے

Marfat.com

کے لئے تیار کھڑی تھی :

حکم ملنے پر جلد ہی جہاز سمندر کی بڑی بڑی لہروں سے کھیلتے آگے بڑھنے لگے ان کے ذمہ کئی کام تھے۔ انہوں نے ساحلوں کی حفاظت کرنی تھی اور تجارتی جہازوں کے راستوں کو دشمن سے محفوظ رکھنا تھا۔ انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری سنجیدگی اور لیاقت سے نبھائی۔ سمندروں پہ ان کا خوف ایسا مسلط تھا۔ کہ پانچ گنا بڑی بھارتی بحریہ اپنی حفاظتی لائن سے آگے بڑھ کر کوئی اقدام نہ کر سکی۔ کچھ بھارتی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ حملہ کے دوران بھارت کے بہت سے جہاز بندرگاہوں اور مرمت گاہوں میں جا کر کسی نہ کسی بہانہ سے کھڑے ہو گئے۔ ان کی اس کرتوت پر لوک سبھا میں بھی ایک ممبر نے سوال کیا تھا کہ جب پاکستانی بحریہ نے دوارکا پر بمباری کی اس وقت بھارتی بحریہ کیا کر رہی تھی ؟

پاکستانی بحریہ سمندر میں چکر لگاتی اور حفاظت کے فرائض سرانجام دیتی رہی۔ دشمن ان کی زد میں آیا ہی نہیں۔ آخر ہمارے جیالے بحری جوانوں نے ایک جراءت مندانہ قدم اٹھایا اور دوارکا کے قلعہ کو ختم کر کے سلطان محمود غزنوی کی یاد تازہ کر دی۔ دوارکا کراچی سے دو سو دس میل کے فاصلہ پر خلیج کچھ کے ساحل پہ واقع ہے اس کی فوجی اہمیت کے پیش نظر اس کو کافی محفوظ بنایا گیا ہے اور ایک بڑی طاقت کا راڈر سٹیشن بھی وہاں قائم کیا گیا تھا۔ یہ سٹیشن ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کی نقل و حرکت میں مدد دینے کے علاوہ جام نگر اور بمبئی کو ہوائی اور بحری حملوں سے بچانے کے لئے بھی کام میں لایا جاتا تھا بھارتی فضائیہ نے جنگ کے پہلے چند دنوں میں یہ کوشش کی کہ وہ کراچی پر ہوائی حملہ کریں۔ وہ جام نگر کے ہوائی اڈہ سے اڑتے تھے اور دوارکا کا راڈر سسٹم ان کی مدد کرتا تھا لہٰذا پاکستانی بحریہ نے یہ فیصلہ کیا کہ بھارت کے اس اڈہ کو ہی

Marfat.com

ختم کیا جائے جہاں سے بھارتی طیارے اڑکر آتے تھے۔

سات اور آٹھ ستمبر کی درمیانی رات کو پاک بحریہ کے کچھ جہاز دوارکا کی سمت بڑھے اس وقت ہر بحری جوان کے دل میں خوشی اور مسرت کے طوفان اٹھ رہے تھے جب انہوں نے اپنے آپ کو دشمن کی اس منحوس بندرگاہ کے قریب پایا دشمن کو سمندر کے پانی میں ہی مار دینا ان کے لئے زیادہ اچھا کھیل تھا۔ قریب کے جام نگر ہوائی اڈہ سے ان پر ہوائی حملہ ہو سکتا تھا۔ ساحل سے دشمن کی توپیں ان پر گولے برسا سکتی تھیں لیکن وہ انجام سے بے خوف طارق کی یاد تازہ کرنے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ آدھی رات سے کچھ اوپر جہاز اس پوزیشن میں آگئے کہ وہ دوارکا پر جہازی توپوں سے گولے برسانے لگے۔ فضا میں ایک پرشور دھماکا ہوا۔ سمندر کا کلیجہ بھی دہل گیا ہوگا۔ لگاتار آگ برسنے لگی۔ دشمن کی ساحلی توپیں بھی حرکت میں آگئیں۔ لیکن ایک ایک کر کے سب خاموش کر دی گئیں اور راڈر کا سارا انتظام زیر و زبر کر دیا گیا۔ جب ہمارے جہاز واپس آرہے تھے۔ تو بھارتی طیاروں نے ان پر حملہ کیا اور بحریہ کی توپوں نے ان میں سے بھی تین مار گرائے۔

جب دوارکا مٹی کا ڈھیر ہو گیا تو یہ اندازہ کر لیا گیا کہ دشمن زخم خوردہ ہے۔ اور اپنے کھوکھلے وقار کو مجروح سمجھتا ہے۔ اس لئے وہ غاروں سے ضرور نکل کر کوئی نہ کوئی حرکت کرے گا۔ اس نے پاکستان کی بحریہ پہلے سے زیادہ تن دہی اور ہوشیاری سے پاسبانی کرنے لگی۔

پاک بحریہ کے جوان لگاتار ملک کی رکھوالی اپنے ایکشن سٹیشنوں پر کھڑے کرتے رہے۔ دن رات وہ اپنے اپنے مقام پر چوکس رہتے جب سمندر سے زرد زرد سورج برآمد ہوتا تو بھی وہ اپنی ڈیوٹی پر مستعد ہوتے۔ یہاں تک کہ سورج گرمی برسانے لگتا۔ دوپہر کی سخت اور جھلسا دینے والی گرمی میں بھی وہ اپنے

Marfat.com

فرائض کو تندہی سے انجام دیتے نظر آتے۔ جب ٹھنڈی اور بھیگی ہوئی ہوائیں ان کو لوریاں دیتی تب بھی وہ تھکے ہونے کے باوجود ڈھیلے نہ پڑتے جب آسمان بادلوں کی اوٹ میں چھپ جاتا اور کوئی ستارہ بھی آسمان پر ان کے لئے نہ چمکتا تب بھی وہ سرچ لائٹوں سے سمندر کی لہروں میں دشمن کو تلاش کرتے رہتے آخرکار دشمن آیا لیکن اپنی روائتی مکاری اور چالاکی کے ساتھ۔

یہ ۲۲ ستمبر کا دن تھا۔ ہندوستان نے "سیکورٹی کونسل" سے فائر بندی کے لیئے ۱۵ گھنٹوں کی مہلت مانگی تھی اور اب ۲۲ ستمبر کی دوپہر کی بجائے ۲۳ ستمبر کی صبح ۳ بجے سے فائر بندی ہونی تھی۔ انہی پندرہ گھنٹوں میں شاید دشمن اپنی شکست کے داغ دھونا چاہتا تھا۔ پاکستانی بحریہ کے ایک یونٹ پر کھلے سمندر میں دشمن کے جنگی جہاز نے حملہ کر دیا۔ پاکستان نے جوابی حملہ کیا اور پاک بحریہ کی آبدوز غازی نے ایک ایسا راکٹ چھوڑا کہ دشمن کا ۴ کروڑ روپے کا مالیتی جہاز سمندر کی لہروں کی نذر ہو گیا یہ بہادری اور جرأت کا دوسرا باب تھا جو پاک بحریہ کی تاریخ میں لکھا گیا۔

پاک بحریہ کو ایک ایسی بحری طاقت سے واسطہ تھا جس کے پاس پانچ گنا سامان حرب و ضرب۔ جدید جنگی جہاز تھے اور ان کو ایک طاقت ور طیارہ بردار جہاز کی مدد بھی حاصل تھی۔ لیکن پاکستان بحریہ کے جوانوں اور افسروں کو یہ طاقتیں ڈرا نہ سکیں اور انہوں نے رونگٹے کھڑے کر دینے والے حملوں میں بھی اپنی شجاعت و مردانگی کا ایسا ثبوت دیا کہ قوم کو ان پر فخر ہے انہوں نے اپنی زندگیوں کو فرض کی بجا آوری کے لئے وقف کر رکھا ہے اور پاکستانی ساحلی علاقوں اور سمندروں کی حفاظت کے لئے وہ ہر وقت مستعد ہیں۔

Marfat.com

جنگ کے دوران ہماری بندرگاہیں کھلی رہیں۔ ہمارے تجارتی جہاز پوری آزادی کے ساتھ آتے جاتے رہے معمول کے مطابق کام ہوتا رہا دشمن نے جہاں کہیں بھی معمولات میں فرق ڈالنے کی کوشش کی اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا گیا۔

۶ ستمبر سے لیکر ۲۳ ستمبر تک پاک بحریہ نے ۱۲۰ میل دور دوارکا کے قلعہ کو تباہ کیا تین ہوائی جہاز گرائے ایک بحری جہاز ڈبویا تین تجارتی جہاز پکڑے اور اس کے علاوہ بہت سا ممنوعہ سامان پکڑا۔ خدا کی مدد اور دس کروڑ عوام کی دعائیں بحریہ کے ساتھ تھیں اور اسی وجہ سے بحریہ کے کسی جوان کو کوئی خراش تک نہ آئی اور نہ ہی کسی جہاز کا روغن تک اکھڑا۔ اب ہماری بحری طاقت پہلے کی نسبت زیادہ یقین اور اعتماد کے ساتھ اپنے جوہر دکھانے کیلئے تیار کھڑی ہے بری اور ہوائی نوج سے رابطہ قائم ہے اور اگر دشمن نے دوبارہ جنگ شروع کی تو انشاءاللہ پاک بحریہ اپنی برتری اور فوقیت ثابت کر دے گی۔

بحری لڑائی کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ بھارتی ریڈیو اور پریس جو جھوٹ بولنے میں اُدھار کھائے بیٹھے ہیں، ہمیشہ پاکستان کی بری اور ہوائی افواج کے نقصانات کی تفصیلیں پیش کرتے رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے پاکستانی بحریہ کے کسی نقصان کی کوئی خبر نشر نہیں کی۔ ہاں البتہ اپنے ڈھٹائی پن کے باعث اپنے کسی نقصان کو بھی انہوں نے تسلیم نہیں کیا۔ اس سے ان کے سامنے لڑائی کا کوئی مقصد نہ ہونے کا بھی پتہ چلتا ہے۔

صدر پاکستان نے بحریہ کی کارکردگی کی تعریف کی اور کہا کہ دشمن کی لمبی چوڑی بحری طاقت کو دھتکارے رکھنا ایک بہت بڑا کام تھا جسے پاک بحریہ نے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔

Marfat.com

انہوں نے کہا کہ دوسری دونوں افواج کی طرح پاک بحریہ بھی قوم کی طرف سے شکریہ کی مستحق ہے اور صدر نے پاک بحریہ کا شکریہ ادا کیا۔ صدر کی طرف سے یہ شکریہ ساری قوم کی طرف سے شکریہ تھا۔

Marfat.com

پاک فضائیہ

شاہین کا جہاں اور ہے .....

ذیل کی جملہ سطور میں جتنا مواد دیا گیا ہے اس کے لیئے ہم نوری ایچ ہاشمی کے شکر گزار ہیں۔

دنیا کے کروڑوں انسانوں کو پاکستانی فضائیہ کی شاندار کارکردگی پر حیرانی ہے اور اس حیرانی میں تحسین و آفرین کے جذبات ملے ہوئے ہیں۔ پاکستانی عوام تو اپنے شاہینوں کو دیکھ کر عقیدت سے پگھل جاتے ہیں لیکن دنیا تو دنیا پاکستانی عوام کو بھی شاید یہ علم نہیں کہ فضائی معرکوں میں ایک نئے دور کا آغاز کرنے والی پاک فضائیہ اور فضائیہ کے ٹریننگ سکول رسالپور کو کن نامساعد حالات سے گذر کر عظیم کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں۔ پاک فضائیہ کی مختصر سی تاریخ حسب ذیل ہے۔

اٹھارہ سال قبل تقسیم ملک کے وقت پاکستان کی رائل انڈین ایئر فورس سے جو کچھ ملا وہ چند شکستہ پر جہاز تھے اور ان کو دیکھ کر قائداعظمؒ نے کہا تھا کہ پاک فضائیہ کے پاس سوائے عزم اور یقین کے شاندار فضائیہ کی بنیاد رکھنے کے لیئے اور کوئی سرمایہ نہیں"۔ جو کچھ پاک فضائیہ کو دیا گیا وہ کبھی ایک شاندار ساز و سامان تھا۔ لیکن بھارتی گراوٹ کا یہ پہلا ثبوت

Marfat.com

تھا کہ انہوں نے رسالپور کو چھوڑنے وقت بغض اور کینہ کی بنا پر جہازوں کو کسی نہ کسی طرح ناکارہ بنا دیا تھا۔ کچھ جہازوں کے انجن خراب تھے۔ تو کچھ کے پر اور کچھ کے ڈھانچے زخمی تھے۔ رسال پور میں ورکشاپ کا جتنا ساز و سامان تھا اس کو بھی نقصان پہنچایا گیا تھا۔

تقسیم کے وقت رسالپور کا ہوائی میدان ایک جنگل تھا وہاں T شکل کا نشان بھی نہ تھا جس سے جہازوں کے اترنے کی سمت ظاہر ہو سکتی۔ دفاتر اور ورکشاپ میں بجلی کی تاریں غائب تھیں کوئی فرنیچر نہ تھا۔ ہتھیار اور پیٹرول سب کچھ غائب تھا اور صرف ایک شخص یہ بتا سکتا تھا کہ جہاز اڑنے کے قابل ہے یا نہیں۔ اعلیٰ تقسیم کونسل نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ فضائی تربیت کے لئے کم از کم ایک سال تک جداگانہ انتظام ہونا مشکل ہے۔ اور نہ ہی فضائیہ تربیت سے وابستہ سامان اور ہتھیاروں کی تقسیم جلدی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ایک سال تک پاکستان اور بھارت کے فضائیہ کے افراد اکٹھے ہی تربیت حاصل کریں گے۔ لیکن بھارت نے اس فیصلہ کو تسلیم نہ کیا۔ پاکستان نے بھارت کے اس چیلنج کو منظور کر لیا اور فی الفور بنگلور، انبالہ اور جودھپور میں مقیم مسلمان انسٹرکٹروں، ٹیکنیشنوں، پائیلٹوں اور کیڈٹوں کو حکم دیا کہ وہ جلد از جلد اپنی حاضری کی رپورٹ رسال پور کریں۔

یہ سب لوگ ستمبر ۱۹۴۷ء کے پہلے ہفتہ میں رسال پور پہنچنا شروع ہو گئے انسٹرکٹروں کے ذمہ یہ کام سونپا گیا کہ وہ سکول کو اس طریق پر درست کریں۔ کہ کیڈٹ اپنی تربیت جاری رکھ سکیں۔ لیکن ٹریننگ دینے کے لئے کوئی ایئر کرافٹ ہی نہ تھا۔ خوش قسمتی سے پاکستان کو یہ خبر دی گئی کہ اعلیٰ تقسیم کونسل نے پاکستان کو آٹھ ٹائیگر ماتھ (تربیتی جہاز) الاٹ کئے ہیں لیکن وہ جودھپور

Marfat.com

میں تھے اور ان کو وہاں سے رسالپور لانا تھا۔ لیکن ان کو وہاں سے کون لاتا؟ یہ بڑا اہم سوال تھا۔ اس وقت تک صرف تین تربیت یافتہ پائلٹ رسالپور پہنچے تھے۔ باقی کیڈٹ اور ائیر مین تھے۔ ایئر کموڈور یوسف جو اس وقت سکوڈرن لیڈر تھے اور رسالپور میں چیف فلائنگ انسٹرکٹر مقرر ہونے والے تھے۔ ان تینوں پائلٹ افسروں میں سینئر تھے۔ انہوں نے ایک جرأت مندانہ قدم اٹھایا اور چھ کیڈٹ افسروں کو حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ جودھپور چلنے کو تیار ہو جائیں۔

۸ ستمبر کی صبح کو پشاور سے ایک ڈکوٹا ان کو جودھپور لے جانے کے لئے آیا چھ کیڈٹ دو ائیر مین اور دو فلائنگ افسر اور سکوڈرن لیڈر یوسف اس میں سوار ہوئے اور اسی صبح پالم کے ہوائی اڈہ پر اترے اور بعد دوپہر دہلی پہنچ گئے وہاں انہوں نے اجنبیوں کی طرح رات گزاری۔ اگلی صبح وہ جودھپور پہنچ گئے جہاں انہیں یہ بتایا گیا کہ وہ آٹھ میں سے صرف سات ٹائیگر ماتھ لے جا سکیں گے۔ سات جہاز ہی غنیمت سمجھ کر ۱۲ ستمبر ۱۹۴۷ء کو پاک فضائیہ کے ان افسروں نے رسالپور کا رخ کیا۔ شہری یا فوجی فضائی سروس کی تاریخ میں یہ پہلا دافعہ تھا کہ چار جہازوں کو ایسے پائلٹ چلا رہے تھے۔ جن کو ابھی کچھ تجربہ نہ تھا اور ان کے پیش نظر ایک طویل سفر بھی تھا۔ سکوڈرن لیڈر یوسف ان کی رہنمائی کر رہے تھے سات جہازوں میں سے چھ جہازوں کو درست حالت میں رسالپور اترے۔ ساتویں جہاز کو اترتے وقت حادثہ پیش آگیا۔ کیونکہ بھارتیوں نے اس کی پٹرول کی ٹنکی میں ریت بھر دی تھی۔ پاکستان سے نفرت کا یہ دوسرا ثبوت تھا۔

اپنے اس سفر پر یہ جہاز راجپوتانہ کے صحراؤں میں پرا باندھے اڑتے رہے اور چار نا تجربہ کار پائلٹ ان کو ماہر پائلٹوں کی طرح چلاتے اور تیل وغیرہ دیتے رہے۔ آندھیوں اور خراب موسم نے ان کے پائے استقلال میں ذرا جنبش نہ

Marfat.com

آنے دی۔ انہیں مجبوراً نواب شاہ، جیکب آباد، خانپور، ملتان اور میانوالی کا راستہ اختیار کرنا پڑا کیونکہ دہلی اور مشرقی پنجاب کی راہ آنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ وہاں ان دنوں فسادات کا بازار گرم تھا۔

ان چھ جہازوں سے رسالپور کے تربیتی سکول نے کام شروع کیا ارادہ ہمت اور استقلال سے ہی اس سکول کو ایک بہترین تربیت گاہ میں تبدیل کیا جا سکتا تھا۔ ایئر مارشل اصغر خان اس وقت ونگ کمانڈر تھے۔ جب پاکستانی عوام جشن آزادی منا رہے تھے۔ اس وقت ونگ کمانڈر اصغر خان بہادر اور باہمت افسروں اور ایئر مینوں کی معیت میں بڑی جانفشانی، محنت اور عزم سے آج کی پاک فضائیہ کی بنیاد رکھ رہے تھے۔

انسٹرکٹروں اور کیڈٹوں میں بے حد جوش اور جذبہ تھا۔ آپ اس پر یقین کریں یا نہ کریں کہ پہلی تربیتی پرواز جہازوں کے آنے کے تیسرے دن بعد کی گئی اور رسالپور سکول کی پہلی پاسنگ آؤٹ پریڈ دو جنوری ۱۹۴۸ء کو ہوئی۔

اگلی صبح جو کیڈٹ سکول کے احاطہ میں داخل ہوئے وہ سارے کے سارے پاکستان کی طاقت تھے یہ سکول کے لئے بڑا اہم دن تھا۔ یہ جوان سلہٹ اور کراچی سے رسالپور آئے تھے تاکہ وہ تربیت یافتہ پروازوں کے لئے اپنے بال و پر (WINGS) حاصل کریں۔ سکول کے عملہ میں ان افراد کے آجانے سے جو دوسرے ممالک میں تربیت کے لئے گئے ہوئے تھے اضافہ ہو گیا۔ اپریل ۱۹۴۸ء میں قائداعظم نے اس سکول کا معائنہ فرمایا۔ افسروں اور کیڈٹوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ”میں اس سکول کی ترقی کی رفتار سے بڑا مطمئن ہوا ہوں آپ کی اور آپ کے کمانڈر کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے میں اس سکول کو آج سے ”دی رائل پاکستان ایئر فورس کالج“ کا نام دیتا ہوں۔

Marfat.com

پاکستان کی فضائیہ بہترین انسانوں کا ایک مجموعہ ہے۔ جن کی قسمت میں امن اور جنگ دونوں میں شاندار روایات کو جنم دینا لکھا تھا۔ کشمیر کی جنگ اکتوبر ۴۷ء سے شروع ہوئی اور جنوری ۱۹۴۹ء تک جاری رہی اگرچہ بھارتی فضائیہ نے کشمیر پر کافی حملے کئے۔ لیکن پاک فضائیہ کو کشمیر پر کوئی کارروائی کرنے کے لئے کوئی حکم صادر نہ کئے گئے۔ لیکن انہوں نے بہت سی امدادی پروازیں سکردو اور گلگت تک کیں۔ قراقرام کے اوپر سے وہ ضروری اشیاء لے کر جاتے رہے یہ دنیا کا مشکل ترین راستہ ہے جہاں صرف باربرداری کے جہاز ہی کام دے سکتے ہیں ایسی ہی امدادی پرواز پر جاتے ہوئے ایک ڈکوٹا کو دو لڑاکا بھارتی طیاروں نے مشین گنوں کا نشانہ بنایا۔ یہ بالکل ایسی بات تھی جیسے دو تیز رفتار بکتر بند گاڑیاں ایک سست رفتار چھکڑے پر حملہ کر دیں۔ لیکن پاکستانی ہوا باز نے اتنی مہارت دکھائی کہ ہندوستانی لڑاکوں کی گولیاں صرف پہاڑیوں سے ہی ٹکرا سکیں۔ واقعی اگر انسانی طاقت بہتر نہ ہو تو بہترین سامان حرب بھی ناکارہ ہو جاتا ہے۔

پاکستان کو سیبر جیٹ ۱۹۵۶ء کے آخر میں ملے۔ پاکستانی فضائیہ نے اس کے بعد ہی بری، بحری اور ہوائی افواج کی ۲۷ گھنٹوں کی ایک مشق کا انتظام کیا تاکہ کراچی کے اوپر ہوائی حملہ کی صورت میں دفاع کا جائزہ لیا جا سکے پاکستان کی مختصر تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ پاکستان کی فضا میں مصنوعی سپر سانک ہوائی جنگیں ہوئیں۔

دو سال بعد یعنی ۱۹۵۸ء میں پاکستان ایئر فورس نے امن کے زمانہ میں کارکردگی کا ایک مظاہرہ کیا۔ جب سولہ سیبر جیٹ کراچی کی فضا میں ہز میجسٹی شہنشاہ ظاہر شاہ والیٔ افغانستان کے اعزاز میں بہت قریب قریب ہو کر ایک پتنگ کی شکل میں اڑے۔ اس پرواز کی قیادت سکواڈرن لیڈر مسعو

Marfat.com

ظفر نے کی۔ دنیا بھر کے ہوائی آتاشی حیران رہ گئے اور دولت مشترکہ کے مشہور فضائی رسائل مثلاً "فلائٹ" اور "ایر ویلین" وغیرہ نے اس پرواز پر حیرت کا اظہار کیا۔ ان رسائل کے مدیر بھی خود بہترین اور تجربہ کار پائلٹ ہیں۔ انہوں نے بچشم خود بڑی حیرت سے یہ مظاہرہ دیکھا۔ اس وقت تک دنیا کے کسی ملک نے امریکہ، برطانیہ اور روس سمیت ایسی پرواز کے متعلق سوچا بھی نہ تھا۔ بے شک ان ممالک کے پائلٹ ایسی پروازیں کرتے تھے۔ لیکن اتنی تعداد میں ایسی شاندار پرواز ان کے لئے چیلنج تھی۔ اس پرواز کے لیڈر کو گروپ کیپٹن کی حیثیت سے ۹ برس بعد سرگودھا کے ہوائی مستقر کے دفاع کا کام کرنا پڑا۔ وہ اسم بامسمیٰ ہیں ان کا نام ہی فتح (ظفر) ہے۔

پاکستان ایئر فورس کے معماروں یعنی اصغر خاں، نور خاں، اختر، اے آر خان رحمان داس نادر، پراچہ، یوسف، خیر خاں، مسرور حسن، ظفر چوہدری، ایم آئی ملک، الیف۔ ایس حسین۔ ربانی ڈوگر اور ان کے بے شمار ساتھیوں نے نو ستمبر کی صبح کو خوش آمدید کہا ہوگا جس نے ان کو بہترین اور عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کا موقع بہم پہنچایا۔

رن کچھ میں بھی پاک فضائیہ نے کوئی دخل نہیں دیا۔ لیکن چھمب کے محاذ پر جب بھارتی فضائیہ کے جیٹ پٹتی ہوئی بری فوج کی مدد کو آئے تو پہلی ہی جھڑپ میں چار بھارتی جیٹ شکار کر لئے گئے۔ دو دن بعد جب بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو پھر پاک فضائیہ ایسی حرکت میں آئی کہ دنیا پر ثابت ہو گیا کہ مسلمان فضا پر بھی قادر ہو سکتا ہے اور دنیا بھر نے پاک فضائیہ کی کارکردگی پر تحسین و آفرین کے نعرے بلند کئے۔ کفر و اسلام کی جنگ بر اور سمندروں پر تو صدیوں پہلے ہو چکی تھی۔ لیکن فضا میں کفر کے ساتھ جنگ کی

Marfat.com

سعادت پاکستان کو نصیب ہوئی

حملہ کے بعد چند ہی منٹوں میں پاک فضائیہ اپنے سے پانچ گنا بڑی فضائی طاقت سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیار تھی۔ سورج ابھی پہاڑیوں سے ابھرا ہی تھا کہ پاکستان کے سیبر جیٹ پٹھانکوٹ کے ہوائی اڈہ پر تھے۔ روسی ساخت کے ایم۔ آئی۔ جی طیاروں کی ساری طاقت کو ایک پاکستانی شاہین یونس نے اس طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ جیسے مکھن کو چھری کاٹتی ہے۔ اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہوئے کے مصداق ایک ہی حملہ میں سارے مگ ختم ہو گئے۔

اس کے بعد لگاتار حملوں سے ہلواڑہ، آدم پور، انبالہ اور جام نگر کے ہوائی اڈوں کو ناکارہ بنا دیا گیا۔ حملوں کے ساتھ ساتھ پاکستانی شاہین دشمن کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے اپنی نوجوں کی امداد کے لیے چونڈہ، لاہور اور کھیم کرن کے محاذوں پر بھی جاتے رہے ان کی آمد کے بعد دشمن کے ٹینکوں، ٹرکوں توپوں اور مشین کا لوہا پگھل جاتا۔ پاکستان کی حدود میں داخل ہونے والے نشکاری ناٹ، میسٹرز اور کینبرا ہمارے ہوا باز ایسے پکڑتے اور مارتے رہے جیسے سکول کے بچے غلیل سے پرندوں کو شکار کرتے ہیں۔ جلد ہی ہندوستانی ہوا باز پاکستانی ہوا بازوں سے پناہ مانگنے لگے۔

ایم، ایم عالم تو ایک افسانوی کردار بن گئے۔ دشمن کے طیارے گرانے میں دنیا بھر میں ان کا ریکارڈ قائم ہو گیا ہے، انھوں نے دن کی روشنی میں سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر تیس سیکنڈ کے اندر پانچ سپر سانک گرائے، کل گیارہ طیارے ان کے حصہ میں آئے اور پھر کبھی دشمن نے دن کے وقت سرگودھا کا رُخ نہ کیا۔ اس کہکشاں میں اور بہت ستارے بھی قابلِ ذکر ہیں، منیر، یونس، علاؤالدین، مجید، اعظم، یوسف، سعد ہاشمی، سہیل چودھری اور ایسے ہی بہت سے جوان جو کہکشاں

Marfat.com

کو چمکائے ہوئے ہیں۔

ائیر مارشل نور خان کمانڈر انچیف پاکستان ائیر فورس ائیر مارشل اصغر خان کے جانشین بنائے گئے ہیں۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں بھی اسی طرح وہ پاکستان ائیر فورس کالج کے کمانڈنگ کی حیثیت سے اصغر خان کے جانشین ہوئے تھے۔

ائیر مارشل نور خان نے دشمن کو فضائی مار دے کر ثابت کر دیا ہے کہ مسلمان اس قابل ہیں کہ وہ ہوائی لڑائیوں میں بھی خالد، طارق، قاسم صلاح الدین اور ابدالی پیدا کر سکتے ہیں۔ نور خاں نے پاک فضائیہ کے کمانڈر کی حیثیت سے انتہائی خلوص لگاؤ اور عزم و استقلال سے فضائیہ کی ترقی کے لئے کوششیں کیں۔ فضائیہ کے افسروں میں دونوں "فلائنگ خاں" مشہور ہیں۔

دشمن کو اس کمینگی اور دیدہ دلیری کا مزہ چکھانے کے لئے بہت سے نوجوان رسال پور میں تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ بہت سے جوان اس انتظار میں ہیں کہ انہیں کب ہوا باز بننے کا موقع ملتا ہے۔ ہر جوان شاہین کے بال و پر حاصل کرنے میں کوشاں ہے تاکہ کوئی دشمن جارحیت کی جرأت نہ کر سکے۔

...... کرگس کا جہاں اور

فضا میں دو بھارتی طیارے محو پرواز تھے۔ ایک کے پائلٹ نے دوسرے سے کہا۔

"باہر دیکھو —— وہ ایک سپر جیٹ آ رہا ہے۔ اب ہم پاکستان پر پرواز کر رہے ہیں۔ اپنے سارے بم گرا دو۔

انہوں نے شہری آبادی پر بم گرائے اور شاید واپس جا کر یہ رپورٹ دی کہ وہ پاکستانی فضائیہ کے ٹھکانوں کو نشانہ بنا آئے ہیں۔

ایسی جرأت جنگ کے سترہ دنوں میں بھارتی فضائیہ کے پائلٹ بار بار

Marfat.com

کرتے رہے۔ ۱۹۶۰ء کی خزاں میں نیفا کی جنگ کے دوران جو کالک انہوں نے اپنے منہ پر ملی تھی موجودہ صورت میں اس کی سیاہی زیادہ ابھر آئی تھی اپنے ہوا بازوں کے گرے ہوئے اخلاق کو سنبھالنے کے لئے بھارتی حکومت کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اپنے ہوا بازوں کو شہری آبادیوں پر بم گرانے کے "بہادرانہ کارنامہ" میں "چکر" عطا کرے۔ بھارت نے اپنی اس بزدلی کو چھپانے کی خاطر پاکستان پر یہ الزام تراشی شروع کر دی کہ پاکستان بھارت کی شہری آبادیوں پر "نیپم" یعنی آگ لگانے والے بم پھینک رہا ہے۔ بھارت کے اس جھوٹ کو بھارت بھارت کے حلیف امریکہ کے براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے نمائندہ مسٹر میونی نے بے نقاب کرتے ہوئے ۵ ستمبر کو لکھا۔

"بھارت فتح کے شادیانے بجا رہا ہے۔ لیکن مجھے کہیں فتح کے آثار نظر نہیں آئے۔ میں نے تو فوجی دستوں، ٹینکوں اور دوسرے جنگی سامان کو محاذ کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ اگر بھارتی فضائیہ اتنی ہی فتح مند ہے۔ تو پھر وہ اس سیلاب کو کیوں نہیں روکتی؟ جواب یہ ہے کہ یہ سب کچھ پاک فضائیہ تباہ کر دیتی ہے"۔

ثابت ہوا کہ پاکستان کی فضائیہ نے صرف فوجی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔

میونی نے مزید لکھا۔ "اگر بھارتی کبھی یہ بتانے کی کوشش کریں کہ انہوں نے پاکستانی علاقہ میں کسی شہری آبادی کو نشانہ نہیں بنایا تو آپ انہیں جلدی سے کہہ دیں کہ تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہو کیونکہ میں نے انہیں ایسا کرتے دیکھا ہے اور میں رو دیا ہوں۔

قارئین شاید جاننا چاہیں کہ فضائیہ کس طرح حملہ کرتی ہے لہٰذا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

فضائیہ میں تین قسم کے طیارے ہوتے ہیں۔ لڑاکا۔ بمبار اور مواصلاتی

Marfat.com

طیارے لڑاکا طیارے بمبار بھی ہوتے ہیں لیکن وزنی بموں کو گرانے کے لئے صرف بمبار ہی استعمال ہوتے ہیں۔ اوران کی حفاظت کے لئے ان میں مشین گنیں لگی ہوتی ہیں چند لڑاکا طیارے بھی ساتھ بھیجے جاتے ہیں۔

لڑاکا طیارے دشمن کے حملہ آور طیاروں کو مار بھگانے کا کام کرتے ہیں۔ پاک فضائیہ کے پاس اس وقت دو قسم کے لڑاکا طیارے ہیں ایف ۸۶ اور ایف ۱۰۴ یعنی سیبر اور سٹار یہ دونوں بمباری کرتے ہیں۔ ایف ۱۰۴ اسی ہزار فٹ کی بلندی تک آواز کی رفتار سے دگنی تیز پرواز کر سکتا ہے یعنی اس کی رفتار کوئی ڈیڑھ ہزار میل فی گھنٹہ کے قریب ہے۔

جنگ کے دوران لڑاکا طیارے راکٹوں اور مشین گنوں سے لیس ہر لمحہ پرواز کے لئے تیار رکھے جاتے ہیں۔ ان کے ہوا باز اپنی سیٹ (کاک پٹ) میں بیٹھے رہتے ہیں۔ تاکہ ایک لمحہ کے نوٹس پر پرواز کر سکیں۔ مختلف راڈر سٹیشن دشمن کے طیاروں کی نقل و حرکت دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ جونہی راڈر پر دشمن کے حملہ آور طیاروں کا اشارہ ملتا ہے، راڈر والے اپنے طیاروں کو فوراً اڑنے کی ہدایت دیتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ دشمن کے طیارے کتنی تعداد میں اور کس سمت سے آرہے ہیں۔ راڈر کا نوٹس ملتے ہی جیٹ طیارے غراتے ہیں اور دوسرے ہی لمحے دشمن کی راہ روکنے فضا میں بلند ہو جاتے ہیں۔ اور زندگی و موت کی بازی جیتنے کیلئے نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ لڑاکا ہوا باز دراصل سامنے آکر حملہ آوروں پر حملہ نہیں کرتے بلکہ وہ اپنی پوزیشن ایسی رکھتے ہیں کہ دشمن کے طیارے کو پیچھے سے جالیں۔ اس کوشش کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی رکھا جاتا ہے کہ دشمن کے طیارے نشانے پر پہنچ کر راکٹ اور بمباری شروع نہ کر دیں۔ لہٰذا یہ حرکت تیزی سے کی جاتی ہے۔ سوچنے کا وقت بہت کم ہوتا ہے۔

Marfat.com

بعض لڑاکا طیاروں میں اپنے راڈر لگے ہوتے ہیں جن کی مدد سے وہ دشمن کے ان طیاروں کو بھی آسانی سے دیکھ سکتے ہیں جو ویسے نظر نہیں آتے جونہی ہوا باز دشمن کے طیاروں کے پیچھے پہنچ جاتے ہیں۔ طیارہ میں لگی ہوئی ایک آنکھ کی مدد سے نشانہ باندھتے ہیں اور بٹن دبا دیتے ہیں، اس سے گنیں چلنے لگتی ہیں، جب لڑاکا طیارے آمنے سامنے آکر ایک دوسرے پر جھپٹتے ہیں اور پینترے بدلتے ہیں۔ اسے "ڈاگ فائٹ" کہا جاتا ہے۔ ہر ہوا باز اپنے حریف کے پیچھے ہوکر فائر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ فضا میں قلابازیاں لگا لگا کر پینترے بدلنا اور فائر کرتا رہتا ہے یہ جھڑپ چند منٹوں کی ہوتی ہے۔ اور اس قدر تیز کہ دماغ غیر حاضر ہوا یا ذرا آنکھ کا زاویہ بدلا تو ہوا باز پٹ گیا۔

سکواڈرن لیڈر عالم نے جو داؤ کھیل کر تیس سیکنڈ میں پانچ طیارے مار گرائے تھے وہ کھیل نہیں۔ اکثر ہوا باز یہی داؤ کھیلنا چاہتے ہیں، لیکن ہر کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس میں پٹ جانے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ عالم نے چھ بھارتی طیاروں کو اپنے پیچھے لگا لیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ چھ کے چھ طیارے اسے نشانہ میں لے چکے ہیں۔ اور گنیں چلانے والے ہیں تو اس نے پلک جھپکنے ایک ایسی قلابازی لگائی کہ دشمن کے طیارے اوپر سے گزر گئے۔ عالم نے سیدھے ہو کر چند لمحوں میں سب کو اپنی مشین گنوں کی زد میں لے کر پانچ کو مار گرایا اسے "لیڈر" دنیا کہتے ہیں۔

اکثر ہوا باز سورج کی سمت سے حریف پر حملہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ دشمن سورج کی طرف نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی اسے سورج کی چمک میں کچھ نظر آتا ہے۔

سمندری اور بری فوجی ٹھکانوں پر بم برسانے کے لئے بمبار طیارے استعمال ہوتے ہیں، ان میں بھی راکٹ اور مشین گنوں کا استعمال ہوتا ہے۔ پاک فضائیہ کے

Marfat.com

پاس اس وقت بی ۵۷ قسم کے بمبار طیارے ہیں۔ بمبار طیارے خاصی بلندی تک محفوظ راستے سے پرواز کرتے ہیں۔ ایک ہی ٹھکانے پر ایک سے زیادہ حملوں کی صورت میں ہر بار راستہ بدل کر حملے کے لئے پرواز کی جاتی ہے۔

کچھ طیارے صرف باربرداری اور مسافر برداری کے لئے استعمال ہوتے ہیں ان کے انجن دو سے چار تک ہوتے ہیں۔ فوجوں کی کسی محاذ پر جلد از جلد پہنچانے کے لئے چھاتہ برداروں کو دشمن کے علاقے میں اتارنے کے لئے گھری ہوئی فوجوں کو یا دشوار گزار علاقے میں لڑنے والی فوجوں کو راشن دوائیاں اور گولہ بارود وغیرہ پہنچانے یا پیراشوٹوں کے ذریعے پھینکنے کے لئے ان طیاروں کو استعمال کیا جاتا ہے ان کو مواصلاتی طیارے بھی کہا جاتا ہے۔

پاک فضائیہ کے پاس ہیلی کاپٹر بھی ہیں۔ جو ٹرانسپورٹ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کو مواصلاتی طیارے بھی کہا جاتا ہے۔

پاک فضائیہ کے پاس ہیلی کاپٹر بھی ہیں جو ٹرانسپورٹ کے طور پر اور سمندر میں گھرے ہوئے آدمیوں کو بچانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ چونکہ ان کے اترنے اور پرواز کے لئے لمبے چوڑے میدان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے انہیں محاذ سے زخمیوں کو اٹھا کر فوراً ہسپتال پہنچانے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

مواصلاتی طیاروں میں ایسے طیارے بھی ہیں۔ جو زمین پر بھی اور سمندر میں پانی پر بھی اتر سکتے ہیں۔

ان کے علاوہ چھوٹے اور ہلکے پھلکے قسم کے طیارے بھی ہیں جو توپ خانے کی مدد کے لئے استعمال ہوتے ہیں انہیں توپ خانے کے اپنے افسر اڑاتے ہیں اور دشمن کی پوزیشن دیکھ کر وائرلیس کے ذریعے اپنے توپ خانے کو ضروری ہدایات دیتے ہیں۔ ان کا کام بڑا ہی خطرناک ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر لمحہ دشمن

Marfat.com

کی توپوں کی زد میں رہتے ہیں۔ انہیں اے۔ آر۔ پی کہتے ہیں۔

ایک طیارے کو اڑانے کے لئے یا ایک فضائی جھڑپ یا بم باری کے ایک حملے کے پیچھے ایک پیچیدہ اور وسیع مشینی اور انسانی نظام سرگرم عمل ہوتا ہے جو عام لوگوں کو نظر نہیں آتا۔ راڈر، مواصلات کنٹرولر، دیکھ بھال اور مرمت کرنے والا عملہ، مشین گن، راکٹ اور بم طیارے میں لگانے والا عملہ، تمام اسلحہ اور گولہ بارود کو تیار رکھنے والا عملہ، پیچ در پیچ سائنسی آلات، دقیق مشینری اور اس کی دیکھ بھال کا عملہ وغیرہ۔ لیکن ہوا بازمیں جوش ایمان، بے باکی اور بازو دل میں قوت حیدری نہ ہو تو ساری کی ساری سائنس اور مشینری دھری رہ جاتی ہے۔

ہوا بازوں کی جرأت، دلیری اور مہارتیں اس وقت تک کسی کام کی نہیں جب تک کہ فضائیہ کا زمینی عملہ اپنے فرائض میں چوکس نہ ہو، ہوا بازوں کی شاہبازی کسی کام نہیں آتی، طیارہ ایسی چیز ہے جس میں ہلکا سا بھی نقص ہو تو اسے اڑایا نہیں جاتا بعض نقائص ٹھیک کرتے کئی دن صرف ہو جاتے ہیں۔ لیکن جنگ کے دوران ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ طیاروں کو فضا میں بھیجنا لازمی ہوتا ہے۔ لہٰذا مرمت اور معائنے کا کام نہایت پھرتی سے کرنا پڑتا ہے۔

ہمارے گراؤنڈ سٹاف (ائیرمین) کو غیر ملکی نامہ نگاروں نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پاک فضائیہ کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ زمین پر کام کرنے والے ہوا بازوں نے چھیاسی فیصد طیاروں کو ہر لمحہ تیار رکھا ہے۔ چھیاسی فیصد کا مطلب دراصل سو فیصد ہوتا ہے۔ عام حالات میں طیاروں کی تیاری پچاس فیصد تک ہو تو اسے گراؤنڈ سٹاف کا کمال سمجھا جاتا ہے لیکن جنگی حالات میں جب بعض طیارے ونگوں اور دیگر حصوں میں دشمن کی گولیوں کے سوراخ لے کے آئیں تو انہیں چند منٹوں میں اڑنے کے قابل بنا دینا ایسا کمال ہے۔

Marfat.com

جو صرف پاک فضائیہ کے زمینی عملہ نے کر دکھایا ہے۔ واقعات شاہد ہیں کہ دوسری عالمی جنگ میں جب برطانوی طیارے گولیوں سے مجروح ہو کر آتے تھے۔ یا جن کا وائرلیس سسٹم بگڑ جاتا تھا یا جن میں کوئی خرابی پیدا ہو جاتی تھی تو برطانوی ائیرمین ایسے طیاروں کی مرمت پر کئی کئی روز صرف کر دیا کرتے تھے۔

حملے کے بعد طیارے میں از سرِ نو راکٹ لگانے پڑتے ہیں، مشین گنوں میں گولیوں کے نئے پٹے ڈالنے پڑتے ہیں۔ بعض مشین گنیں فائر کرتے رکتی ہیں، انہیں ہوا باز کی رپورٹ کے مطابق ٹھیک کرنا ہوتا ہے، پٹرول ٹینکیوں کو از سرِ نو بھرا جاتا ہے اور اس کے سارے ہی سسٹم کا از سرِ نو معائنہ کرنا ہوتا ہے، ان تمام کاموں میں خاصا وقت صرف ہوتا ہے۔ لیکن پاک فضائیہ کے گراؤنڈ سٹاف یہ کام منٹوں میں کر کے طیاروں کو پھر سے فضا میں بھیج دیتے رہے زمین کام کرتے والوں کو جس قدر خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

مسلم ممالک میں صرف ترکی ہے۔ جس نے دوسری عالمگیر جنگ کے بعد انیگلو امریکی امداد سے باقاعدہ ہوائی بیڑہ بنایا۔ مصر نے بھی فضائیہ بنا لی۔ لیکن پاکستان پہلی مسلمان مملکت ہے جس نے نہ صرف یہ کہ انتہائی نا مساعد حالات میں ایک بہتر ہوائی بیڑہ بنایا بلکہ ترقی یافتہ ممالک سے یہ حقیقت تسلیم کرا لی کہ پاکستانی فضائیہ شاہبازوں کا غول ہے جو مادرِ وطن کے دفاع میں موت پر جھپٹے مارتے مارنے سے نہیں ڈرتے۔

پاکستانی ہوا بازوں نے اسلامی تاریخ میں فضائی جنگ پہلی دفعہ کفر کے خلاف لڑنے کی سعادت کی۔ انشاء اللہ یہی سعادت ہمارے شہبازوں کے مقابلے میں آنے والی کفر کی ہر یلغار کی عبرت ناک شکست کی امین ہوگی۔

Marfat.com

دہلی کی حالتِ زار

Marfat.com

○

رات کی تاریکیوں میں اپنی قومی روایات پہ عمل کرتے ہوئے سیوا جی مرہٹہ کی طرح جب بھارتی افواج نے پاکستان پہ شب خوں مارا تو دیہاتوں میں سوئے ہوئے شہری ہراساں رہ گئے انہیں یہ سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ ٹینکوں کی یلغار آخر کدھر جا رہی ہے جب انہیں احساس ہوا کہ پاک وطن پر بھارت نے حملہ کر دیا ہے تو وہ سکتہ میں آ گئے وہ براہ راست ایک کمینے دشمن کی زد میں تھے انہیں اپنا اثاثہ اپنے گھر اپنے ڈھور ڈنگر سب کچھ چھوڑ کر یا تو پاکستان کے اندرونی حصوں میں جانا پڑا یا انہیں قیدی بنا کر بھارت لے جایا گیا۔ کئی نوجوان شہید ہوئے کئی زخمی۔ کئی عزیز ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔ بہر صورت ایک کٹھن مرحلہ آ گیا تھا۔ حوصلہ اور استقلال کے علاوہ ایمان کی طاقت سے اس آزمائش میں اہل پاکستان پورے اترے۔

جارحیت کرنے والا ابتدا میں کچھ کامیاب بھی ہوتا ہے۔ لیکن پاکستان پر ہی کٹھن گھڑیاں نہیں گزریں خود بھارت کے اندر بھی بے اطمینانی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی۔ انہیں جلد ہی خود اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ ان کی غلطی کی جڑیں بہت گہری تھیں۔ رن کچھ کے معاہدۂ جنگ بندی کے بعد جب پاکستان یہ توقع کر رہا تھا کہ حالات بہت جلد معمول پر آ جائیں گے۔ اس وقت بھارت کی سیاسی فضا کچھ ایسی تھی کہ مسٹر مہاجن جیسے انصاف کے داعی بھی پاکستان

Marfat.com

کو "مزہ چکھانے" کے موقع کو کھو دینے پر بھارت پر برس رہے تھے۔ رن کچھ کے معاہدہ کو اپنے طریق سے زیر بحث لایا جا رہا تھا۔ جیسے پاکستان کے خلاف نفرت پھیلانے کا مقصد پورا کیا جا رہا ہو۔ جن سنگھ کے علاوہ حکمران کانگرس پارٹی بھی اسی طور حالات کو زیادہ سے زیادہ خطرناک بنانے میں کوشاں تھی۔ گویا اخلاقی پستی کا ایک دور شروع ہو چکا تھا۔

جن سنگھ کے پیش نظر برصغیر کی تقسیم کو بھی ختم کرنے کا پروگرام تھا، وہ تو بھارتی فوج کی کارکردگی پر بھی خائف تھی۔ جو رن کچھ میں کارہائے نمایاں نہیں کر سکی تھی مسٹر شاستری، جو اس وقت وزیراعظم تھے۔ ان کے خلاف اگست ۱۹۶۵ء میں مسٹر مرار جی ڈیسائی کی سرکردگی میں مظاہرے بھی کئے گئے اور رن کچھ کے معاہدہ کو ختم کر دینے کے لئے مطالبات کئے گئے۔ اگست میں ہی جب مقبوضہ کشمیر میں بھارتی سامراج کے خلاف بغاوت ہو گئی تو پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے لئے بھارت میں نعرہ بازی ہونے لگی، جے پرکاش نرائن اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں نے بھی دبی زبان سے اور کبھی کبھی فلسفیانہ انداز سے بھارتی حکومت کو پاکستان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے اکسانا شروع کر دیا۔ ۱۶ اگست ۱۹۶۵ء کو بھارتی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ تو جن سنگھ کے ہزاروں کارکنوں نے رن کچھ کے معاہدہ کے سلسلے میں برانگیختہ کرنے والے نعرے لگائے اور جلوس نکالے۔ فرقہ وارانہ عصبیت پھیلتے دیکھنے کے باوجود بھارتی حکومت نے جن سنگھ پر کوئی پابندی نہ لگائی اور اپنی کمزوری کا اعتراف کر لیا۔ آنجہانی مسٹر شاستری نے اسی صورتحال سے پہلے آزاد کشمیر پر اور پھر پاکستان پر جارحانہ کارروائی کرنے کے لئے ہاتھ مضبوط کیئے۔ حالات تیزی سے بدلتے رہے اور مسٹر شاستری نے خود رن کچھ سمجھوتے کے متعلق اوٹ پٹانگ بیان دینے شروع کر دیئے۔ کشمیر میں رونما ہونیوالے

Marfat.com

واقعات کے ڈانڈے رن کچھ کے سمجھوتے سے ملائے گئے اور ۲۵ اگست ۶۵ء کو وزرائے خارجہ کے ہونے والے جلسہ کو التوا میں ڈال دیا۔ اسی موقع پر بھارت نے آزاد کشمیر میں کرگل کی چوٹی پر حملہ کر کے حدِ متارکہ جنگ کو عبور کیا اور پھر اوڑی پونچھ کے علاقہ میں اودھم مچایا۔ ان کارگزاریوں کو بھارتی فوج کے کارنامے قرار دے کر بھارتی حکومت نے فتح کے شادیانے بجائے اور اخبارات نے سرخیاں جما کر خبریں شائع کیں۔

ذمہ دار بھارتی اخبار نویسوں نے بیرونی ممالک کے اخبار نویسوں سے تبادلۂ خیالات کرتے ہوئے بتایا کہ یکم ستمبر ۶۵ء تک تو بھارتی کارروائیوں کا کوئی جواب نہ دیا گیا لیکن بھارتی اپنی جارحانہ کارروائیوں کی بنا پر سمجھتے تھے کہ بالآخر پاکستان کو اپنے تحفظ کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے ہی ہوں گے۔ اس لئے بھارت بے پناہ تیاریوں میں مصروف تھا۔ چھمب جوڑیاں کے علاقہ میں جب پاکستانی افواج نے پیشقدمی کی تو بھارتی ہوائی فوج بھی حرکت میں آ گئی۔ لیکن ان کو پاکستانی افواج کی طاقت کا اندازہ نہ ہو سکا تھا۔ تاہم ۲ ستمبر کو لاہور کے ساتھ سارے مواصلاتی نظام کو بھارت نے درہم برہم کر دیا اور مغربی پاکستان پر جارحانہ اقدام کی تیاریاں ہونے لگیں۔ دہلی میں دو تاریخ سے یہ افواہیں گرم تھیں کہ آج کل میں پاکستان پر حملہ ہونے والا ہے۔ بھارت نے پرائیویٹ بس کمپنیوں سے بسیں اور ٹرک حاصل کر لئے اور دہلی کے گرد و نواح میں بھارتی افواج کی حرکات تیز کر دیں۔

جب یہ ساری تیاریاں ہو رہی تھیں۔ مشرقی پنجاب میں پنجابی صوبہ کے قیام کے لئے مظاہرے زوروں پر تھے۔ اور سنت فتح سنگھ انہی دنوں مرن برت رکھنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ پنجابی صوبہ کی تحریک کے باعث عین ممکن ہے۔ کہ پاکستان پر جارحانہ حملہ سے بھارت کا مقصد سول وار کو روکنا بھی ہو۔

Marfat.com

۶ ستمبر کو بھارتی وزیر دفاع نے پاکستان پر حملہ کا اعلان کیا اور اس کے کہیں بعد جا کر سکھ لیڈروں نے اپنی تحریک کی سرگرمی کو ختم کیا۔

۶ ستمبر ۶۵ء کا دن دہلی میں ایک جشن مسرت تھا۔ ایک غیر ملکی اخبار نویس کے بیان کے مطابق بھارتی پارلیمنٹ میں ۶ ستمبر کو مسٹر چون کے بیان دینے سے پہلے ممبر اور بھارتی اخباری نمائندے ہنس ہنس کر حالات پر تبصرہ کر رہے تھے۔ ان خیالات کے مطابق مرحوم وزیر اعظم شاستری نے مغربی پاکستان پر سہ طرفہ حملہ کر کے اپنے آپ کو پنڈت نہرو سے بھی زیادہ بڑا لیڈر ثابت کر دکھایا تھا۔

جس سعادت کا مظاہرہ بھارتی لیڈروں نے مغربی پاکستان پر بھارتی ہوائی حملہ کی خبر سن کر کیا اس سے انسانیت شرماتی ہے انہوں نے پارلیمنٹ کے ایوان میں ہی ناچنا اور نعرے لگانا شروع کر دیا کئی غیر ملکی اخباروں نے ان کے اس رویہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھا۔

"اتنے بڑے ملک کے لیڈروں کے لئے یہ سب کچھ شرمناک تھا ۶ ستمبر کی شام کو ہی رات کے سناٹوں میں پکڑے ہوئے مسلمان بچوں اور بوڑھوں کا جلوس امرتسر کے بازاروں میں نکالا گیا۔ مضحکہ خیز توہین آمیز نعروں اور طنزیہ جملوں سے بے یار و مددگار قیدیوں کے دلوں پر چھریاں چلائی گئیں، خوشی میں دیوانے جن سنگھ کے کارکن لوگوں میں مٹھائی بانٹتے پھرتے تھے۔ خوش خوش، لوگوں کی ٹولیاں دہلی کے بازاروں میں لاہور پر قبضہ کی من گھڑت خبریں لوگوں کو سنا سنا کر خوش ہو رہی تھیں۔ یہ خبر بھی گرم تھی کہ پنجاب پولیس کے ایک سینئر افسر مسٹر اشونی کمار کو لاہور کا ناظم بھی مقرر کر دیا گیا ہے۔

۷ ستمبر ۱۹۶۵ء کو پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے سے پہلے یہ توقعات کی جا رہی تھیں کہ بھارتی وزیر دفاع لاہور پر حملہ کے متعلق کوئی فیصلہ کن بیان

Marfat.com

دیں گے۔ لیکن بہت سوں کو یہ جان کر مایوسی ہوئی کہ وزیر دفاع تو ایوان میں موجود ہی نہیں، تاہم، بھارتی اخبار نویس یہ خوشخبری سنا رہے تھے کہ وزیر دفاع لاہور ریڈیو سے ہی اعلان کریں گے۔ یہاں تک کہ ایک مشہور بھارتی اخبار نویس نے بمبئی کے ایک ہفت روزہ اخبار میں لکھا "جس وقت یہ سطور شائع ہوں گی، ہمارے وہ افسران جو اپنے ڈنر سوٹ ساتھ لے گئے ہیں لاہور کے فلیٹی ہوٹل میں ناچ رہے ہوں گے" وزیر دفاع نے تو لاہور کے جم خانہ کلب کے لئے دعوت نامے بھی جاری کر دیئے تھے۔ اور اخبارات نے خاص نمبر شائع کرنے کے اہتمام کر رکھے تھے اللہ جل شانہ، اپنے ناچیز بندوں کے عزو تکبر کو خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

۸ ستمبر ۱۹۶۵ء کو دہلی میں خوش گپیوں اور ٹھٹھوں کا طوفان ختم گیا جن سنگھ کے جو غنڈے لاہور لوٹنے کے لئے پیدل، ٹانگوں، سائیکلوں، سکوٹروں، کاروں اور ٹرکوں پر سوار لاہور کی سمت بڑھ رہے تھے۔ پاک فضائیہ کے شہبازوں کو دیکھتے ہی واپس لوٹے، افراتفری میں پورس کے ہاتھیوں کی طرح اپنے ہی ساتھیوں کو کچلنے لگے، ساماں سے بھرے ہوئے ٹرکوں کو دیکھنے کی بجائے جب بھارتی دیویوں نے لاشوں کے ٹرک دیکھے تو پھر "ہائے ہائے شیرا" شروع ہو گیا اور امرتسر سے چلتی ہوئی "ہائے شیرا" اور "سینہ کوبی" کی آواز دہلی میں بھی سنی گئی۔ عام بھارتی بھی لیڈروں کے جھوٹ کو سمجھ گئے۔ اگرچہ وہ لوگ لاہور سے دور تھے۔ لیکن ان کو یہ احساس ہو گیا کہ بھارتی جارحیت کے ساتھ کچھ غیر معمولی حادثہ ہوا ہے دہلی کی گلیوں میں افراتفری کا عالم پیدا ہو گیا اور بھری ہوئی گاڑیاں، موٹریں دہلی کی طرف دوڑنے لگیں۔

جن سنگھ رضا کاروں اور اسی قسم کے دیگر تمام جماعتوں نے اعلانات شروع کر دیئے کہ پاکستان نے دہلی اور اس کے گرد و نواح میں چھاتہ بردار اتارے

Marfat.com

ہیں ایسے اعلانات کے نتیجہ کے طور پر بھارت نے مسلمان باشندوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا، انہیں نامعلوم مقامات پر لے جایا جاتا اور طرح طرح کی ایذائیں دے کر ان سے یہ کہلوانے کی کوششیں کی جاتیں کہ وہ پاکستانی چھاتہ بردار ہیں جب بھارتی سورماؤں کو کچھ ہاتھ نہ آتا تو مایوسی کے عالم میں وہ ظلم کی رسی کو اور کس دیتے، ایسی خبریں پھیلتی رہیں کہ فلاں جگہ ایک باربرداری کا جہاز گرایا ہے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ بھارتی فوج نے پریشانی کے عالم میں اپنے ہی جہاز کو مار گرایا تھا ہر شخص پر چھاتہ برداری یا جاسوسی کا الزام لگانے کا مقصد صرف اس قدر تھا کہ بھارتی مسلمانوں کو جتنا پریشان کیا جا سکتا ہے کیا جائے۔ ایک پاکستانی نامہ نگار نے اپنی روداد اس طرح لکھی ہے۔

"جب میں اس صبح (۸ ستمبر) دہلی میں چکر لگانے کی خاطر گیا تو مجھ پر صاف ظاہر ہو گیا کہ آزادی کے ساتھ گھومنے کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ ایک ذلیل قسم کی پکڑ دھکڑ کا بازار گرم تھا۔ سب سے زیادہ مجھے جس بات کا خوف تھا وہ یہ تھا۔ کہ پاکستانی نامہ نگاروں کو بھی کہیں دہلی سے نکالنے کے احکامات جاری نہ ہو جائیں اور ان کو پاکستان نہ بھیج دیا جائے۔ تاہم خطرے کا احساس کر کے میں ایک اور پاکستانی اخبار "جنگ" کے نامہ نگار کو بعد میں گرفتار کر لیا گیا تھا) کے گھر گیا تاکہ اس سے مل کر بدلے ہوئے حالات میں کام کرنے کے متعلق بات چیت کی جا سکے ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ ہم پہلے کمیشن کے پاس جائیں اور وہاں سرکردہ آفیسروں سے بات کریں۔ لیکن آفیسر بھی اس وقت تک کچھ بتانے کی پوزیشن میں نہ تھے: تاہم انہوں نے یہ ضرور کہا کہ اگر ہمیں خطرہ کا احساس ہوا تو ہم کمیشن کی عمارات میں منتقل ہو جائیں، ہمیں پتہ چلا کہ پہلے ہی تین پاکستانی نامہ نگار وہاں جا چکے تھے چنانچہ ہم نے بھی وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا۔

Marfat.com

جنگ کے نامہ نگار کے ہمراہ میں اس کے گھر گیا اور اُسے چند ضروری چیزوں کے سنبھالنے میں مدد دی تقریباً چار بجے ہوں گے۔ جب میں اپنے گھر اس خیال سے پہنچا کہ میں بھی اپنی ضروری اشیاء سنبھال لوں، لیکن گھر جا کر معلوم ہوا کہ میرا نوکر غائب ہے۔ میں نے اس کا انتظار کرنا مناسب سمجھا، لیکن اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجی تو ہائی کمیشن کے دفتر سے ایک پاکستانی نامہ نگار نے کہا کہ میں فی الفور اپنا مکان چھوڑ دوں اور میں نے ایسا ہی کیا۔ ایک اٹیچی کیس کے سوا میرے پاس اور کوئی سامان نہ تھا۔ میں نے ٹیکسی والے کو بھی اپنی منزل کا پتہ نہیں بتایا۔ تاہم ٹیکسی والا حالات پر تبصرہ کرتا رہا۔ اور وہ اس بات پر بڑا خوش تھا کہ اس نے کئی پاکستانیوں کو گرفتار کرایا ہے۔ مجھے راستہ سینکڑوں میل لمبا محسوس ہو رہا تھا۔

" اچانک اس نے ٹیکسی کو سڑک کے ایک طرف روکا مجھے احساس ہوا کہ بس اب یہ مجھے یا تو پولیس کے حوالے کر دے گا یا جن سنگھیوں کے۔ لیکن وہ صرف پانی پی کر واپس آ گیا آخر ہم مشن کی بلڈنگ کے قریب پہنچے تو میں نے اسے عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گھومنے کو کہا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے میرے سر سے سینکڑوں من بوجھ اتر گیا ہے۔ اس وقت ٹیکسی والے کی مایوسی دیکھنے کے قابل تھی۔ شاید اسے افسوس ہو رہا تھا کہ پانی چھاتہ برداروں کے پکڑنے کے سلسلے میں بھارتی سرکار کی طرف سے ملنے والا پانچ صد روپیہ اس نے کھو دیا ہے۔"

ہائی کمیشن کے دفتر پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ جنگ کے نامہ نگار کو عین اسوقت گرفتار کیا گیا جبکہ میں اس کے گھر سے نکلا ہی تھا۔ میں نے اپنے فلیٹ پر ٹیلیفون کیا تو ایک نسوانی آواز نے "ہیلو" کیا۔ یہ میری مالک مکان تھی اور وہ اس بات پر خوش تھی کہ میں صرف پانچ منٹ کے فرق سے بھارتی پولیس کے ہاتھوں بچ نکلا ہوں لیکن اسے میرے گھر کی تلاشی اور لوٹ کے علاوہ میرے ملازم کے

Marfat.com

گرفتار ہونے پر افسوس بھی تھا۔"

اگرچہ ان واقعات سے اور اس کے بعد پاکستانی سفارت خانے میں پیش آنے والے حالات سے پاکستانی لوگوں کی بے بسی کی تصویر بھی سامنے آتی ہے کس طرح انہیں کھانے کو کچھ نہ دیا جاتا رہا اور معصوم بچے دودھ کی چند بوندوں کو ترستے رہے۔ لیکن اس سے بھارت کی ان پریشانیوں کا اندازہ بھی ضرور ہوتا ہے۔ جس کے باعث وہ حق و باطل اور نیک و بد میں تمیز کرنے کے قابل بھی نہ رہا تھا۔

سترہ روزہ جنگ کے خاتمہ کے ساتھ دہلی کے مصائب ختم نہیں ہو جاتے دہلی کی حالتِ زار کا اندازہ تو ہر وقت ہو سکتا ہے۔ اپنوں سے بیر، ہمسایوں سے ناراضگی، رعایا پر عدم اعتماد اور اسی قسم کی کئی بیماریاں دہلی سرکار کو لاحق ہیں۔ ان کا مختصر ذکر خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔

قحط

بھارت نے بے شک کشمیر کے دریاؤں کے رخ موڑے، کشمیر پہ جارحانہ قبضہ کر کے کئی جھیلوں اور چشموں کا روپ چھینا۔ بھاکڑہ ننگل ڈیم جیسا بند تعمیر کیا لیکن اس کے باوجود بھارت کے اکثر اضلاع میں قحط کی صورت ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ گذشتہ کئی برس سے تو بہار، اوڑیسہ اور بنگال کے علاوہ شمالی دکن میں بھوک سے مرنے والوں نے حکومت سے ٹکر بھی لی ہے۔ لیکن اس کے باوجود خوراک کا مسئلہ سنگین ہے۔ سنگین تر ہوتا جا رہا ہے یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے بچے بیچنے بھی شروع کر دیئے ہیں تاکہ وہ ان کو بھوک سے بلکتا نہ دیکھیں اور خود پیٹ بھر کر کھا سکیں۔

Marfat.com

آبادی

قحط میں دیگر وجوہات کے علاوہ وہاں کی بڑھتی آبادی کا ہاتھ بھی ہے اگرچہ پاکستان کو بھی آبادی کا مسئلہ درپیش ہے۔ لیکن بھارت میں آبادی کا اضافہ آبادی کے لحاظ سے ہی ہوگا۔ گرم مرطوب آب وہوا کے علاقوں میں ویسے بھی شرح پیدائش زیادہ ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے محکمہ کے باوجود آبادی کا بڑھتا ہوا رجحان حکومت کے لئے ایک لاینحل مسئلہ ہوگیا ہے۔ بعض علاقوں میں کم سنی کی شادی کا رواج ہے۔ اور اکثر ایسی خبریں ملتی رہتی ہیں کہ تیس برس کی عورت دادی بن گئی ہے اور تیرہ برس کی لڑکی نے دو جڑواں بچوں کو جنم دیا ہے۔

زرمبادلہ

بھارت میں کافی کارخانے اور فیکٹریاں موجود ہیں ان کا مال اگرچہ باہر بھی بھیجا جاتا ہے۔ لیکن کوالٹی کے پیش نظر ان کی مانگ زیادہ نہیں اس کے برعکس بھارت کے ترقیاتی منصوبوں اور دفاع کے سازوسامان کے لئے بھارت کو کثیر زرمبادلہ کی ضرورت ہے۔ بیرونی تجارتی منڈیاں بھارت کا اتنا مال نہیں خریدتیں جس سے بھارت کو زرمبادلہ کی کمی محسوس نہ ہو۔ چنانچہ اپنی مجبوری کے پیش نظر ہی بھارت کو اپنے روپے کی قیمت ایک تہائی کم کرنی پڑی ہے اب ایک پونڈ میں کھلی مارکیٹ میں اکیس بھارتی روپے ملا کریں گے۔ ظاہر ہے کہ زرمبادلہ حاصل کرنے کے لئے اب بھارت کو زیادہ نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ اور اس کا اعتراف بھارتی لیڈر کر رہے ہیں۔

Marfat.com

مذہبی خلفشار

بھارت میں بے شمار اقوام اور بے شمار مذاہب رائج ہیں۔ برسر اقتدار پارٹی یعنی کانگریس اگرچہ لامذہبیت کا دم بھرتی ہے۔ لیکن مہاسبھائی ذہنیت بار بار آشکارہ ہوکر رہتی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ ہندوازم دوسرے مذاہب کو برداشت کرنے کی وسعت نہیں رکھتا اس لئے ہر طبقہ خواہ وہ مسلم ہے بدھ ہے۔ جین ہے یا عیسائی۔ اندرونی طور پر بھارت کی سرکار سے شاکی ہے اور بھارتی حکومت اچھی طرح جانتی ہے کہ شدھی کی تحریک کے باوجود وہ لوگوں کو ان کے آبائی مذاہب سے گمراہ نہیں کرسکی اور ہر شخص کے دل میں بھارتی سامراج کے خلاف غم و غصہ ہے۔ اس کا مآل کیا ہوگا یہ تاریخ ہی بتاسکے گی۔

غیر جانبداری

بھارتی حکومت جہاں داخلی امور میں لامذہبی حکومت کا پرچار کرتی ہے وہاں خارجی سیاست میں غیر جانبداری کا دعویٰ بھی کرتی ہے۔ اس غیر جانبداری کا پول بھی سترہ روزہ جنگ میں کانی کھلا جبکہ بھارتی وزراء کشکول ہاتھ میں لیکر تعاون کی بھیک مانگنے مختلف ممالک کو گئے۔ اس سے قبل بھی خفیہ معاہدوں کے انکشاف سے غیر جانبداری کا بھانڈ پھوٹ گیا تھا۔ یہ دعوے بہرحال آج بھی قائم ہے اور بھارت امریکہ اور روس جیسی حکومتوں میں کسی ایک کو اپنانے کے لئے دونوں سے امداد طلب کر رہا ہے دیکھئے وہ کس کسوٹی پر بھارت کو پرکھتے ہیں۔ دہلی سرکار اس کشمکش میں بھی مبتلا ہے کہ وہ لامذہبیت کا جامہ کیسے اتارے اور غیر جانبداری کے لیبل کو اتار کر کس ملک کی شراب سے اپنی ذہنی

Marfat.com

بوتل کو بھرے۔

دفاع

بھارت کو ہر اس ملک سے خطرہ ہے جو حق وانصاف کی آواز کی حمایت کرتا ہے اور بھارت کو اپنے دست استبداد روکنے کے لئے کہتا ہے ایسے ممالک میں سے سر فہرست ممالک پاکستان اور چین ہیں امریکی اور روسی اسلحہ دونوں ممالک کے خلاف بھارت استعمال کر چکا ہے۔ اور اب پھر نئے سرے سے اکٹھا کرنے کی تگ ودو میں مشغول ہے۔ اس سلسلہ میں ایک تو بھارت اپنا نصف سے زائد بجٹ خرچ کر رہا ہے۔ دوسرے در در پر ہاتھ پھیلائے "امداد" "امداد" پکار رہا ہے۔ حالانکہ اسے کسی سے بھی کوئی خطرہ نہیں سوائے اپنے جارحانہ انداز فکر کے سوائے اپنے ذہنی ہیولوں کے اور سوائے اپنی شامتِ اعمال کے۔

اندرونی بغاوتیں

اپنے ارد گرد دفاع کے جو حصار بھارت تعمیر کرنے میں مشغول ہے اس سے ان کی اندرونی سیاست پہ خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔ ملک کے ہر گوشہ میں بے اطمینانی کی لہر رواں دواں ذہنوں میں انقلاب لا رہی ہے کیرالا جاگ اٹھا ہے مدھیہ پردیش میں نئی زندگی حرکت کر رہی ہے۔ ناگا قبائل کے آزادانہ اقدامات نے بھارت کے مہا سبھائی ذہن کو جھنجھلا کے رکھ دیا ہے۔ نیز وقبائل بھی آوازِ حق بلند کرنے پر اتر آئے ہیں۔ کشمیری حریت پسندوں نے تو تاریخ کے لب ورخسار پہ شہیدوں کے خون کی سرخی اور لالی سجا دی ہے۔ حق کہنے والی سردار منگل سنگھ کی آواز اگر سنت فتح سنگھ کے حلق میں اٹک گئی تھی تو اب پھر سے پنجابی صوبہ

Marfat.com

کے وعدہ پر تو بلند ہوئی ہے۔ قدم قدم پر فریب دینے والی مہاشہ سرکار سکھوں سے بھی نبرد آزما ہے۔ اس کھینچا تانی میں دقار کی رسی کے دھاگے ایک ایک کر کے ٹوٹ رہے ہیں۔

کشمیر!

ان ساری دباؤں میں اگر اخلاقی طور پر کہا جائے تو کشمیری خواتین کی آہوں کا دھواں، کشمیری مظلوم بچوں کی چیخ و پکار اور کشمیری بوڑھوں کی گھٹی گھٹی سانسیں شامل ہیں اور کشمیر کا بچہ بچہ ایک تیغ برہنہ بنا بھارت کے سر پہ لٹک رہا ہے۔ برف پوش وادیوں میں سرگوشیاں کرنے والی ہوائیں جہاں بڑی صاف اور سرد ہوتی ہیں۔ وہاں بھارت کے میدانوں کی طرف بڑھتے ہوئے ان میں ظلم و ستم کی آندھیاں بھی مل جاتی ہیں۔ اور پھر وہ ہر بھارتی جارح کے حلق میں ایک پھانس بن جاتی ہیں۔ ان سارے تنازعات کی جڑوں میں کشمیر کے چناروں کی آگ بھری ہے۔ کبھی یہ دبی رہتی ہے۔ کبھی سلگنے لگتی ہے۔ اس الاؤ کو ٹھنڈا کرنے کا واحد حل کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دینا ہی ہے۔ اگر بھارت اپنی "میں نہ مانوں" کی رٹ چھوڑ کر کشمیر کا مسئلہ حل کرے تو پھر بھارت کے اور کئی مسائل بھی خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

پاکستان نے ہر ممکن وقت میں بھارت کے نیک جذبات کو اپیل کی ہے لیکن بھارت نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ پاکستان بھارت کے مسئلہ خوراک کو حل کرنے میں اس کی مدد کر سکتا ہے۔ دفاع کے سلسلہ میں اس کا معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ تجارتی مراسم بڑھا کر بھارت کے کام آ سکتا ہے۔ اپنے کردار و عمل سے دیگر ممالک سے بھارت کی الجھی ہوئی تاروں کو سلجھا

Marfat.com

سکتا ہے اور دہلی کے در و دیوار پہ چھائی ہوئی تاریکیوں میں کئی دیئے جلا سکتا ہے۔ جب تک بھارت یہ نہ سوچے گا۔ تب تک دہلی کی تو کیا بھارت کی حالت ذرا میں بھی کوئی فرق نہیں آئے گا۔

Marfat.com

بھارت کا شکریہ

Marfat.com

سوئے ہوئے شیر کو جگانے والی مثل اگرچہ مکمل طور پر ہم پر صادق نہیں آتی کیونکہ ہم یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ ہم خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے اور دشمن اپنی من مانی کارروائیوں میں مصروف تھا۔ اس کے برعکس ہم بھارت کی جارحیت کا بہ نظر غائر مطالعہ کر رہے تھے۔ اور اقوام عالم میں بھارت کے جارحانہ عزائم کا بھانڈا پھوڑ چکے تھے۔ لیکن اس لحاظ سے ہم پر یہ مثل درست آتی ہے کہ رات کے اندھیروں میں بین الاقوامی سرحدوں کو توڑ کر دوسرے ملک میں گھس آنے کی خباثت کی ہمیں بھارت کی "لامذہبی حکومت سے" بالکل توقع نہ تھی۔ رن کچھ کے معاہدہ کے بعد ہماری افواج اپنی اپنی چھاؤنیوں میں واپس چلی گئیں تھیں۔ یہ خیال ہرگز نہیں تھا کہ امریکہ جیسا حلیف ہمیں دھوکہ دے کر بھارت کو آلہ کار بنا کر پاکستان کی سرزمین پر ایک بھرپور حملہ کرا دے گا۔

سامراجی طاقتوں نے ہمیشہ ہی اسلام سے ٹکر لینے کی کوشش میں منہ کی کھائی ہے یہ جنگ جس کا آغاز بھارت نے کیا دراصل سامراج گٹھ جوڑ کا ایک روپ تھا لیکن اس جارحیت سے بھی ہمیشہ کی طرح بھارت نے گھاٹے کا سودا کیا ہے اور اس سودے میں پاکستان کو جو نفع ہوا ہے اور آئندہ ہوتا رہے گا۔ اس کیلئے ہم بھارت کے شکر گزار ہیں۔ اقوام عالم میں اپنے منہ میاں مٹھو بننے والے بھارت نے جو کالک اپنی پیشانی پر ملی ہے اس کی موجودگی میں ہمارے اسلوب اور

Marfat.com

کردار کی چاندنی اور نکھر آئی ہے۔ اگر بھارت ایسی حماقت نہ کرتا تو ممکن ہے ہم دھوکے میں رہتے اور بھارت چین کا نام لے کر امریکہ اور روس سے سامانِ جنگ خریدتا جاتا یا امداد کے طور پر قبول کرتا رہتا اور ستمبر ۶۵ء کی بجائے کسی اور وقت پر اسی اسلحہ اور سامراجی تعاون کے سہارے ہماری سرحدوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا آخر ہم اس "نیک" ہمسائے کا شکریہ کیوں ادا نہ کریں کہ اس نے ہمیں یہ سبق سکھا دیا ہے بلکہ ذہن نشین کرا دیا ہے کہ جنگ ہو یا امن بھارت پاکستان کا دوست نہیں ہو سکتا۔

ہندو لیڈروں نے گاندھی جی اور پٹیل سمیت ایسے ایسے بیانات دیئے تھے۔ جس سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ پاکستان کا قیام دو قوموں کی ذہنی تفریق کا نتیجہ ہے اور وہ وقت آئے گا جب بھارت اور پاکستان پھر ایک ہو جائیں گے۔ ماضی قریب میں مشترکہ دفاع کا ایک شوشہ بھی چھوڑا گیا تھا۔ جانے یہ خیال کس ذہن کی پیداوار تھا۔ لیکن ستمبر ۶۵ء کی بھارتی جارحیت نے ایسے تمام امکانات کو یکسر ختم کر کے ہمیں اپنے وسائل پر بھروسہ کرنے، اپنی چنگاریوں سے الاؤ دہکانے اور اپنے پاؤں پہ آپ کھڑا ہونے کا جو سبق دیا ہے اس کیلئے بھی ہم بھارت کے شکر گزار ہیں۔

موجودہ مادہ پرست دور میں جبکہ کئی اسلامی ممالک بھی مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگے جا چکے ہیں پاکستان میں مغربی تہذیب نے اپنے بہت سے اثرات چھوڑے ہیں۔ نشست و برخاست سے لے کر لباس تک ہمارے کئی روپ مغربی اندازِ فکر کے تابع ہیں۔ ہمارے ہاں کے علمائے دین اس حالت سے سخت خائف تھے۔ محرابوں کے نیچے اور ممبروں کے اوپر کھڑے ہو کر وہ ہر وقت موجودہ نسل کی بے راہ روی اور لادینیت پر فتوے صادر کرتے تھے۔

Marfat.com

بادی النظر میں ان کے نزدیک روحانیت دم توڑ چکی تھی اور ان کے اقوال کے مطابق اسلام چند لوگوں تک ہی محدود رہ گیا تھا۔ مغربی تعلیم سے آراستہ لوگوں اور آئمہ دین کے درمیان ایک گہری خلیج پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن "آناً فاناً" ٹھونسی جانے والی جنگ نے نہ صرف اس خلیج کو پُر کیا ہے بلکہ ذہنوں میں پھیلے ہوئے جالوں کو بھی اتار کر رکھ دیا ہے۔ دونوں طبقوں سے تعلق رکھنے والوں کو سمجھ آ گئی ہے [illegible] کا مسلمان ہونا ہی بھارت کے لئے اور بھارت کے حواریوں کے لئے ایک تکلیف دہ امر ہے اور ان کی سالمیت کا راز ایک ہی دین فطرت پر اعتقاد رکھنے میں پوشیدہ ہے۔ ان کے جداگانہ انداز کے باوجود ان کی اولین اور اعلٰے قدر مشترک ہے جہاں داڑھی منڈھے اور انگریزی لباس پہننے والے طبقہ نے سرفروشی کی نئی مثالیں قائم کی ہیں وہاں مذہبی بزرگوں نے بھی وطن کی خاطر، قوم کی خاطر اور مذہب کی خاطر بوڑھوں نے سینے تان کر گولیاں کھائی ہیں۔ کیا ہم بھارت کے مشکور نہیں کہ اس نے ہمارے باہم تفرقات کو مٹانے کا ایک موقعہ باہم پہنچایا ہے۔

قرونِ اولٰی کی وہ داستانیں جن میں مجاہدینِ اسلام لوٹی پھوٹی زرہیں اور تلواریں لے کر لڑتے تھے۔ قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود کفار کے عظیم لشکروں سے ٹکرا جاتے تھے۔ مسجدوں میں سر کٹواتے تھے اور بارگاہ ایزدی سے ان پر رحمتوں کا نزول ہوتا تھا۔ اس دور میں قصہ ہائے پارینہ بن چکی تھیں اور اکثر مادہ پرست لوگ اور غیر مذاہب سے تعلق رکھنے والے ان پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ مسلمان صرف شہادت پانے کی خاطر اللہ اور اس کے رسولؐ کی خاطر، حق کی خاطر اور مظلوموں کی حمایت میں کس طرح چمکتے لوہے کے سلابوں سے ٹکرا جاتا تھا۔ کیسے ایک یکا و تنہا مسلمان کو یقین ہوتا تھا

Marfat.com

که حور و غلمان اسے جنت کے اندر لے جانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ ایسے تمام لوگوں کے منہ پر تالے لگ گئے جب اپنے سے چھ گنا بڑی طاقت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو پاکستان کے نوجوانوں نے روک دیا بلکہ پسپا کر دیا وہ قرآنی آیات کے مطابق سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے اور کشمیر کی برف پوش چوٹیوں سے لے کر راجستھان کے تپتے ہوئے صحراؤں میں ایسی لازوال کہانیوں کو جنم دیا کہ مادہ پرست ملکوں کے دہریے بھی کہہ اٹھے کہ پاکستان کیا ہے ؟ اس کے نوجوان کیسے ہیں۔ ؟ اس کی افواج کیسی ہے ؟ کئی سال سے مصروف کار ہمارے وزارتِ خارجہ کے اراکین جو شہرت اور مقبولیت پاکستان کو نہیں بخش سکتے تھے۔ وہ بھارت کی چھیڑی ہوئی اس جنگ نے بخش دی اور دنیا پاکستانی افواج کے کارنامے پڑھ پڑھ کر انگشت بدندان رہ گئی کیا ہمیں بھارت کا شکر گزار نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کی جارحیت نے جہاں پاکستان کو دنیا کے کونے کونے میں روشناس کرایا وہاں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی بہادری کی داستانوں پہ مہر تصدیق بھی ثبت کی۔

ہمارے لیڈر کئی دفعہ اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں۔ کہ ستمبر ۶۵ء کی جنگ پاکستانی افواج کے علم ویقین کے ساتھ ساتھ عوام کی دعاؤں سے بھی جیتی گئی ہے اس میں شک کی قطعی گنجائش نہیں۔ بوڑھے بزرگوں نے مسجدوں میں دعائیں مانگیں کہ ان کا پاکستان سالم رہے اور پاکستان کے نوجوان دشمن کا قلع قمع کر کے رکھ دیں جوان مردوں نے دن رات بھاگ دوڑ کر افواج پاکستان کی سپلائی لائن برقرار رکھنے کی سعی کی۔ نوجوان بہنوں نے دن رات کپڑے سیئے۔ سویٹر بنے فوجی بھائیوں کے لئے تحفے اکٹھے ک بچوں نے اپنی بچتیں قوم کے دفاع میں لگا دیں۔ غرض ساری قوم نے

Marfat.com

ایک ایسے اخلاق اور کردار کا مظاہرہ کیا۔ جس کے مناظر سے آنکھوں میں فرط عقیدت سے آنسوں آجاتے ہیں۔ ایثار و محبت کی ان داستانوں کو اکٹھا کیا جائے تو ایک دفتر درکار ہے ہر شخص کے بس میں جو کچھ تھا اس نے وہ کیا جان و مال اور اولاد تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ قائداعظم مرحوم نے تو قوم کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا تھا۔ لیکن تب بھی کچھ جماعتیں اپنے جداگانہ منشور کے تحت اپنے مفاد کے لئے کام کرتی رہیں لیکن اس جنگی محاذ پر کوئی سیاسی جماعت نہ تھی یہاں پاکستانی قوم تھی اور اس کا پاکستان تھا، یہ یک جہتی، یہ اتحاد یہ اخوت، یہ ایثار یہ عزم و یقین اور یہ لازوال جذبہ جہاد جنگ نے پیدا کیا۔ جنگ بھارت نے چھیڑی تھی اور اس لحاظ سے بھارت نے ہمیں یہ محسوس کرنے کا۔ بلکہ یہ دیکھنے کا موقع دیا کہ مسلمان بھائی بھائی ہیں اور وقت پڑنے پر تمام مسلمان من حیث القوم اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان زندہ معجزوں سے اسلام کی عظمتوں پر ہر ایک کو یقین آگیا ہے۔

اس بھارتی جارحیت کے عزائم کبھی بھی نیک نہیں تھے اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس نے پاکستان کو جو بصیرت بخشی ہے اس لحاظ سے ستمبر ۶۵ء کی جنگ ایک نعمت ثابت ہوئی ہے۔ دوست اور دشمن کی پہچان آڑے وقتوں میں ہی ہوتی ہے ہمیں اس جنگ کے دوران ہی پتہ چلا ہے کہ عالمی سیاست کی بساط پر کس قسم کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ کون ہمارا دوست ہے اور کون دشمن اور کون منافق۔ دشمن سے منافق زیادہ ضرر رساں ہوتا ہے اور ہمیں ان کو پہچان کر خاصی کامیابی ہوئی ہے اور اس بات سے تو ہمارا سر فخر سے اونچا ہو گیا ہے کہ پورے عالم اسلام کے دل ہمارے ساتھ ساتھ دھڑکتے ہیں اور ہمارے دوستوں نے برملا ہماری اعانت

Marfat.com

کے لئے ہاتھ بڑھا ہے۔ بھارت کو تسلیم کرنا پڑا ہے۔ کہ اس کے دوستوں نے اس کی جارحیت کی حمایت نہیں کی۔ جس سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ سیاسی اغراض کے تحت جھکے ہوئے سر کبھی کبھی انسانیت پر ظلم ہوتا دیکھ کر تن بھی جاتے ہیں اور ابھی دنیا میں روحانیت موجود ہے۔

بھارت تیرا شکریہ۔ کہ تیری تیرگی سے ہمیں اجالے کا واضح شعور ہوا۔ اجتماعی قربانیوں کے علاوہ انفرادی طور پر ایثار کے ایسے نظارے ان گناہ گار آنکھوں نے دیکھے ہیں۔ کہ ایمان تازہ ہو جاتا ہے ماؤں نے اپنے شہید جگر گوشوں کی لاشوں پر آنسو بہانے کی بجائے دست دعا دراز کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بچوں کو شہادت کا رتبہ دیا بچوں نے اپنے باپ کی لاش پر کھڑے ہو کر خود شہادت پانے کا عہد کیا ہے اور ان کے ننھے ننھے دل باپ سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ جانے کے باوجود طمانیت سے لبریز ہیں۔ بہنوں نے سر میں راکھ ڈالنے کی بجائے شہید بھائیوں کی میتوں پر برستے ہوئے نور کو دیکھا اور سر ڈھانپ لئے۔ باپ مسکرائے ہیں و نوافل پڑھے ہیں۔ اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ دوسرے بچوں کو بھی اسی طرح قربان کر دیں گے۔ اور خود شہیدوں نے فرض اور ایمان کے جلو میں جام شہادت ایسے ایسے حالات میں نوش کیا ہے کہ ان کے عظمت کے سکے دشمن کے دلوں پر بھی بیٹھ گئے ہیں۔

بھارت نے ہمیں موقع بہم پہنچایا کہ ہم اپنے آپ کو پہچانیں۔ اپنے آپ کو پہچان لینے والا احادیث نبوی کے مطابق خدا کو پہچان لیتا ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ ہم نے اپنے آپ کو پہچانا ہے۔ اپنے آپ کو پالیا ہے۔ گمنائی ہوئی اقدار دل پہ روشنی اور نور پھیل گیا

Marfat.com

ہے۔ ہماری اسی شناخت کی بنا پر دنیا نے بھی ہمیں پہچان لیا ہے۔ ہمارے کشمیری بھائیوں کو یقین آگیا ہے کہ ہم ان کے لئے اپنا خون بھی بہا سکتے ہیں۔ وطن کی مقدس سرزمین یہ جان گئی ہے کہ اس کے سپوت اس کا دفاع کر سکتے ہیں۔ اے بھارت تیرا شکریہ کہ تو نے جارحیت کا ارتکاب کر کے ہمیں بال و پر بخشتے ہیں۔ ہمیں خود اعتمادی کی دولت لوٹائی ہے۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ تو پھر ایسی ہی جارحیت کا ارتکاب کرے اور فرزندانِ اسلام تیرے قلب میں سبز ہلالی پرچم گاڑیں اور واہگہ سے لے کر ہلواڑہ تک اور ہمالیہ کی چوٹیوں سے لے کر راس کماری تک پاکستان ہی پاکستان بن جائے۔ اور اے بھارت تیری ریشہ دوانیوں کا خاتمہ ہو۔ تیری لادینیت جو دراصل ٹیلریت اور فسطائیت ہے ختم ہو۔ اور انسانیت سر اٹھا کے چل سکے برصغیر میں انسان سربلند ہو۔ اسلام کا بول بالا ہو۔ محبت کی روشنی ہو۔

Marfat.com

تاشقند کا اعلان

Marfat.com

اعلانِ تاشقند کو حزبِ اقتدار نے (نعوذ باللہ) صلح حدیبیہ سے مماثل کرنے کی کوشش کی اور حزبِ اختلاف نے اسے قطعی طور پر ملک و ملت کے مفادات کے منافی قرار دیا۔ دونوں فریق انتہا تک پہنچ گئے حالانکہ اعلان تاشقند عالمی رائے عامہ کے احترام کے پیشِ نظر پاکستان کی ایک ایسی ہی کوشش تھی۔ جیسی اس نے اقوام متحدہ کی ہر قرار داد کا احترام کرتے ہوئے پرامن حل کے لئے کی تھیں یہ جارحیت کے سامنے جھک جانا نہیں تھا بلکہ ہزاروں بیگناہ پاکستانیوں کو جو رات کے اندھیروں میں بھارتی نرغہ میں آگئے تھے سکے لئے دستِ شفقت دراز کرنا تھا۔ سنگدل دشمن کے پنجوں میں پھنسے ہوئے نرم اور کومل بچوں کی خوشیاں لوٹانا تھا۔ ہوسکتا ہے اس کے اندر پرجوش اور جذباتی انسانوں کے لئے کچھ پشیمانی کا عنصر بھی ہو لیکن ٹھنڈے اور ٹھہرے ہوئے جذبات زندگی کی صحیح اقدار کو پہچانتے ہیں اور اس اعلان کو سمجھنے کے لئے بھی گہرے اور پختہ جذبات کی ضرورت ہے۔

ذیل کے ضمیموں کے مطالعہ سے اعلان تاشقند کے متعلق آپ کو کچھ اندازہ ہوسکے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ وزیر خارجہ مسٹر بھٹو کے اعلان کے

Marfat.com

مطابق کہ بھارت آٹھ دفعہ اس معاہدہ کی خلاف ورزیاں کر چکا ہے۔ اب خلاف ورزیاں کرنا اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

ضمیمہ (۱)

۱۰ر جنوری ۱۹۶۶ء کے اعلانِ تاشقند کا متن

ہرگاہ، بھارت کے وزیر اعظم اور صدر پاکستان تاشقند میں باہمی ملاقات اور بھارت کے درمیان موجودہ تعلقات پر گفتگو کرنے کے بعد اپنے اس عزم صمیم کا اعلان کرتے ہیں کہ دونوں ملکوں کے درمیان پُرامن تعلقات قائم کئے جائیں اور دونوں ملکوں کے عوام کے مابین باہمی مفاہمت اور دوستانہ تعلقات کو فروغ دیا جائے۔ دونوں ملکوں کے سربراہ ان مقاصد کے حصول کو بھارت اور پاکستان کے ساٹھ کروڑ عوام کی فلاح بہبود کے لئے بے حد اہم سمجھتے ہیں۔

۱

بھارت کے وزیر اعظم اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہیں کہ دونوں فریق اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق بھارت اور پاکستان کے مابین اچھے اور دوستانہ تعلقات کے قیام کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے وہ منشور کے تحت اپنی اس ذمہ داری کی توثیق کرتے ہیں کہ طاقت کا استعمال نہیں کریں گے اور اپنے جھگڑے پُرامن ذرائع سے طے کریں گے۔

دونوں کا یہ خیال ہے کہ اس علاقے خصوصاً برصغیر پاک و بھارت میں امن کا مفاد اور درحقیقت بھارت اور پاکستان کے عوام کا مفاد دونوں

Marfat.com

ملکوں کے درمیان کشیدگی جاری رہنے سے پورا نہیں ہوتا۔ اس منظر میں جموں و کشمیر کے مسئلہ پر بحث ہوئی اور دونوں فریقوں نے اپنے دعوے پیش کئے۔

۲

بھارت کے وزیر اعظم اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ دونوں ملکوں کی تمام مسلح افواج ۲۵ فروری ۶۶ء تک ان مقامات پر واپس چلی جائیں جہاں وہ ۵ اگست ۶۵ء سے پہلے موجود تھیں اور دونوں فریق جنگ بندی لائن پر فائر بندی کی شرائط پوری کریں۔

۳

وزیر اعظم بھارت اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ بھارت اور پاکستان کے تعلقات ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کے اصول پر قائم ہوں گے۔

۴

وزیر اعظم بھارت اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈے کی حوصلہ شکنی کریں گے اور ایسے پروپیگنڈے کی حوصلہ افزائی کریں گے جس سے دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کرنے میں مدد ملے۔

۵

وزیر اعظم بھارت اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ بھارت کے ہائی کمشنر اپنے عہدوں پر واپس چلے جائیں گے اور دونوں ملکوں کے سفارتی مشن حسب معمول کام کرنے لگیں گے۔ سفارتی تعلقات کے سلسلہ میں دونوں حکومتیں ۱۹۶۰ء کے ویانا کنونشن کی پابندی کریں گی۔

Marfat.com

۶

وزیراعظم بھارت اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ بھارت اور پاکستان کے مابین اقتصادی اور تجارتی تعلقات مواصلات اور ثقافتی تبادلوں کو بحال کرنے کے لئے مناسب کارروائیوں پر غور کیا جائے اور بھارت اور پاکستان کے مابین موجودہ معاہدوں پر عملدرآمد کے لئے مناسب قدم اٹھائے جائیں۔

۷

بھارت کے وزیراعظم اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ اپنے ملکوں کے متعلقہ حکام کو جنگی قیدیوں کے تبادلے کے لئے احکام جاری کئے جائیں۔

۸

بھارت کے وزیراعظم اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ دونوں فریق مہاجرین کے مسئلوں اور غیر قانونی طور پر داخل ہونے والوں کے اخراج سے تعلق رکھنے والے سوالات پر بات چیت جاری رکھیں گے۔ انھوں نے اس امر پر بھی رضامندی ظاہر کی ہے کہ حالیہ تصادم کے سلسلے میں جو اثاثے اور املاک ضبط کی گئی ہیں، ان کی واپسی کے لئے بات چیت کی جائے۔

۹

بھارت کے وزیراعظم اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ ان امور پر جن کا براہِ راست تعلق دونوں ملکوں سے ہوگا۔ اعلیٰ اور دوسری سطحوں پر مذاکرات اور ملاقاتیں جاری رہیں گی۔ دونوں ملکوں نے ایک مشترکہ پاک بھارتی ادارہ قائم کرنے کی ضرورت کو تسلیم کیا جو اپنی حکومتوں کو مزید اقدامات

Marfat.com

کا فیصلہ کرنے کے لئے رپورٹ پیش کرے گا۔

بھارت کے وزیراعظم اور صدر پاکستان نے سوویت یونین کے لیڈروں سوویت حکومت اور ذاتی طور پر سوویت یونین کی مجلس وزراء کے چیئرمین کا دلی شکریہ ادا کیا ہے جن کی حقیقی دوستانہ کوششوں سے حالیہ ملاقات ہو سکی جن کے نتائج دونوں فریقوں کے لئے اطمینان بخش ثابت ہوئے انہوں نے ازبکستان کی حکومت اور اس کے دوست عوام کے پرجوش استقبال اور فیاضانہ مہمان نوازی کا بھی پرخلوص شکریہ ادا کیا۔

انہوں نے سوویت یونین کی مجلس وزراء کے چیئرمین کو بھی اعلان کی گواہی کے لئے مدعو کیا۔

لال بہادر شاستری
وزیراعظم بھارت

محمد ایوب خان
صدر پاکستان

Marfat.com

ضمیمہ ۲

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی ۴؍ ستمبر ۶۵ء کی قرارداد کا متن

سلامتی کونسل نے سیکرٹری جنرل کی ۳؍ ستمبر ۱۹۶۵ء کی رپورٹ کا معائنہ کیا، بھارت اور پاکستان کے نمائندوں کے بیانات سنے اور کشمیر میں جنگ بندی کی لائن پر بگڑتی ہوئی صورت حال پر اپنی تشویش کی بنا پر۔

۱۔ بھارت اور پاکستان کی حکومتوں سے چاہتی ہے کہ وہ فوری طور پر فائر بندی کے لئے راست قدم اٹھائیں۔

۲۔ دونوں حکومتوں سے چاہتی ہے کہ جنگ بندی لائن کا احترام کریں اور دونوں فریق تمام مسلح جمعیت کو جنگ بندی لائن کی اپنی سمت واپس بلالیں۔

۳۔ دونوں حکومتوں سے چاہتی ہے کہ وہ بھارت اور پاکستان میں اقوام متحدہ کے فوجی مشاہدین کی جماعت سے اس کے اصل کام یعنی فائر بندی کے نفاذ کی نگرانی میں پورا تعاون کریں۔

۴۔ سلامتی کونسل سیکرٹری جنرل سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس قرارداد پر عملدرآمد کے بارے میں تین دن کے اندر کونسل کو رپورٹ پیش کریں۔

Marfat.com

ضمیمہ ۳

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی ۶، ستمبر ۱۹۶۵ء کی قرارداد کا متن

سلامتی کونسل نے سیکرٹری جنرل کی اس رپورٹ کا معائنہ کیا جو انہوں نے کونسل کی فائر بندی کی ۴، ستمبر کی قرارداد کے بعد سے کشمیر کی تازہ صورت حال پر پیش کی ہے اور جو دستاویز مورخہ ۶، ستمبر ۶۵ء میں موجود ہے۔

کونسل کو اس بات پر گہری تشویش ہے کہ جنگ کے پھیلاؤ نے صورتحال کی شدت کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے اور

۱۔ کونسل فریقین سے چاہتی ہے کہ وہ تصادم کے پورے علاقہ میں جنگ فوراً بند کر دیں اور بلا تاخیر اپنی تمام مسلح جمعیت کو ان مقامات پر واپس لے جائیں جہاں وہ ۵، اگست ۶۵ء سے پہلے موجود تھیں

۲۔ کونسل سیکرٹری جنرل سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس قرارداد اور ۴، ستمبر ۱۹۶۵ء کی قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر ممکن قدم اٹھائیں اور بھارت اور پاکستان میں اقوام متحدہ کے فوجی مشاہدین کی جماعت کو مستحکم بنانے کے لئے تمام ممکنہ اقدام عمل میں لائیں اور کونسل کو ان قراردادوں کے عملدرآمد اور علاقہ کی صورت حال کے بارے میں مسلسل اور بلا توقف اطلاع دیتے رہیں۔

۳۔ کونسل یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اس مسئلے کو فوری طور سے اور متواتر اپنے مشاہدے میں رکھے گی تاکہ یہ طے کر سکے کہ علاقہ میں امن اور سلامتی قائم کرنے کے لئے کس قسم کے مزید اقدامات ضروری ہوں گے۔

Marfat.com

ضمیمہ ۴

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی ۲۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کی قرارداد کا متن

سلامتی کونسل نے سیکرٹری جنرل کی اس رپورٹ کا معائنہ کیا جو بھارت اور پاکستان کی حکومتوں سے مشورہ کرنے کے بعد دی گئی۔

سلامتی کونسل سیکرٹری جنرل کی پیہم کوششوں کی تعریف کرتی ہے جو انہوں نے سلامتی کونسل کی ۴ ستمبر اور ۶ ستمبر کی قراردادوں کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے سلسلہ میں کی ہیں۔

سلامتی کونسل نے بھارت اور پاکستان کے نمائندوں کے بیانات سے فریقین کے اختلافی جوابات کو بھی دیکھا جو فائر بندی کی اپیل کے سلسلہ میں دیئے گئے اور سیکرٹری جنرل کی رپورٹ (S ۶۶۸۳) میں مذکور ہیں لیکن کونسل کو اس بات پر تشویش ہے کہ ابھی تک فائر بندی نہیں ہوئی ہے۔

کونسل کو یقین ہے کہ دونوں ملکوں کے مابین کشمیری اور دوسرے متعلقہ مسئلوں کے بارے میں بڑے بڑے اختلافات کے پُرامن تصفیہ کے لئے پہلے قدم کے طور پر جنگ کا جلد رکنا ضروری ہے۔

۱۔ کونسل مطالبہ کرتی ہے کہ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بدھ کے دن گرینچ وقت کے مطابق صبح سات بجکر پانچ منٹ سے فائر بندی ہو جانا چاہیئے اور دونوں حکومتوں سے چاہتی ہے کہ وہ اس لمحہ فائر بندی کے لئے حکم صادر کر دیں اور بعد کو تمام فوجیں ان مقامات پر واپس چلی جائیں جہاں وہ

Marfat.com

۵ستمبر ۱۹۶۵ء سے پہلے موجود تھیں۔

۲۔ کونسل سیکرٹری جنرل سے درخواست کرتی ہے کہ وہ فائر بندی کی نگرانی اور تمام مسلح افواج کی واپسی میں ضروری امداد مہیا کریں۔

۳۔ کونسل تمام مملکتوں سے اپیل کرتی ہے۔ کہ وہ ہر ایسے عمل سے احتراز کریں جس کی وجہ سے علاقہ کی صورت حال اور زیادہ خراب ہو جائے۔

۴۔ کونسل فیصلہ کرتی ہے کہ جیسے ہی کونسل کی ۶ستمبر کی قرارداد نمبر ۲۱۱ کے عملی پیراگراف پر عمل ہو جائے گا تو وہ اس امر پر غور کرے گی کہ موجودہ تصادم کے پیچھے جو سیاسی مسئلہ موجود ہے اس کے حل میں مدد دینے کے لیے کیا قدم اٹھائے جا سکتے ہیں۔ اور اس اثنا میں دونوں حکومتوں سے چاہتی ہے کہ وہ ہر پُرامن طریقہ جس میں منشور کی دفعہ ۳۳ میں درج شدہ ذرائع بھی شامل ہیں۔ اختیار کریں۔

۵۔ کونسل سیکرٹری جنرل سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے اور ایک پُرامن حل تلاش کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔ اور اس بارے میں سلامتی کونسل کو اپنی رپورٹ پیش کریں۔

Marfat.com

ضمیمہ ۵

۱۔ کسی ایسے تنازعہ کے فریقین جس کے مسلسل جاری رہنے سے بین الاقوامی امن اور سلامتی کو خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔سب سے پہلے مذاکرات تحقیقات ثالثی مصالحت، باہمی تصفیہ اور عدالتی فیصلہ کے ذریعہ حل تلاش کریں گے۔علاقائی ایجنسیوں یا اور وسائل یا اپنی پسند کے کسی دوسرے پُرامن طریقے سے رجوع کریں گے۔

۲۔ سلامتی کونسل جب ضروری سمجھے گی فریقین کو ایسے ذرائع سے اپنے جھگڑے طے کرنے کی ہدایت کرے گی۔

ان ضمیموں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک پیچیدہ دستاویز ہے جس پر بڑی احتیاط سے غور کرنے اور تنازعہ کشمیر کے پس منظر نیز سلامتی کونسل کی ان قرار دادوں کو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے جو ۱۹۴۸ء سے جبکہ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ میں پیش ہوا تھا۔اب تک منظور ہوتی رہی ہیں۔

اختصار کی خاطر دو مفروضے قائم کئے گئے ہیں۔پہلا یہ کہ جموں اور کشمیر کے تنازعہ کے حقیقی واقعات کی تفصیل محتاج بیان نہیں، دوسرا یہ کہ اعلان تاشقند کے پہلے کے حالات بھی اب ہر شخص کے علم میں آچکے ہیں۔

تاہم یہاں اس حقیقت کو جتا دینا ضروری ہے کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان تصادم کا آغاز ۵ اگست ۱۹۶۵ء کے نام نہاد واقعات سے نہیں ہوا تھا۔بلکہ اس سے کئی ماہ پہلے ۲۸ اپریل ۱۹۶۵ء کو بھارتی وزیر اعظم

Marfat.com

نے لوک سبھا میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا تھا :"بھارتی افواج اپنی جنگی چال کو جس صورت سے بھی بہتر خیال کریں، خود متعین کریں گی۔ دو دن بعد ۳۰ اپریل ۶۵ء کو ہندوستان کے ایک ترجمان نے بیان دیا کہ "بھارت خود اپنی پسند کے وقت اور محاذ کا انتخاب کر کے پاکستان پر حملہ کرے گا"۔

۸ مئی ۶۵ء کو بھارت نے شیخ عبداللہ اور مرزا افضل بیگ کو دوبارہ گرفتار کر لیا اور نتیجے کے طور پر کشمیر میں وسیع پیمانے پر فسادات پھوٹ پڑے بھارتی اور غیر ملکی نامہ نگاروں کے بیان کے مطابق ان ہنگاموں میں بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے۔ ۱۷ مئی ۶۵ء کو جبکہ بھارت کی اس دھمکی کو پورے تین ہفتے بھی نہیں گذرے تھے کہ وہ اپنی پسند سے محاذ اور وقت کا انتخاب کر کے حملہ کرے گا بھارتی فوجوں نے کشمیر میں جنگ بندی لائن کو پار کر کے پاکستان کی طرف کرگل کا علاقہ میں تین چوکیوں پر زبردستی قبضہ کر لیا۔

پچھلے سولہ برس میں یہ پہلا موقع تھا کہ ایک فریق کی فوج نے دانستہ اور کھلم کھلا جنگ بندی لائن پار کی تھی۔ اس اقدام کو بجا طور پر بھارت کے ان جارحانہ ارادوں کا عملی مظاہرہ کیا گیا۔ جنہیں وہ ۵۸ء سے اپنے دل میں لئے ہوئے تھا۔ جبکہ اس نے اقوام متحدہ کے نمائندے کی اس تجویز کو مسترد کیا کہ اس بات کا دوبارہ اقرار کیا جائے کہ جنگ بندی لائن کی سالمیت کا احترام کیا جائے گا۔ آپ کو شاید یہ بھی یاد ہو گا کہ بھارت اس سے پہلے ہی کئی ایسے عملی قدم اٹھا چکا تھا۔ جن کا مقصد یہ تھا کہ جموں اور کشمیر کے عوام کے حق خود اختیاری کو پُرامن ذرائع سے حاصل کرنے کا ہر دروازہ بند کر دیا جائے۔

جنوری ۶۵ء میں بھارتی دستور کی دفعہ ۳۵۶ اور ۳۵۷ کو کشمیر میں نافذ کر دیا گیا۔ ان دفعات کے تحت بھارت کی حکومت کشمیر میں صدر

راج قائم کرنے اور اس عملداری کے دوران قوانین وضع کر کے انہیں کشمیر میں نافذ کرنے کا حق حاصل ہو گیا بھارت کا یہ اقدام عملی طور پر ان یقین دہانیوں تک کی نفی کرتا تھا جو بھارتی حکومت نے اس نام نہاد "الحاق کی دستاویز" میں کشمیر کو دلائی تھیں جس کے تحت کشمیر کو بھارت میں شامل کیا گیا تھا۔ حالانکہ ۱۹۴۸ء سے ۶۵ء تک بھارت بار بار ان یقین دہانیوں کو دہراتا رہا تھا اور پھر کرگل کے علاقہ میں آزاد کشمیر کی چوکیوں پر جابرانہ قبضہ کو ابھی چند ہی ہفتے گذرے تھے کہ یکم جولائی ۶۵ء کو بھارت کے وزیر داخلہ نے صاف لفظوں میں یہ اعلان کر دیا کہ

"حق خود اختیاری کی گفتگو کرنا بے معنی اور غیر مناسب ہے"۔

اور اس طرح مسلح بغاوت کے علاوہ جموں و کشمیر کے عوام کے لئے کوئی پر امن چارۂ کار باقی نہیں رہ گیا تھا چنانچہ اگست ۶۵ء میں کشمیر میں عوامی بغاوت پھوٹ پڑی بغاوت جب جموں و کشمیر کے عوام کی اس کھلی بغاوت کو دبانے میں ناکام ہو گیا تو اس نے یہ بہانا تراشا کہ دراصل ریاست میں بغاوت نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ یہ صرف "بیرونی افراد" کی خفیہ شرانگیزی تھی۔ چنانچہ اس نے پہلے سے تیار کئے ہوئے منصوبہ کے مطابق آزاد کشمیر پر پوری شدت سے حملہ کر دیا۔

ظاہر ہے بھارتی الزامات کی حیثیت ایک پروپیگنڈے سے زیادہ نہ تھی۔ تعجب ہوتا ہے کہ ایسے ملک نے جو ۴۸ء میں سب سے پہلے مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کے سامنے لے گیا تھا اور جو کشمیر کے سلسلے میں اقوام متحدہ کے فیصلوں اور قرار دادوں میں ایک فریق کی حیثیت رکھتا ہے اس بار اپنی شکایت پر غور کرنے کے لئے سلامتی کونسل کا ایک اجلاس تک بلانے کا مطالبہ نہیں کیا بھارت نے اقوام متحدہ کے ذریعے جس کے سامنے پہلے

Marfat.com

ہی سے یہ مسئلہ موجود تھا۔ اپنی شکایت کی جانچ پڑتال کرانے یا دادرسی چاہنے کے بجائے مسلح جارحیت کو اس وجہ سے ترجیح دی کہ وہ طاقت کے بل بوتے پر اپنا فیصلہ منوانا چاہتا تھا اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ ظاہر ہے یعنی بھارت کو کسی پرامن تصفیہ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے اس الزام کو اپنے جارحانہ ارادوں اور آزاد کشمیر پر فوجی اقدامات کے لئے بہانے کے طور پر استعمال کیا تھا۔

بھارت نے ۱۵ اگست کو اپنی فوجیں آزاد کشمیر میں داخل کر دیں اور اس طرح اس نے ایک بار پھر جنگ بندی لائن کی خلاف ورزی کی جس کے تقدس کا اس نے اقوام متحدہ میں بڑے زور و شور سے اعلان کیا تھا اور اس نے کرگل کی ان تین چوکیوں پر قبضہ کر لیا جنہیں اس نے اقوام متحدہ کے دباؤ ڈالنے پر اس سے پہلے خالی کر دیا تھا اور وہ بھی اس وقت جب کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے ذاتی طور پر اس معاملے میں مداخلت کی۔ اس کے بعد سے بھارت نے جارحیت کا ایک مسلسل اور بیباکانہ سلسلہ شروع کر دیا جس کی تاریخ وار تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ۱۴ اگست کو بھارتی مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعلیٰ مسٹر غلام محمد صادق نے کہا کہ آزاد کشمیر پر حملہ غیر متوقع نہیں کی۔

۲۔ ۲۲ اگست کو بھارت کے وزیر اعظم نے دھمکی دی کہ بھارت جنگ کو پاکستانی سرحدوں تک پھیلا دے گا۔

۳۔ ۲۳ اگست کو بھارت کے وزیر دفاع نے لوک سبھا میں بتایا کہ بھارتی فوجیں ماضی میں جنگ بندی لائن پار کرتی رہی ہیں اور اگر ضرورت پڑی تو وہ پھر یہی کریں گی۔

Marfat.com

۴۔ بھارت نے درحقیقت صرف دھمکی پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ ۲۲ اگست ہی کو بین الاقوامی سرحد کے پار گولہ باری شروع کر دی اور بھارتی فوج نے مغربی پاکستان میں اعوان شریف پر توپوں کے گولے پھینک کر ۲۰ شہریوں کو ہلاک اور ۱۳ کو زخمی کر دیا جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے

۵۔ ۲۴ اگست کو بھارت کے وزیر دفاع نے لوک سبھا میں باقاعدہ اعلان کیا کہ کشمیر میں بھارتی فوجوں نے جنگ بندی لائن عبور کر لی ہے بھارت کے اس کھلے ہوئے اعتراف جارحیت پر نہ صرف لوک سبھا میں مسرت سے تالیاں بجائی گئیں اور جوش میں میزیں پیٹی گئیں بلکہ بھارتی اخباروں نے اس خبر کی شہ سرخیاں لگائیں۔

۶۔ اسی دن (۲۴ اگست کو) بھارتی فوجوں نے ٹیٹوال سیکٹر میں آزاد کشمیر کی دو چوکیوں پر قبضہ کر لیا اور بعد کو وہ درہ حاجی پیر تک بڑھ گئیں۔

۷۔ ۲۸ اگست کو بھارتی حکومت کے ایک ترجمان نے سرکاری طور پر بتایا کہ ہم اس وقت صرف ایک ہی مؤثر قدم اٹھا سکتے ہیں اور وہ پیش قدمی ہے اور پیش قدمی ہمیں جنگ بندی لائن کے اس پار لے جا رہی ہے۔

۸۔ ۲ ستمبر کو لندن کے اخبار ٹائمز نے لکھا۔ بھارت پچھلے کئی ہفتے سے پاکستانی علاقے میں فتحمندانہ پیش قدمی کی خوشیاں منا رہا ہے۔

پاکستان دو ہفتے سے زیادہ یعنی ۱۵ سے ۳۱ اگست تک بڑے صبر سے انتظار کرتا رہا کیونکہ وہ ہمیشہ کی طرح اب بھی اقوام متحدہ کے منشور اور سلامتی کونسل کی خاص قراردادوں کے مطابق اس مسئلے کو پر امن

Marfat.com

طور پر حل کرنے کا پابند تھا حالات کے اس سخت دباؤ کے باوجود جو ہندوستان کی طرف سے تصادم کے لئے پیدا کئے جا رہے تھے۔ پاکستانی فوجوں نے جنگ بندی لائن کو عبور نہیں کیا حالانکہ بھارت اس پر تلا ہوا تھا۔ پاکستان تو اس حد تک محتاط رہا کہ اس نے اوڑی پونچھ سیکٹر میں اپنی تنہا چوکیوں کو فضائی امداد تک نہیں پہنچائی اور یہی وجہ تھی کہ بھارتی فوجوں نے بغیر کسی روک ٹوک کے چوکیوں پر حملے کر کے ان پر قابو پا لیا۔

امن کی خاطر سخت اشتعال انگیزی کے باوجود پاکستان کے محتاط ردعمل کا بھارت نے غلط مطلب نکالا اور اب اس کے جارحانہ اقدامات کا رخ پورے آزاد کشمیر کی طرف تھا۔ اب پاکستان کو اس بات کا اچھی طرح احساس ہو گیا تھا کہ بھارت نے جو اندھا دھند روش اختیار کی ہے اس سے اس کو باز رکھنے کی کوشش کرنا عبث ہے۔ دو ہفتے تک بھارت کو معقولیت کی راہ پر لانے کی بے نتیجہ کوششوں کے بعد آخر صدر ایوب نے یکم ستمبر کو اپنی نشری تقریر میں یہ اعلان کیا کہ "اس جارحیت کو بے روک ٹوک جاری نہیں رہنے دیا جائے گا۔" اس دن یکم ستمبر ۶۵ء کو پہلی بار آزاد کشمیر کی فوجیں پاکستانی فوجوں کی مدد سے چھمب کے علاقہ میں حرکت میں آ گئیں اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ بھارت کی جانب سے مزید جارحیت کو روکا جائے۔

یہ بات معنی خیز ہے کہ جس طرح بھارت نے جنگ بندی لائن عبور کرنے میں پہل کی تھی اسی طرح اس نے جنگ کو اور بڑھانے کے لئے ہوائی طاقت کو لا جھونکنے میں بھی پہل کی تھی یہ صورت حال نازک سے نازک تر اور شدید سے شدید تر ہوتی گئی۔ اس کے باوجود بھی جب آزاد فوجوں کی

Marfat.com

پیش قدمی نہیں رکی جو پاکستانی فوج کی پشت پناہی میں بڑھی تھیں تو آخر بھارت نے ۶ ستمبر کو بہت پہلے سے تیار کئے ہوئے منصوبے کے مطابق مغربی پاکستان کی بین الاقوامی سرحد پر تین طرف سے حملہ کر دیا۔ اس حملہ کے بارے میں لندن اکانومسٹ نے اپنی ۱۱ ستمبر کی اشاعت میں لکھا۔

"اس ہفتے جنگ شروع ہو گئی۔ جنگ کا آغاز اس وقت ہوا جب بھارتی فوجوں نے پیر (۶ ستمبر) کو لاہور کی جانب بین الاقوامی سرحد کو پار کر لیا۔"

دوسرے ہی دن ۷ ستمبر کو واشنگٹن پوسٹ نے اپنے اداریے میں اس کو "لاہور پر انڈیا کا حملہ" بتایا اور صاف طور پر اقرار کیا کہ

"جیسا کہ صدر ایوب نے دوٹوک طور پر تسلیم کر لیا ہے، یہ واقعی جنگ ہے۔" شکاگو ٹریبیون نے بھی اسی طرح صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے اپنے اداریے میں درج کیا کہ

"بھارت نے ہی شاستری کے حکم سے لاہور کی جانب حملے کے لئے سرحد پار کر کے جنگ کو پاکستان کے اپنے علاقے تک پھیلا دیا ہے۔"

صرف بین الاقوامی اخباروں نے ہی نہیں بلکہ عالمی مدبّروں نے بھی بھارت کے اس جارحانہ حملے پر اپنے ردّعمل کا شدید اور فوری طور پر اظہار کیا۔ برطانیہ کے وزیر اعظم نے ۶ ستمبر کو پاکستان پر بھارتی حملے کی خبر سن کر کہا۔

"میں بھارت اور پاکستان کی روز افزوں شدید جنگ پر سخت تشویش محسوس کرتا ہوں۔ خاص کر اس خبر سے کہ بھارتی فوجوں نے آج پنجاب کی بین الاقوامی سرحد کو عبور کر کے پاکستانی علاقہ پر حملہ کر دیا۔" بغیر کسی

Marfat.com

اعلان جنگ کے بھارت کا یہ اقدام برطانوی وزیراعظم کے نزدیک کشمیر میں جنگ بندی کے لئے سلامتی کونسل کی ۴ ستمبر والی قرارداد کا بڑا المناک جواب تھا۔

اب جنگ جموں وکشمیر کے متنازعہ علاقے میں نہیں ہو رہی تھی۔ یہ اقوام متحدہ کے ایک ممبر رکن نے دوسرے ممبر رکن پر حملہ کیا تھا جیسا کہ واشنگٹن پوسٹ نے ۸ ستمبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں صاف لفظوں میں لکھا۔

"بھارت کے وحشت ناک جواب سے ظاہر ہے کہ شاید نئی دہلی کے حکام خود پاکستان کے وجود کے بارے میں اپنے ذہنی انتشار کا اظہار کر رہے ہیں جسے ابھی تک کچھ لوگوں نے تسلیم نہیں کیا ہے۔" اسی سیاق وسباق میں ان بعد کے حالات کا جائزہ لینا چاہیئے جو اعلانِ تاشقند تک پہنچتے ہیں۔

پاکستان کے خلاف ایک جارحانہ جنگ شروع کی گئی تھی جس کی کارروائی اور ابتدا دانستہ طور پر ۵ اگست اور اس کے بعد کے نام نہاد واقعات سے کئی ماہ پہلے ہو چکی تھی۔ پاکستان کو ایک ایسے حریف کے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا جو اس سے جسارت وسائل اور حرب وضرب کی طاقت کے لحاظ سے کئی گنا بڑا تھا لیکن اس نے نہ صرف بھارت کی زبردست مسلح افواج کو صرف چند میل کے رقبے میں محدود رکھا بلکہ شدید جوابی حملے بھی کئے پھر فائربندی ہو گئی۔ اس کے بعد کے حالات کو سمجھنے کے لئے بنیادی اصول سے تعلق رکھنے والی کچھ قابل لحاظ باتیں ذہن میں رکھنا ہوں گی۔ مثال کے طور پر یہ ایک فرسودہ سی بات ہے لیکن اسے پورے طور پر سمجھا نہیں جاتا کہ ہر لڑائی بالآخر ختم ہو جاتی ہے۔ چاہے وہ سو برس تک لڑی جائے یا ہزار برس تک اور فوجوں کو حالت جنگ سے امن کی طرف لوٹنے کا مسئلہ بہرحال درپیش ہوتا ہے۔ بھارت اور پاکستان اور ان دونوں کے درمیان کشیدہ تعلقات کو جنگ کی حد تک پہنچنے میں اٹھارہ برس

Marfat.com

لگے اور جنگ کو رکتے رکتے سترہ دن لگے۔

جنگ سے، جو ایک جذباتی صورت حال ہوتی ہے، امن تک واپس آنا جس کا تعلق فہم و ادراک سے ہوتا ہے ہمیشہ تکلیف دہ ہوا کرتا ہے، اہم بات یہ ذہن نشین کرنا ہے، قوموں کو جنگ اور امن کی حکمتِ عملی اپنے جائز مفادات کو آگے بڑھانے اور محفوظ رکھنے کے لئے ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ اس حکمت عملی میں اتنا لوچ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ بدلتے ہوئے مطالبوں کو پورا کر سکے۔

ایک اور تاریخی حقیقت کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے اور وہ یہ کہ تمام لڑائیاں فیصلہ کن نہیں ہوتیں اور جنگ سے امن کی طرف جانے کے لئے ایک غیر فیصلہ کن صورت حال اس کے مقابلہ میں کہیں زیادہ دشوار ہوتی ہے۔ کہ جنگ میں کسی ایک فریق کو واضح طور پر فتح یا شکست ہو جائے۔ جب جنگ میں کوئی واضح فیصلہ نہیں ہوتا تو دونوں فریق ناگزیر طور پر یا تو براہِ راست ورنہ کسی تیسرے فریق یا ادارے کے توسط سے میدانِ جنگ سے کانفرنس روم میں چلے جاتے ہیں چنانچہ ہر غیر فیصلہ کن جنگ کے بعد کوئی بھی عارضی صلح، معاہدہ یا عہدنامہ باہمی مذاکرات کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ ضروری ہے کہ تاشقند اعلان کو اسی پس منظر میں دیکھا جائے۔ اس میں نو دفعات ایک تمہید اور ایک اختتامیہ پیراگراف شامل ہے۔

تمہید میں کہا گیا ہے کہ دونوں فریق اپنے ملکوں کے درمیان حسب معمول تعلقات قائم کریں اور اپنے عوام کے مابین باہمی مفاہمت اور دوستانہ تعلقات کو فروغ دیں۔

پورے اعلان میں دفعہ ۲ کاٹنے کی دفعہ ہے۔ اس دفعہ کے لحاظ اور مطلب کو پوری طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ اس دفعہ میں کہا گیا ہے۔

Marfat.com

"بھارت کے وزیراعظم اور پاکستان کے صدر نے اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ کہ دونوں فریق اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق ان پابندیوں کی دوبارہ توثیق کی کہ وہ طاقت کا استعمال نہیں کریں گے۔ اور اپنے جھگڑے پُرامن ذرائع سے حل کریں گے۔ انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اس علاقے میں خاص طور پر برصغیر پاک وہند میں، امن کے مفادات اور درحقیقت بھارت اور پاکستان کے عوام کے مفادات کو دونوں ملکوں کے درمیان مسلسل کشیدگی سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ اسی پس منظر میں جموں وکشمیر کے مسئلے پر بات چیت ہوئی اور دونوں فریقوں نے اپنے موقف کی وضاحت کی۔"

یاد رہے کہ اس دفعہ میں دوبار اقوام متحدہ کے منشور کا ذکر کیا گیا ہے اور پُرامن تعلقات قائم کرنے کے لئے ایسے پرامن ذرائع سے جھگڑے طے کرنے خواہش پر زور دیا گیا ہے۔ اس دفعہ کے آغاز سے پہلے جو جملہ ہے۔ وہی بنیادی جملہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ دونوں ملکوں کے مابین مسلسل کشیدگی سے بھارت اور پاکستان کے عوام کے مفادات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ یہاں "مسلسل کشیدگی" کے الفاظ اور اقوام متحدہ کے منشور کا ذکر دونوں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

اس دفعہ کے آخری جملے میں کہا گیا ہے کہ اس پس منظر میں جموں اور کشمیر کے مسئلے پر بات چیت کی گئی اور دونوں فریقوں نے اپنے دعوؤں کی وضاحت کی"۔ جب کسی جھگڑے پر غور کیا جائے یا کسی مسئلے پر بات چیت کی جائے اور فریق اپنا دعویٰ پیش کرے تو اس سے ایک صاف اور واضح نتیجہ نکالا جا سکتا ہے یعنی وہ باہم متفق نہ ہو سکے۔ اگر فریقوں کے مابین اتفاق نہ ہو سکے تو جھگڑا طے کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکتا اور جب کوئی جھگڑا طے نہ ہو تو اس پر اقوام متحدہ

Marfat.com

کے منشور کی روشنی میں غور کرنا چاہیئے۔ ساتھ ہی ساتھ "مسلسل کشیدگی" کے الفاظ بھی پیش نظر ہیں کیونکہ یہ الفاظ اقوام متحدہ کے منشور کی دفعہ ۳۳ کے پیراگراف ۱ کی یاد دہانی کرلتے ہیں۔ اس پیراگراف میں کہا گیا ہے۔ کسی بھی ایسے جھگڑے کے فریقین جس کا مسلسل جاری رہنا بین الاقوامی امن کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔

دفعہ ۱ میں بھارت اور پاکستان کے مابین مسلسل کشیدگی کا ذکر کیا گیا ہے دونوں فریقوں نے اس مسلسل کشیدگی کو تسلیم کیا۔ انہوں نے اس کشیدگی کو دور کرنے کی اہم ضرورت کے پس منظر میں اپنے وعدوں کو بار بار دہرایا اور پھر اس بات پر رضامند ہو گئے کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیئے اقوام متحدہ کے منشور کی دفعات اور مقررہ طریق کار سے رجوع کیا جائے۔

اقوام متحدہ کے منشور کی دفعہ ۲ پیراگراف ۳ میں لکھا ہے۔

"تمام اراکین اپنے بین الاقوامی جھگڑے پُر امن ذرائع سے اس طرح حل کریں گے کہ بین الاقوامی امن اور انصاف کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو"

یہ ایک قانونی دفعہ ہے اور اقوام متحدہ کے منشور میں اس کے بعد کے پیراگراف دفعہ ۲ پیراگراف ۴ میں اسی بات کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

"تمام اراکین اپنے بین الاقوامی معاملات میں کسی دوسرے ملک کی علاقائی سلامتی یا سیاسی آزادی کو دھمکی دینے یا طاقت استعمال کرنے یا کسی اور ایسے طریقے سے باز رہیں گے جو اقوام متحدہ کے منشور کی غائت کے مطابق نہ ہو"

اس پیراگراف میں بڑی وضاحت سے اراکین کو بتایا گیا ہے کہ وہ کسی ملک کی علاقائی سلامتی یا سیاسی آزادی کو دھمکی دینے یا اس کے خلاف

Marfat.com

طاقت استعمال کرنے سے باز رہیں گے۔ (یہاں باز رہنے کے الفاظ کو ذہن میں رکھا جائے) اور جہاں کسی ملک کی علاقائی سلامتی یا سیاسی آزادی ہی متنازعہ مسئلہ بنی ہوئی ہو وہاں ظاہر ہے اس پیراگراف کے مفہوم کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

اقوام متحدہ کے منشور کی دفعہ ۳۳ میں جہاں جھگڑوں کے پرامن تصفیہ کی ہدایت کی گئی ہے اس صورت حال کی مزید وضاحت کر دی گئی ہے اس دفعہ میں کہا گیا ہے۔

"کسی بھی ایسے تنازعہ کے فریقین جس کے مسلسل باقی رہنے سے بین الاقوامی امن اور سلامتی کو خطرہ پیدا ہو سکتا ہو۔ سب سے پہلے مذاکرات، تحقیقات مصالحت، باہمی تصفیہ، ثالثی اور عدالتی فیصلے کے ذریعے علاقائی ایجنسیوں باہمی سمجھوتوں یا اپنی پسند کے دوسرے پرامن طریقوں سے اس تنازعہ کا کوئی حل تلاش کریں گے۔"

اعلان تاشقند کے "مسلسل کشیدگی" والے میں "مسلسل" کے استعمال کو ان معنی اور مقصد کے اعتبار سے دیکھنا چاہیئے جو اقوام متحدہ کے منشور کی دفعہ ۳۳ میں پائے جاتے ہیں، مذکورہ دفعہ کو دوبارہ اس طرح پڑھ کر دیکھیئے۔

"کسی بھی ایسے تنازعہ کے فریقین (بھارت اور پاکستان دونوں جموں اور کشمیر کے تنازعہ میں فریق ہیں۔ اس مسئلہ پر بات چیت کی گئی اور دونوں فریقوں نے اپنے دعوؤں کو دہرایا اور کوئی سمجھوتہ نہیں ہوا) جس کے مسلسل باقی رہنے سے بین الاقوامی امن اور سلامتی کو خطرہ پیدا ہو سکتا ہو (اس علاقہ میں خاص طور پر برصغیر ہند و پاک میں امن کے مفادات اور درحقیقت بھارت اور پاکستان کے

Marfat.com

عوام کے مفادات کو دونوں ملکوں کے درمیان مسلسل کشیدگی سے کوئی فائدہ نہیں رہا ہے) سب سے پہلے مذاکرات، تحقیقات، مصالحت باہمی تصفیہ، ثالثی اور عدالتی فیصلہ کے ذریعہ علاقائی ایجنسیوں، باہمی سمجھوتوں یا اپنی پسند کے دوسرے پرامن طریقوں سے اس "تنازعہ کا کوئی حل تلاش کریں گے"۔

تاشقند اعلان کی دفعہ ۱ کو سمجھنے کے لئے اقوام متحدہ کے دستور کی دفعہ ۳۳ بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے تحت کسی ایسے تنازعہ کے فریقین کو جس کے مسلسل قیام سے امن کو خطرہ ہو، سب سے پہلے پرامن ذرائع سے اس کا حل تلاش کرنا چاہیئے۔ ان پرامن ذرائع کی تشریح اس طرح کی گئی ہے۔

"مصالحت، سرکاری تحقیقات، باہمی تصفیہ، ثالثی، عدالتی فیصلہ، علاقائی ایجنسیوں سے رجوع کرنا یا اپنی پسند کے دوسرے پرامن طریقے اختیار کرنا" تاشقند اعلان کی دفعہ ۱ کے پورے مفہوم کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے اعلان میں اقوام متحدہ کے منشور کے اس حوالے کو ذہن نشین رکھنا ضروری ہے۔

تاشقند میں بحث تنازعہ جموں وکشمیر پر مرکوز رہی۔ بھارت چاہتا تھا کہ طاقت استعمال نہ کرنے کے بارے میں ایک معاہدہ ہو جائے۔ ایسا معاہدہ جو اقوام متحدہ کے منشور کے حوالوں کے بوجھ سے آزاد ہوں۔

بھارت جس طرح کا معاہدہ کرنا چاہتا تھا وہ ایک علیحدہ بات ہے اور اقوام متحدہ کے تحت کسی اجتماعی ذمہ داری کی توثیق بالکل مختلف چیز ہے وجہ صاف ظاہر ہے اقوام متحدہ کا منشور ممبر ملکوں کو اپنی اجتماعی یا انفرادی حیثیت سے حفاظت خود اختیاری کا فطری حق عطا کرتا ہے۔

(دفعہ ۱۵) تاشقند اعلان کی دفعہ ۱ "تنازعات" کے تصفیہ کے لئے طاقت

Marfat.com

استعمال نہ کرنے کی اجتماعی ذمہ داری کی جو توثیق کی گئی ہے اس میں اور دو فریقوں کے مابین جنگ نہ کرنے کے معاہدے میں بھی بنیادی فرق ہے۔

یہاں یہ بات بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اس جملہ میں "کہ دونوں منشور کے تحت طاقت استعمال نہ کرنے کی ذمہ داری کی توثیق کرتے ہیں" دراصل لفظ "ذمہ داری" صیغہ واحد میں استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ایسی اجتماعی ذمہ داری کا ذکر ہے جو پہلے سے موجود ہے اور جس کو صرف یاد دلانا مقصود ہے۔

بھارت کا یہ اصرار کہ جموں و کشمیر کے تنازعہ کو حل کئے بغیر جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لیا جائے۔ حقیقت پسندی سے بعید تھا ان اسباب کی پردہ پوشی نہیں کی جا سکتی۔ جو کشیدگی، جنگ اور تباہی کا سبب بنے تھے۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان جھگڑا ہی اس نوعیت کا ہے کہ آج کل یا برسوں ان ملکوں کے عوام کو اگر امن و امان سے رہنا ہے تو حقائق کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔

دراصل جنگ نہ کرنے کے فرسودہ مسئلہ کے متعلق پاکستان اپنے نقطۂ نظر سے تاشقند اجلاس سے بہت پہلے ہی ساری دنیا کو مطلع کر چکا تھا۔ اعلان پر دستخط ہونے سے قبل ہی غیر مبہم الفاظ میں یہ سنا دیا گیا تھا کہ پاکستان اقوام متحدہ کے منشور کے تحت ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کی توثیق کرنے کے لئے تیار رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کر دی تھی کہ پاکستان نے اپنے عام رویہ کے مطابق اقوام متحدہ کے منشور کے باہر کوئی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

یہ وہ پس منظر ہے جو تاشقند اعلان کی دفعہ ایک کو اپنی جگہ پر خصوصی اہمیت کا حامل بنا دیتا ہے یہ دفعہ جموں و کشمیر کے عوام کے حقِ خود ارادی کے لئے پاکستان کی مستقل اور بے جھجک حمایت کا اعادہ کرتی ہے۔ ایک بھارتی نامہ نگار نے

Marfat.com

ہفتہ وار اخبار (THOUGHT) ۲۲ جنوری کی اشاعت میں لکھا ہے۔

"اگر صاف گوئی سے کام لیا جائے تو روس بھارت کے اس نظریہ کو اب تسلیم نہیں کرتا کہ کشمیر کا مسئلہ ختم ہو چکا ہے اور یہ صرف ایک قیاس آرائی ہی نہیں ہے۔"

اور جیسا کہ ایک اور بھارتی نامہ نگار نے ماسکو سے اطلاع دیتے ہوئے انڈین ایکسپریس" میں لکھا ہے۔

"اس بات کا امکان ہے کہ چند مہینے یا ایک دو سال کے اندر بھارت اور پاکستان کو تنازعہ کشمیر پر بات چیت کرنے اور اسے حل کرنے کے لئے سوویت یونین کے زیر اہتمام دوبارہ ملاقات کرنا ہو گی اعلانِ تاشقند کا ایک منطقی نتیجہ ہو گا اور اس گمان کی بنا پر اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کہ اعلان تاشقند موجودہ صورت حال کو برقرار رکھنے کے لئے محض ایک آلۂ کار کی حیثیت رکھتا ہے۔"

سوویت یونین کے اس نئے موقف کے آثار کافی پہلے سے اقوام متحدہ میں بھی نظر آنے لگے تھے۔ اس سلسلہ میں یہ بات خاصی اہمیت رکھتی ہے کہ لندن کے روزنامہ "ورکر" نے جو برطانوی کمیونسٹ پارٹی کا سرکاری ترجمان ہے اپنی ۱۱ جنوری کی اشاعت کے اداریہ میں لکھا ہے۔

"تاشقند میں کشمیری عوام کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی۔ اس فیصلے کو ایسے حالات پیدا کرنا چاہئیں کہ وہ آزادی سے اپنے مستقبل کا تعین کر سکیں۔"

بیشک سوال ضرور اٹھایا جا سکتا ہے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ بھارت تاشقند اعلان کی پابندی کرے گا۔ جبکہ اس سے پہلے وہ اپنے متعدد

Marfat.com

وعدوں سے انحراف کر چکا ہے۔ بالخصوص یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسٹر جواہر لال نہرو خود بھی بھارت کے وزیر اعظم کی حیثیت سے اپنے اہم وعدے سے پھر گئے تھے جو انہوں نے نہ صرف کشمیری عوام بلکہ ساری دنیا سے ان الفاظ میں کیا تھا

"ہم ان ہنگامی حالات میں کشمیر کے عوام کی مرضی معلوم کرنے کیلئے انہیں پورا موقع مہیا کئے بغیر کوئی قطعی فیصلہ کرنا نہیں چاہتے انجام کار فیصلہ ان ہی کو کرنا ہے۔ اور میں یہ بات پوری طرح واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری شروع ہی سے یہ پالیسی رہی ہے کہ ریاست جموں، کشمیر کا کسی بھی حکومت بھارت یا پاکستان سے الحاق ایک نزاعی مسئلہ ہے اور یہ کہ الحاق کا فیصلہ ریاست کے عوام ہی کو کرنا ہے اسی پالیسی کے مطابق ہم نے کشمیر کے الحاق کی دستاویز میں ایک دفعہ کا اضافہ کیا ہے۔ کسی خود مختار ریاست کا اپنے علاقہ سے دستبردار ہونا محال نہیں ہو سکتا ہے کہ رائے شماری کے نتیجہ میں کشمیر کے عوام یہ فیصلہ کریں کہ وہ بھارت کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے۔ ایسی صورت میں ہمارا یہ فرض ہوگا کہ ہم ایسے دستوری طریقے اختیار کریں۔ جن کے تحت اس علاقہ کو الگ کیا جا سکے۔ ہم یہ اعلان کر چکے ہیں کہ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ بالآخر کشمیری عوام ہی کو کرنا ہے۔ ہم نے یہ وعدہ نہ صرف کشمیر کے لوگوں سے بلکہ دنیا سے کیا ہے۔ اِس وعدے سے ہم انحراف نہیں کر سکتے اور نہ کریں گے۔"

اب اگر کوئی معاہدہ توڑنے ہی کا فیصلہ کرے تو جب چاہے توڑ سکتا ہے۔ لیکن کسی معاہدے کو توڑ دینا یا اس سے بے تعلق ہو جانا ایک طرفہ

Marfat.com

کارروائی نہیں ہوتی اور اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ بھارت اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے وہ اس سے بھی واقف ہے کہ اقوام متحدہ کے منشور کے حوالے کی کیا اہمیت ہے۔ بھارت تاشقند اعلان کی دفعہ ۱ کے جملوں کی ترتیب کی اہمیت بھی سمجھتا ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ سوویت روس کی موجودگی میں دونوں فریقوں نے جموں و کشمیر کے مسئلہ کے علاوہ اور کسی موضوع پر گفتگو ہی نہیں کی۔ بھارت نے نہ صرف جموں و کشمیر کے جھگڑے ہی پر بات کی بلکہ اس جھگڑے کے امکانی تصفیوں کے بارے میں بھی گفتگو کی اور یہ ان سات دنوں کے کٹھن مذاکرات ہی کا نتیجہ ہے کہ "تاشقند اعلان کی دفعہ ۱ ان الفاظ کی حامل ہے کہ دونوں ملکوں کے مابین مسلسل کشیدگی سے ہندی پاکستانی عوام کے مفادات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا"۔ اور یہ کہ "اس پس منظر میں جموں و کشمیر کے مسئلہ پر بات چیت ہوئی اور پس منظر یہ ہے کہ اس "تنازعہ کو جو "مسلسل کشیدگی" کا سبب بنا ہوا ہے۔ بہرحال طے ہونا چاہیئے۔

چنانچہ یہ تھی۔ اعلانِ تاشقند کی افتتاحی عبارت۔

آیئے اب ہم دفعہ ۲ کا جائزہ لیں جس میں کہا گیا ہے وزیراعظم بھارت اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ دونوں ملکوں کے تمام مسلح افراد ۲۵ فروری ۱۹۶۶ء تک ان مقامات پر واپس چلے جائیں جہاں وہ ۵ اگست ۱۹۶۵ء سے پہلے تھے اور دونوں فریق فائر بندی لائن پر فائر بندی کی شرائط پوری کریں۔

جنگ بندی لائن" اور "مسلح افراد" اس دفعہ کے دو اہم فقرے ہیں یہ مسئلہ بڑا متنازعہ فیہ رہا ہے کہ "مسلح افراد" کی اصطلاح سے کیا مراد ہے اس ضمن میں سلامتی کونسل اس بات پر غور کر رہی تھی کہ مجاہدین کشمیر میں داخل ہوئے

Marfat.com

یا نہیں قرارداد کی اس دفعہ میں جس میں اس صورت حال کا ذکر کیا گیا ہے "بے قاعدہ افواج" اور مسلح افراد کی واپسی اور ان کے مسلسل باہر رہنے کا حوالہ دیا گیا ہے یہاں "بے قاعدہ افواج" اور "مسلح افراد" کے فقرے استعمال ہوئے ہیں۔ ان فقروں کو ARMED PERSONNEL سے ممیز کرنا ہوگا۔ اس کا مطلب ان لوگوں سے ہے جو ڈیفنس سروسز کے کنٹرول میں ہیں۔ اس فقرہ کا اطلاق مجاہدین پر نہیں ہوتا۔ انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ جہاں چاہیں رہیں۔

اس دفعہ کے تحت جنگ بندی لائن کو ایک عارضی انتظام کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ جنگ بندی لائن کے طرف کیا واقعات رونما ہوں گے۔ اس کے تحت دونوں فریق جنگ بندی لائن پر فائر بندی کی شرائط پوری کریں گے اقوام متحدہ کے ممبروں نے فائر بندی کی شرائط مقرر کر دی ہیں۔ فائر بندی لائن کے دونوں طرف کیا ہو رہا ہے اس کا مذکورہ دفعہ سے کوئی تعلق نہیں اور درحقیقت یہ باتیں اس دفعہ کے دائرہ عمل سے بالکل باہر ہیں اور اسی طرح جیسا کہ سلامتی کونسل کی ۱۹۴۸ء کی قرارداد کا مدعا تھا۔ مسلح افراد کی اصطلاح کا اطلاق دوسرے لوگوں پر نہیں ہوتا۔

"تاشقند اعلان کی دفعہ ۳ میں کہا گیا ہے۔

"وزیر اعظم بھارت اور پاکستان کے صدر اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ بھارت اور پاکستان کے تعلقات ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کے اصول پر قائم ہوں گے۔"

اس دفعہ کو دفعہ ۱ کے سیاق و سباق میں پڑھنا چاہیئے جس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے۔ کہ دونوں فریقوں نے جموں و کشمیر کے مسئلہ پر اپنے اپنے دعوے پیش کیے۔"

Marfat.com

یہ بات بالکل صاف ہے کہ اس تنازعہ کو پوری گفت وشنید میں ایک بنیادی حیثیت حاصل تھی اور اس تنازعہ کی موجودگی اور اسے حاصل کرنے کی ضرورت کا دفعہ ۱ میں پوری طرح اظہار ہوتا ہے۔ اور جیساکہ اقوام متحدہ کے منشور کے سلسلے میں وضاحت کی گئی ہے۔ طاقت کے استعمال سے احتراز کرنے کا اطلاق صرف خود مختار ریاستوں اور علاقوں پر ہوتا ہے۔ نہ کہ متنازعہ علاقوں پر۔ اسی طرح مذکورہ دفعہ میں "ایک دوسرے کے داخلی امور" کا فقرہ جموں وکشمیر کے سلسلے میں پاکستان کے موقف پر بالکل اثر انداز نہیں ہوتا۔ بلکہ دراصل وہ اس موقف کا تحفظ کرتا ہے دفعہ ۱ کا تعلق جموں وکشمیر کے متنازعہ علاقے سے ہے اور اسی دفعہ میں یہ بات بہت واضح طریقہ پر بتا دی گئی ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکا۔ دونوں ملکوں کے داخلی امور سے مراد ایسے معاملات سے ہے جو جموں وکشمیر کے تنازعہ کے علاوہ ہیں۔ بھلا دو ملکوں کے درمیان کوئی تنازعہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا داخلی معاملہ کس طرح بن سکتا ہے۔

تاشقند اعلان کی دفعہ ۲ میں کہا گیا ہے۔

وزیر اعظم بھارت اور صدر پاکستان اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈے کی حوصلہ شکنی کریں گے اور ایسے پروپیگنڈے کی حوصلہ افزائی کریں گے جس سے دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کرنے میں مدد ملے۔

یہ دفعہ اور اس کے علاوہ دوسری دفعات بھی دفعہ ۱ کی روشنی میں واضح ہو جاتی ہیں۔ ان کا مقصد ایک ایسی بنیاد استوار کرنا ہے جس پر عمومی تعلقات قائم ہوسکیں۔ ان کا مقصد یہ اندازہ کرنا بھی ہے کہ آیا دونوں

Marfat.com

ملک جموں وکشمیر کے تنازعہ پر کسی مفاہمت اور تصفیہ پر پہنچ سکتے ہیں یا نہیں۔

دفعہ ۵ سفارتی تعلقات کی بحالی اور دفعہ ۶ اقتصادی، تجارتی اور دوسرے تعلقات کی بحالی سے متعلق ہے۔ ان تمام شرائط کو حکماً نافذ نہیں کیا گیا ہے بلکہ اختیاری ہیں یہ ایسے معاملات ہیں کہ صورت حال کی رفتار کے پیش نظر ان کا وقتاً فوقتاً جائزہ لینا ہوگا لیکن دفعہ ۶ ایک حیثیت سے خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ اس دفعہ کے تحت بھارت اور پاکستان کے درمیان موجودہ معاہدوں کی تکمیل کے لئے مختلف ذرائع اختیار کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان کئی بہت اہم معاہدے ہوئے تھے جنہیں ماضی میں بھارت نے پورے طور پر عملی جامہ نہیں پہنایا یہ تمام معاہدے اسی دفعہ کے تحت آتے ہیں۔

دفعہ ۷ قیدیوں کے تبادلے اور دفعہ ۸ مہاجرین اور ان لوگوں سے متعلق ہے جنہیں زبردستی اپنے گھروں سے نکال دیا گیا ہے۔ یہاں ایک اہم شرط یہ ہے کہ دونوں ملک اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ اس قسم کے حالات پیدا کئے جائیں گے۔ جن سے لوگوں کی اپنے وطن سے بیدخلی رک جائے گی۔ اس دفعہ کا اطلاق جموں وکشمیر، مشرقی پاکستان کے اطراف بھارتی ریاستوں کے رہنے والے ان افراد پر ہوتا ہے۔ جنہیں مجبوراً اپنا وطن چھوڑنا پڑا ہے۔ اس دفعہ میں اتنی وسعت ہے کہ اس میں شہری آزادیوں کی بحالی اور امن و سلامتی کی فضا پیدا کرنا بھی شامل ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی بیدخلی رک جائے گی۔

تاشقند اعلان کی دفعہ ۹ میں جو آخری دفعہ ہے ایک طرح پاکستان کے اس نظریہ کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کوئی ایسا ذریعہ اختیار کیا جائے جس

Marfat.com

سے دونوں ملکوں کے درمیان متنازعہ معاملات کے تصفیے پر توجہ کی جاتی رہے اس سلسلہ میں پاکستان نے ایک خودکار نظام کی تجویز پیش کی تھی۔ اعلان میں اس کا ذکر نہیں اگرچہ ایک ایسا انتظام مہیا کردیا گیا ہے جو دونوں ملکوں سے براہ راست تعلق رکھنے والے مسائل کو حل کرسکتا اور ظاہر ہے کہ دونوں ملکوں کے لئے جموں و کشمیر کے تنازعہ سے زیادہ اہم اور براہ راست تعلق رکھنے والا مسئلہ اور کون سا ہو سکتا ہے۔ اس انتظام کے مطابق دونوں فریق اعلیٰ ترین اور دوسری سطح پر بات چیت کریں گے۔ دونوں فریقوں نے اس ضرورت کو تسلیم کرلیا ہے کہ ایک ایسی مشترک مجلس بنائی جائے جو دونوں حکومتوں کو اگلے اقدامات کی بابت فیصلہ کرنے کے سلسلے میں رپورٹ پیش کرے گی۔

اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تاشقند اعلان ایک مثبت نوعیت کی دستاویز ہے۔ یہ بذات خود کوئی منزل تو نہیں لیکن ایک امید افزا آغاز ضرور تھا اور پاکستان نے اس کا خاطر خواہ احترام کیا ہے۔

Marfat.com

خدا، رسول اور جنگ

جنگ قانونِ قدرت ہے۔ اس سے کسی صورت بھی مفر نہیں۔ فضاؤں میں پانیوں میں اور خشکی پر ہر وقت جنگ جاری ہے۔ انسان تو انسان جانور بھی اپنی بقا کے لئے لڑتے ہیں۔ بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو نگلتی ہے اور طاقتور درندے کمزور و ناتواں جانور پر اپنے دانت جماتے ہیں۔ انسانوں میں بھی جب کسی قوم یا ملک کے اندر حیوانیت کا مادہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ کمزور اقوام اور ممالک پر چڑھائی کرتے ہیں۔ اور اگر قدرت ان کا ساتھ نہ دے تو مظلوموں کے ہاتھوں ہی پٹ جاتے ہیں اور اگر فاتح ہوں تو اپنی حیوانیت کی تسکین کی خاطر سب کچھ کر گزرتے ہیں۔

اسلام بھی جنگ کو ناگزیر سمجھتا ہے۔ لیکن اسلام کی جنگ اور دوسروں کی جنگ میں کافی فرق ہے۔ اسلام حق کی حمایت میں کمزور کی مدد میں اور مظلوم فریاد پر انصاف اور متوازن معاشرہ کے لئے اور صرف خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جنگ کی اجازت دیتا ہے خود پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف جنگوں میں حصہ لیا۔ ان میں سے کوئی جنگ بھی ایسی نہ تھی۔ جس میں حرص و ہوا کا جذبہ شامل ہو۔ آپؐ کی ساری زندگی دنیا بھر کے لئے مشعل راہ ہے۔ اسی طرح جنگ میں آپ کی شمولیت سے بھی ایک ایسا اخلاقی ضابطہ مرتب ہوتا ہے جس کی وضاحت جا بجا قرآنِ پاک اور احادیث نبوی سے

Marfat.com

ہوتی ہے۔

حضورؐ نے جنگ سے پہلے فرزندانِ توحید کو ہمیشہ اخلاقی برتاؤ کا درس دیا اور آپؐ کے فرمودات پر ہمیشہ عمل ہوا۔ انہوں نے زخمیوں۔ قیدیوں سے جس قسم کا سلوک کیا۔ بین الاقوامی قوانین اور معاہدہ جینوا اسی کا پرتو ہے۔ فاتح ہونے کی حیثیت سے فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے جس فراخدلی کا ثبوت دیا وہ آج تک بے مثل ہے

اللہ تعالے نے وقتاً فوقتاً فرزندان اسلام کی رہنمائی کے لئے وحی نازل کی اور اہلِ ایمان نے ہر موقع پر ان آیات قدسی سے روشنی حاصل کی۔ آج بھی کفر اور باطل کی اس جنگ میں جسے جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء کہا جاتا ہے۔ ہمارے مسلمان مجاہدین نے اسی روشنی وانوار کے منبع سے اپنے دلوں کو منور کیا اور نتیجتہً اللہ تعالے نے انہیں کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اللہ تعالے نے کفر و اسلام کی جنگوں کے متعلق فرمایا ہے۔

۱۔ ایمان داروں کو جہاد کی ترغیب دو۔ عنقریب اللہ تعالے کافروں کی یلغار کو روک دے گا اور خدا کی ہیبت سب سے زیادہ ہے پ۵ س۱۰ آیت ۸۴

۲۔ اہل ایمان اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کفار شیطان کی راہ میں شیطان کے دوستوں کے خلاف جہاد کرو۔ بے شک شیطانوں کی کوششیں ہمیشہ کمزور ہوتی ہیں (پ۵ رکوع ۱۰ آیت ۷۶)

۳۔ جو جارحیت کا شکار ہوں ان کو لڑائی کی اجازت ہے۔ کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ بے شک اللہ تعالے ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

(پ۱۷ رکوع ۵ آیت ۳۹)

۴۔ دل چھوٹا نہ کرو۔ نہ ہی ملال دل پہ لاؤ۔ اگر تم اہل ایمان سے ہو تو تمہیں فتح ہوگی۔ (پ۴۔ س۳۔ آیت ۱۳۹)

۵۔ دشمن کا پیچھا کرنے میں کمزوری نہ دکھاؤ۔ اگر تمہیں نقصان پہنچا ہے تو اسے

Marfat.com

بھی تمہاری طرح نقصان پہنچے گا۔ تمہاری امیدیں تو اللہ سے وابستہ ہیں اور ان کی نہیں، بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے (پ ۵۔ س ۴ آیت ۱۰۴)

۶ - جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ شہادت پاتے ہیں یا فتح ہم نے ان کے لئے بڑا انعام رکھا ہے۔ (پ ۵۔ س ۴۔ آیت ۷۴)

۷ - اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ تحقیق اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

(پ ۲ س ۲ آیت ۲۴۴)

۸ - اللہ کی راہ میں ان کے خلاف لڑو جو تمہارے خلاف لڑتے ہیں۔ لیکن کسی پر زیادتی نہ کرو۔ اللہ زیادتی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

(سورہ البقرہ آیت ۱۹۰)

۹ - اگر اللہ تمہارا مددگار ہے تو کوئی تمہیں مغلوب نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہارا مددگار ہو۔ ایمان والوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔ (پ ۴۔ س ۳۔ آیت ۱۶۰)

۱۰ - اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں اس طرح قطار باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ (پ ۲۸ - س ۶۱)

۱۱ - اے ایمان والو جب تمہیں کسی (کافر) فوج سے لڑنے کا اتفاق ہو تو اپنے قدم جمائے رکھو اور اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرتے رہو تاکہ تم کامیاب رہو۔" (پ ۱۰۔ س ۸۔ آیت ۴۵)

۱۲ - جب تم کافروں سے بھڑ و تو ان کی گردنیں مار دو یا انہیں زخموں سے چور کر لو، تو ان کو قیدی بنا لو۔ اس کے بعد یا تو احسان کر کے چھوڑ دو یا معاوضہ لے کر یہاں تک کہ دشمن لڑائی کے ہتھیار ڈال دیں (پ ۲۶۔

۱۳ - جو شخص راہِ خدا میں مارا جائے۔ شہادت پائے یا غالب آجائے یقیناً ہم

Marfat.com

اُسے بہت بڑا ثواب عنایت فرمائیں گے۔ (پ ۵، س ۴، آیت ۷۴)

۱۴۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو بالضرور اللہ تعالےٰ کی رحمت اور مغفرت ان چیزوں سے بہتر ہے جن کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔ اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو بالضرور اللہ تعالےٰ کے پاس ہی اکٹھے کئے جاؤ گے۔ (پ ۴۔ سورۃ ۳۔ آیت ۱۵۷)

۱۵۔ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور ان کی امداد کی یہی لوگ سچے پرہیزگار ہیں اور انہی کے لئے مغفرت اور باعزت روزی ہے (پ ۱۰)

قرآنِ حکیم میں ایسی بے شمار آیات ہیں جن میں بشارتیں اور وعدے ہیں جو اللہ اپنے بندوں سے کرتا ہے جو اس راہ میں اس کی خاطر باطل کے خلاف اور حق کی حمایت میں تلوار اٹھاتے ہیں۔ ان فراین کی روشنی میں مسلمان کی منزلِ شہادت زیادہ پرکیف بن جاتی ہے

قرآنِ حکیم کے ان فرمودات کے بعد ہمارے پاس اسوۂ حسنہ ہے حضورؐ کی ساری زندگی ہے جو سراپا عمل تھی۔ رشد و ہدایت کا منبع تھی۔ جن صحابہ کو آپ کی خدمت میں حاضر رہنے کی سعادت نصیب ہوئی ان کی زبانی آپ کی حیات مبارک میں آپ کی زبان سے جن مسائل پر روشنی ڈالی گئی جن کا حل پیش کیا گیا وہ سب ہم تک پہنچے ہیں۔ جنگ بھی ان میں سے ایک ہے جنگ کے سلسلہ میں بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ جن سے جنگ یا جہاد کے متعلق حضورؐ کے خیالات کا پتہ چلتا ہے۔ نمونہ کی چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ابی عبسؓ کہتے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راہ خدا میں

Marfat.com

جس کے پاؤں گرد آلود ہوئے خدا نے دوزخ اس پر حرام کی۔

۲- روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راہ خدا میں دارالسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنا تمام دنیا کی آرائش سے بہتر ہے اور بہشت میں تمہارے کوڑے رکھنے کا مکان تمام دنیا کی آرائش سے بہتر ہے اور جہاد میں اوّل روز یا آخر روز بندہ کا کوشش کرنا تمام دنیا اور اس کی آرائش سے بہتر ہے۔

۳- حضرت عثمانؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا ہزار دنوں اور مقاموں سے بہتر ہے۔

۴- نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالےٰ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے تو قیامت کے روز اسی حالت میں آئے گا۔ خون اس کے زخم سے جاری ہوگا اور اس کی بو کستوری کی سی ہوگی۔

۵- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے اندر سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کیا ہے۔

۶- نیز فرمایا جس نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان دیا اس نے جہاد کے [illegible] ثواب حاصل کیا اور جس نے مجاہدین کے پیچھے اس کے گھر بار کی خبر گیری کی تو اس نے بھی جہاد کیا۔

۷- فرمایا کہ پندرہ سال سے کم عمر والے کو فوج میں نہ لے، نہ اس شخص کو فوج میں لے جو اوروں کو جہاد سے باز رکھے۔

۸- فرمایا کہ جس نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں ایک دن رات پہرہ دیا تو اسے ایک ماہ روزوں اور نماز کا ثواب ہوا اور جو پہرہ دینے کی

Marfat.com

حالت میں مرگیا اس کے لئے اسی قدر ثواب جاری رہے گا۔ اور اس کا رزق بھی جاری اور وہ فتنہ ڈالنے والے فساد سے بچ گیا۔

۹۔ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں کون بہتر ہے؟ فرمایا کہ جان اور مال سے اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرے اور اس نے کہا پھر کون؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ ایماندار آدمی جو پہاڑوں کی گھاٹیوں میں رہتا ہو اور اس سے کسی کو نقصان نہ پہنچے۔

۱۰۔ زید بن خالد سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں جانے کے لئے غازی کی تیاری کرائی اس نے خود جہاد کیا اور جو کوئی اس کے گھر والوں کی حفاظت نگہبانی اور بھلائی کے لئے پیچھے رہ گیا تو وہ بھی غازی ہوا۔

۱۱۔ کسی شخص نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بعض آدمی (مالِ غنیمت) بعض شہرت کی خاطر لڑتے ہیں۔ پس ان میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کون لڑتا ہے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالےٰ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے لڑتا ہے۔ پس وہ اس کی راہ میں لڑتا ہے۔

۱۲۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس کو بہت پسند کرتا ہوں کہ خدا کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر مارا جاؤں۔

Marfat.com

۱۳- حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرا۔ جہاد نہ کیا اور جہاد کا خیال بھی کبھی دل میں نہ لایا تو اس کی موت ایک قسم کے نفاق پر ہوئی۔

۱۴- حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نہ تو جہاد کیا نہ جہاد کرنے والوں کا سامان درست کیا اور نہ مجاہدین کے اہل و عیال کی خبر گیری کی اس کو قیامت سے پہلے خداوند تعالےٰ کسی سخت مصیبت میں مبتلا کرے گا۔

ایک مومن شخص کو ان آیات ربانی اور احادیثِ نبوی میں جو کچھ نظر آتا اس کا اندازہ کسی کافر یا غیر مسلم کو نہیں ہو سکتا۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں جو مشاہدات ہوئے ہیں۔ ان سے آج بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کا دین ایک مکمل دین ہے اور ان کے آقائے نامدار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ کی نظر کرم ہمیشہ اپنی امت پر رحمتوں کو نازل ہوتے دیکھتی رہتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا کہ ہندوستان میں مسلمان جہاد کریں گے۔ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں دو گروہ ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ بچائے گا ان کو دوزخ سے ایک ان میں سے ہندوستان میں جہاد کرے گا۔ دوسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دے گا یہ روایات نسائی شریف جلد ۲ کے صفحہ ۲۷۰ پر درج ہیں۔

نسائی شریف میں اس جنگ کو غزوۃ الہند کہا گیا ہے۔

Marfat.com

یہ غزوۃ الہند جس کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا تھا کفر و اسلام کی جنگ ہے اس میں کبھی تو محمد بن قاسم علم نصرت لے کر شامل ہوتا ہے۔ کبھی سلطان محمود غزنوی زنار پوشوں کو شکست دے کر بت شکنی کرتا ہے۔ قنوج اور چندوارہ کے مقام پر شہاب الدین غوری اسلام کا نعرہ بلند کرتا ہے۔ مغل اور احمد شاہ ابدالی بھی کفر کے خلاف برسرپیکار رہے۔ سید اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ نے سکھوں اور انگریزوں کے خلاف جہاد کیا۔ ان مسلسل جنگوں میں دو فریق تھے ایک طرف اسلام اور دوسری طرف کفر، ایک طرف حق تھا اور دوسری طرف باطل اور تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ حق نے فتح پائی اگرچہ حق کے پاس جنگی ساز و سامان نہ تھے۔ اگرچہ حق کی طرف ٹڈی دل لشکر نہ تھے۔ ان کے ساتھ کلمۃ الحق تھا اور جدھر کلمۃ الحق ہو۔ اللہ اور اللہ کا رسول ادھر ہی ہوتے ہیں۔

آپ نے اخبارات پڑھے ہیں۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کے واقعات بھی پڑھے ہوں گے کئی ایسے بھی خوش قسمت ہیں جنہوں نے یہ واقعات دیکھے ہیں۔ کئی ان سے بھی زیادہ خوش قسمت ہیں جن کے ہاتھوں یہ ان واقعات نے جنم لیا ہے۔ آپ نے پڑھا ہوگا کہ شہیدوں کی ماؤں نے بچوں کی شہادت پر نفل پڑھے باپ نے بیٹے کے شہید ہونے کی خبر سنی تو الحمد للہ کہا کہ میرے دوسرے بچے بھی اسی طرح اسلام کی خدمت کرتے ہوئے سرخرو ہوں گے۔ بہنوں نے کمال بہادری سے شہید بھائی کی لاش پر آنسوؤں کی بجائے مسکراہٹوں کے پھول بکھیرے ہیں شہیدوں کی قوم پرست دتا شعار بیویوں نے شوہروں سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ جانے پر چوڑیاں توڑی ہیں اور نہ بال بکھرائے ہیں۔ سوگواری کی حالت میں بھی یہی کہا ہے کہ ہمیں

Marfat.com

فخر ہے کہ ہمارے شوہر اسلام کے سچے فرزند ثابت ہوئے انہوں نے جو نشانیاں پیچھے چھوڑی ہیں وہ بھی ایک دن ان کی طرح ہی دشمن کے خلاف صف آرا ہو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں گی۔ ان کے بیٹے اور بیٹیوں نے بھی ہمت کا دامن نہیں چھوڑا بلکہ صبر اور سکون سے سب کچھ سنا۔ دیکھا اور سہا ہے آخر یہ سب کچھ یک لخت ان کو کیسے حاصل ہو گیا یہ اللہ کے دین کی برکت اور فیضانِ رسول اکرم صلعم کا نتیجہ ہے کہ جس قوم کو مدت سے ہم بگڑا ہوا کہتے ہیں۔ جس کے ایمان پہ علمائے وقت ہر وقت فتوے صادر کرتے تھے۔ بعض افراد کو گردن زدنی اور کافر قرار دیتے تھے۔ اس قوم نے ایسے بے مثال کردار کا مظاہرہ کیا کہ قرون اولے کے مسلمانوں کی قربانیوں کی یادیں تازہ کر دیں۔ مائیں ایسے معلوم ہوئیں جیسے وہ آج سے چودہ سو سال پہلے کی مائیں ہوں، بہو، بیٹیاں اور بیویاں ایسے انوکھے انداز سے ابھریں کہ گمان ہونے لگا جیسے وہ اس دور کی پیداوار ہی نہیں بلکہ اس دور کی پیداوار ہیں۔ جب اسلام کے سپاہی سجی سجائی سیجوں کو چھوڑ کر قیامت کے دن ملنے کا عزم لے کر کفار سے برسر پیکار ہوتے نکل کھڑے ہوتے تھے۔

معرکہ بدر کی یادوں کو تازہ کرنے والی اس پاکستانی قوم نے اپنے اخلاق اور کردار سے بھی محمود غزنوی اور صلاح الدین ایوبی کی مثالوں کو تازہ کر دیا دشمن سے اچھا سلوک کر کے اس سے بھی اپنی عظمت کا لوہا منوا لیا۔ یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمان قوم آج بھی چاہے تو مشرق و مغرب میں اپنی سطوت کا سکہ بٹھا سکتی ہے۔ ان کے دلوں پہ لگے ہوئے زنگ آن واحد میں اتر سکتے ہیں۔ ان کا خدا اپنے ارشادات کے مطابق اور ان

Marfat.com

کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے اپنی محبت کی وجہ سے ہمیشہ سے ان کے ساتھ ہیں۔ ان کی نظرِ کرم ان پر بدستور ہے۔ اللہ والوں نے جو کچھ ان دنوں دیکھا ہے ہو سکتا ہے اسے عام آدمیوں نے نہ دیکھا ہو لیکن کیا ہم سب نے محسوس نہیں کیا؟ ہم نے یقیناً محسوس کیا ہے کہ اللہ کے رسول کی اعانت ہمارے شاملِ حال تھی۔ ان کی تعلیم نے ہمارے حوصلے اتنے بلند کر دیئے کہ ہم نے اپنے سے پانچ گنا بڑی طاقت کی یلغار کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو گئے اور نہ صرف اس کی بڑھتی ہوئی جارحیت کو روکا بلکہ اسے شکست فاش دی، ان کی مہربانی سے ہمارے مجاہدین کے اندر وہ بے پناہ قوت عود کر آئی کہ وہ بموں کو ہاتھوں میں لے کر ٹینکوں کے نیچے لیٹ گئے گو ان کا مادی وجود ایک لازوال روح میں تبدیل ہو گیا لیکن وہ کئی کئی کفار کو جہنم کے شعلوں کے سپرد کر گئے۔ بھارتی ٹڈی دل جو اسلحہ و افراد کی فراوانی پر ناز کرتا ہوا ہماری سرحدوں کی جانب بڑھا تھا محض اسی لئے ختم ہو گیا کہ اسے شیطان کی اعانت حاصل تھی اور اس کا تکیہ بتوں پر تھا۔ ہمارے پاس کچھ نہ ہونے کے باوجود رحمٰن کی اعانت تھی اور گنبدِ خضرا میں رہنے والی سرکار حضور نبی اکرمؐ کی ذات بابرکات ہمارے درمیان تھی۔

ہو سکتا ہے کہ کسی مکتبۂ خیال کے لوگوں کو اس حقیقت سے انکار ہو لیکن پاکستان کے ننانوے فیصد لوگ آج بھی کہتے ہیں کہ راوی کے پل پہ آنے والے بھارتی جہازوں کے پائیلٹوں نے گرفتار ہونے پر کہا کہ انہوں نے یہاں کافی بم پھینکے ہیں لیکن کوئی سبز پوش بزرگ ان کو اپنی جھولی میں ڈال لیتا تھا۔ لاہور بزرگوں کی سرزمین ہے وہ بزرگ کون تھے ہمیں اس سے بحث نہیں لیکن وہ جو

Marfat.com

بھی بنے بالآخر حضور کی اُمت سے ہی تو تھے۔ واہگہ سیکٹر میں گرفتار ہونے والے کئی بھارتی سپاہیوں نے ہمارے فوجی جوانوں سے کہا کہ تمہاری کوئی ایسی فوج بھی ہے۔ جو سفید وردی پہنتی ہے۔ سپاہیوں نے نفی میں جواب دیا۔ پھر کسی بھارتی گرفتار شدہ فوجی افسر نے ہمارے کسی فوجی افسر سے اس سفید وردی والی فوج کے متعلق پوچھا تو لوزِ ایمان سے منور فوجی افسر نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ہمارے پاس ایسی فوج ہے اور ہماری وہ فوج اس وقت لڑتی ہے۔ جب ہم پر انتہائی مصیبت آپڑتی ہے۔ وہ فوج جب دیکھتی ہے کہ ہم بالکل دشمن کے نرغے میں پھنس گئے ہیں تو خود بخود حرکت میں آجاتی ہے۔"

فوجی افسر کی مراد اللہ کی مدد اور پیغمبر خدا کی اعانت ہی تھی۔

راقم الحروف نے بھارتی جارحیت کا شکار ہوئے بہت سے علاقے دیکھے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جن لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دینا تھا وہ تو ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے لیکن ایسے مقامات پر محیر العقول واقعات بھی دیکھنے میں آئے ہیں ان کا ذرا بھی خیال کیا جائے تو دل و دماغ میں ایمان کی شمعیں روزِ روشن کی طرح نور پھیلا دیتی ہیں۔

بھارتی بمباری کا شکار میں نے نیفر پیے والا تحصیل قصور کا گاؤں دیکھا وہاں سارا گاؤں مٹی کا ڈھیر بن چکا تھا لیکن گاؤں کی مسجد کھڑی تھی راجستھان اور کشمیر سیکٹر کے اکثر گاؤں بمباری سے تباہ ہو گئے یا گولہ باری سے مسمار ہو گئے لیکن اکثر مقامات پر مساجد اور خانقاہوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا اور ان کی تصاویر مسلسل اخبارات میں آتی رہیں۔ بلکہ مساجد کی وجہ سے ہی پتہ چلتا تھا کہ فلاں مقام پر کوئی آبادی بھی تھی۔ آخر یہ کیوں تھا؟ راجوری کے ایک ایسے گھر کی تصویر بھی اخبارات میں دیکھی گئی جس کا کوئی پہلو بھی سلامت

Marfat.com

نہ تھا لیکن ایک دیوار کا وہ حصہ سلامت تھا جس پر بنے ہوئے ایک طاق پر ایک کلام پاک رکھا ہوا تھا۔ اس مقدس کتاب کو کس نے بچایا؟

یہ آٹھ فروری ۱۹۶۶ء کا واقعہ ہے۔

راقم الحروف بلوکی ہیڈ پر کھڑا اپنے کسی افسر کا انتظار کر رہا تھا۔ اس دن جھکڑ بھی چل رہا تھا۔ سلیمانکی لنک کینال میں پانی نہیں چل رہا تھا کیونکہ ابھی تک بارشیں نہیں ہوئی تھیں اور دریائے راوی میں پانی کم تھا۔ وہاں ڈیوٹی پر کھڑا ہوا پولیس کا سپاہی نتھرے ہوئے صاف ستھرے ایستادہ پانی میں کسی چیز کو پل پر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس نے رائفل کو اپنے پہرے کی کوٹھڑی میں رکھا اور کناروں سے سنبھلتا ہوا نیچے اترا۔ پانی اور سپاہی کے درمیان کم از کم بیس فٹ کا فاصلہ ہوگا۔ تاہم وہ پانی کے قریب پہنچ گیا اور کچھ پتھروں پر پاؤں رکھتا ہوا۔ اس چیز تک پہنچ گیا بڑی احتیاط اور مشکل سے اس نے اس چیز کو اٹھایا اور کنارے کے اوپر آنے لگا۔ اب میں نے اس چیز کو پہچان لیا یہ ایک پچاس پونڈ کا بھارتی بم تھا جو اللہ کی مہربانی سے پھٹا نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے۔ پانی کے اندر اور بھی ایسے بم ہوں اور بھارتی حملہ آوروں نے زیادہ تعداد میں پھینکے ہوں لیکن ان کو اللہ تعالٰے نے ایسا ناکارہ بنا دیا کہ وہ کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ چھوٹے سے چھوٹے بموں سے لیکر ہزار پونڈ تک کے بم بھارتی سورماؤں نے گرائے اور اللہ کے حکم سے وہ نہ پھٹ سکے اور پاکستان کی کسی شاہراہ، کسی فوجی مرکز کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔

کسی جگہ کا نام لینا شاید دفاعی نقطہ نظر سے مناسب نہ ہو، لیکن راقم الحروف نے بچشم خود ایسے بے شمار مقامات دیکھے ہیں۔ اور شاید اب بھی ان کے نقش موجود ہوں کہ بھارتی ہوابازوں نے بالکل ٹھیک نشانے لگانے کی

Marfat.com

کوشش کی لیکن ان کا نشانہ ایک بھی درست نہ بیٹھ سکا۔ پلوں پر بم پھینکے تو بم دس قدم آگے یا دس قدم پیچھے پٹڑک سے ہٹ کر گرے اور پھٹے پٹڑک یا پل کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکا۔ ایک مقام پر تو یہ بھی دیکھا کہ فوجی ہیڈ کوارٹر سے صرف بیس گز کے فاصلہ پر ہزار پونڈ کا بم گرایا گیا۔ وہ پھٹا بھی لیکن سوائے زمین کے اندر ایک چالیس گز قطر کا گڑھا بنانے کے اور کوئی نقصان نہ کر سکا۔

کیا ان بموں کو جان بوجھ کر ادھر ادھر گرایا گیا تھا؟ ایٹم بم کا سہارا ڈھونڈھنے والے بھارتیوں کو ہمارے نہتے شہریوں کی زندگی عزیز تھی؟ ہرگز نہیں انہوں نے تو مسافر گاڑیوں اور بسوں کو نشانہ بنانے سے دریغ نہ کیا۔ بم کیسے ضائع کر جاتے لیکن ایسا ہوا۔ پاک فضائیہ سے ڈر کر ہوا یا کسی طیارہ شکن توپ سے ڈر کر لیکن یہ ہوا ضرور اور نتیجہ یہی نکلا کہ اللہ کا فضل شامل حال تھا اور حضور کی ذات بابرکات ہمارے درمیان تھی۔

اکثر لوگ کہہ سکتے ہیں۔ اللہ کی مدد تو واقعی ہمارے شامل حال تھی اسی لئے تو پاکستان کے ہر فرد میں جہاد کا جوش اس قدر بھر گیا تھا کہ وہ ہر قربانی کے لئے تیار تھا لیکن حضورؐ ہمارے درمیان کیسے تھے! لیکن اس کا جواب ایمان والے لوگوں کے لئے بڑا آسان ہے جب حضور کی نظر کرم اپنی امت پر ہو گی۔ تو ہی اللہ کی رحمت بھی امت محمد صلعم کے ساتھ ہو گی۔ لیکن اگر حضورؐ کی نظر کرم نہ ہو گی۔ تو پھر اللہ بھی اپنے دوست کو ناراض نہیں کر سکے گا۔ حضورؐ کو ہر وقت ہی ہمارے ساتھ ہیں۔ ان کا دیا ہوا دین برحق ہمارے پاس جو ہے جب ہم بھٹک جائیں تو راستہ اس دین سے تلاش کر سکتے ہیں لیکن اپنی غلط کاریوں سے کسی مصیبت میں گھر جائیں تو رحمت اللعالمین ہماری اعانت کو بذات خود پہنچتے ہیں۔

Marfat.com

دنیا بھر کی ایمان والی قوموں نے اس جنگ میں ہمارا ساتھ دیا۔ ہماری اس سے بڑھ کر اور خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ ہماری فتح اور کامیابی کے لئے مکہ معظمہ میں نہیں بلکہ خانہ کعبہ میں دعائیں مانگی گئیں یہ حضورؐ کا دیا ہوا رشتہ ہی تو ہے جس کی وجہ سے ہمارے لئے تمام عالم اسلام کے دل دھڑک اٹھے۔ ہماری شکست پر ہماری کمزوری اور ہماری پریشانی کو انہوں نے اپنی شکست کمزوری اور پریشانی اور علی الاعلان ہماری امداد پر کمر کس لی۔

حکیم نیّر واسطی جو طبی کانفرنس کی طرف سے اسلامی ملکوں کے دورے پر تھے انہوں نے اپنے دس روزہ دورہ کے ان مشاہدات کو اکثر دہرایا ہے جو انہوں نے ترکیہ، اردن، شام، حجاز مقدس اور لبنان میں ستمبر ۱۹۶۵ء کے دوران کیے انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ سلطان محمد فاتح کے مزار پر ایک بوڑھا ترک دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ تو نے جس طرح قسطنطنیہ پر سلطان محمد فاتح کو قبضہ کی طاقت عطا کی تھی اسی طرح پاکستان کو ہمت عطا کر کہ وہ کشمیر اور دہلی پر قبضہ کرے۔ سات ستمبر کو ترکیہ میں جالینوس ہسپتال کے پاس بچے پاک، ترکیہ زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے ان نعروں کو کوئی سن بھی رہا ہے یا نہیں۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مزار پر ایک ترک خاتون رو رو کر دعا مانگ رہی تھی۔ کہ یا اللہ حضرت ابوایوبؓ کی مہمان نوازی کا واسطہ پاکستان کے عوام کو فتح عطا فرما۔

حضرت زینبؓ کے مزار پر ایک خاتون رو رو کر دُعا مانگ رہی تھی "اے بی بی پاک اُٹھ کہ پاکستان میں بھی ایک کربلا آباد ہو رہی ہے!" حکیم صاحب نے بتایا کہ اس شام میں اخوان المسلمین کے رہنما جناب مصطفےٰ

Marfat.com

السباعی مرحوم کی تعزیت کے لئے گیا۔ ان کی بیگم نے آکر پاکستان کے بارے میں بہت سوالات کئے۔ بیگم صباعی پوچھنے لگیں کہ پاکستانی بہنیں کس حال میں ہیں؟ میں نے بتایا کہ ان کے سہاگ لٹ رہے ہیں وہ خاموشی سے اٹھ کر کمرے میں چلی گئیں۔ ایک ہی لمحہ بعد گھر سے آہ و بکا کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ جیسے پاکستان کی بیٹیوں کے سہاگ نہیں خود عالم عرب کی خواتین کے سہاگ لٹ گئے ہیں۔

القدس میں جہاں عیسائیوں کا متبرک و مقدس ترین گرجا ہے اور جہاں ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ مصلوب ہوئے اور بعدازاں دفن بھی ہوئے اس مقام کو حضرت عمرؓ نے فتح کیا تھا لیکن عصر کا وقت ہوا تو آپ نے نماز وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ ادا فرمائی تاکہ مسلمان کہیں گرجا کو مسجد نہ بنا ڈالیں۔ اسی مقام پر ایک شخص کو جب معلوم ہو کہ میں پاکستان سے آیا ہوں تو اس نے آگے بڑھ کر ایک کنجی پیش کی اور کہا کہ میں مسلمان ہوں اور یہ چابی میرے بزرگوں کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے عطا کی تھی۔ آپ یقین کیجئے اس چابی کی برکت سے پاکستان کے عوام بھی انشاء اللہ کسی بڑے قلعہ کا کفر توڑیں گے۔

یہ تو عالم اسلام کی باتیں ہیں۔ کفر و تثلیث کی سرزمین میں بھی محمدؐ کے نام لیواؤں نے پاکستان کی دھڑکنوں کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ ہر قسم کی قربانی پر آمادہ ہو گئے۔ پیغامات، ادویات، سامان حرب اور نرسیں وغیرہ پاکستان پہنچنے لگیں۔ یہ اسلام کی ہمہ گیر تعلیم اور مرکزیت کے سبب سے تھا۔ ان اخوت کے مظاہروں سے ہم کبھی بھی انکار نہیں کر سکتے اور یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے سچے رسول نے ہماری دستگیری

Marfat.com

فرمائی۔

ذیل کا خط کس نے اخبارات میں نہ پڑھا ہوگا۔ یہ خط مولانا محمد انعام کریم صدیقی جو شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ سیر بالٹا کے بھانجے ہیں نے لکھا تھا۔ مولانا صدیقی عرصہ پندرہ سولہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں اور آج کل مدرسۃ العلوم شرعیہ کی لائبریری کے نگران ہیں، یہ مدرسہ مسجد نبوی کے ساتھ ہی ملحق ہے یہ خط کراچی کے ایک خدا ترس بزرگ جناب نور محمد بٹ کو ملا تھا۔ پورا خط حسب ذیل ہے۔

۷۸۶

مدرسۃ العلوم شرعیہ — محمد انعام کریم صدیقی

مدینۃ المنورہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء، ۸ جمادی الاول ۸۵ ھ

محترم المقام قبلہ الحاج حضرت المکرّم بٹ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بندہ الحمد للہ بخیریت شام دوشنبہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ حاضر ہو گیا تھا اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے۔ اور جس قدر بھی زیادہ سے زیادہ اس کی جناب میں شکریہ کیا جائے کم ہے۔ اس مالک حقیقی نے اپنے گنہگار ناہنجار بندہ کو اپنی نعمتوں سے نوازا پہنچنے کی اطلاع بذریعہ تار جمعہ کو دے دی تھی۔ جو کہ غالباً ہفتہ کی صبح کو پہنچ گیا ہوگا۔ ایک خط بھی لکھ دیا تھا۔ خدا کرے آپ حضرات مع الخیر ہوں۔ براہ کرم خیریت مزاج اور دیگر احباب کی خیریت سے مطلع فرمایئے تاکہ اطمینان ہو۔ خبریں سننے کا کوئی خاص اہتمام نہیں رہا ادھر ادھر سے سن لیتا ہوں۔ آج صبح غالباً صلح کی گفتگو ہو گی۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو پوری فتح ونصرت عطا فرمائے آمین!

Marfat.com

مکہ مکرمہ میں بھی اور یہاں مدینہ منورہ میں بھی بعد نماز عشاء بہت اہتمام سے دعائیں ہوتی رہیں ایک ایک گھنٹہ دعاؤں میں لگ جاتا ہے۔ لیکن الحمد اللہ جملہ حضرات عرب و عجم سب ہی لوگ دل سے گڑگڑا کر دعا کر رہے ہیں طبیعت نہیں اکتاتی۔ انشاء اللہ بہتر اور نصرت کی امید قوی ہے اللہ تعالےٰ قبول فرمالیں۔ آمین ثم آمین۔ یہاں پر جس روز حملہ ہوا اسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور روضہ اقدس سے جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب اسلام تشریف لے گئے۔ بعض حضرات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس قدر جلدی اس گھوڑے پر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا پاکستان میں جہاد کے لئے اور ایک دم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ تیز روانہ ہو گئے۔ پیچھے پیچھے مواجہ شریف سے ہی پانچ حضرات اور اس راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے اور بھی بہت سے خواب اس اثنا میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں۔ دعا فرمایئے اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور طفیل جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فتح و عزت عطا فرما دے آمین۔

اس کے علاوہ حکیم نیر واسطی کی زبانی ہی اور چند واقعات سنیئے جن کی صحت پر ایک صاحب ایمان آدمی کبھی بھی شک و شبہ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے بتایا۔

مدینہ منورہ میں ایک بزرگ غلام دستگیر صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کو میں نے خواب میں دیکھا۔ وہاں سے چھ بزرگ سفید لباس زیب تن کئے نکلے اور

Marfat.com

باب اسلام کی طرف آئے۔ وہاں سے وہ گھوڑوں پر سوار ہوگئے میں نے ان کی منزل معلوم کی تو انہوں نے بتایا کہ پاکستان جا رہے ہیں۔

ایک اور بزرگ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ اردو بول رہے تھے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ حضور نے اردو کب سیکھی؟ فرمانے لگے "پاک و ہند کے بزرگوں سے اردو میں بات کرنے کی ضرورت پڑتی ہے"

ایک خاتون نے چھ ستمبر کو خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ بہت ہی مغموم تھے"

ایک شخص نے حضرت علیؓ کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجاہدین میں اسلحہ تقسیم کر رہے تھے۔

یہ تو ان روایاؤں کی بات ہے جو عرب ممالک میں نمایاں ہوئیں۔ خود پاکستان میں کئی بزرگوں کی زبانی ایسے واقعات ملنے کا شرف راقم الحروف کو ہوا ہے کہ ایمان تازہ ہوگیا۔

سنہری مسجد لاہور کے امام صاحب پاکستان منٹ کے قریب رہتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جنگ کے ایام میں جب سب لوگ محفوظ علاقوں پر چلے گئے تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ان کو بھی یہاں سے کسی محفوظ مقام پر چلے جانا چاہیئے۔ ان کی بیوی علیل تھیں وہ راضی نہ ہوئیں امام صاحب کو سخت ذہنی پریشانی تھی۔ لیکن اسی رات آپ کو حضورؐ کی زیارت ہوئی تو حضورؐ نے ان کو تسلی دی کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ امام صاحب کا کہنا ہے کہ اس وقت کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے واقعی کوئی فکر کی بات نہیں اور جو شخص بھی مجھے ملا میں نے اسے کہا کہ حضورؐ نے مجھے یہاں رہنے کو کہا ہے اور میں یہیں رہوں گا اور قسم ہے ذات پاک کی کفار کو شکست ہوگی۔

Marfat.com

اس واقعہ کے علاوہ میں نے ایک اور بزرگ سے سنا کہ وہ اپنے مرشد سے ملنے کے لئے راولپنڈی کے قریب کسی جگہ پر گئے تو ان کے مرشد سر شام ان سے کہنے لگے۔ "بھئی اور کوئی بات کرنی ہے تو کر لو، حضورؐ نبی پاک تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور مجھے سیالکوٹ ان کی خدمت میں حاضر ہونا ہے"۔ ہو سکتا ہے کسی مادہ پرست انسان کے لئے ان واقعات میں بحث کے پہلو ہوں لیکن ایمان والوں کے لئے ان میں ایقان وعمل کی روح ہے۔ جس سرزمین پر حضور پاکؐ خود تشریف فرما ہوں وہاں اگر بھارتی طیارے قدم بوسی کے لئے جھکتے جھکتے زمین سے ٹکراتے تھے تو یہ عظمتِ رسولؐ ہے۔ اگر وہاں دس ہزار پونڈ کے بم نہیں پھٹے تو اعجازِ مصطفیٰؐ ہے ایک کے مقابلہ میں اگر پانچ سے لڑ کر پاکستان سرخرو ہوتا ہے تو یہ فیضانِ نظر احمد مجتبیٰؐ ہے۔

پھر اس کے علاوہ ایک اور بھی پہلو ہے جس سے تائید ایزدی کا ادراک ہوتا ہے۔ جنگی محاذات پر ہماری افواج کے ہر افسر اور جوان نے اپنے دلوں میں ایمان کی ایسی قندیلیں جلتی دیکھیں جس کی روشنی میں انہوں نے عشق محمدؐ کے سارے راستے طے کر لئے وہ موت سے ایسے گلے ملے جیسے ایک مومن کی شان ہے وہ کفر پر ایسی بجلی بن کر گرے جو صرف مسلمان کے جذبۂ ایمان سے پیدا ہوتی ہے یہ حضورؐ کی ذاتِ پاک کی موجودگی کا اثر تھا کہ میں نے ہی نہیں بلکہ ہر مقام پر اور ہر ماحول میں تمام لوگوں نے آنکھوں سے خستہ حال اور معذور مزدوری کرنے والی عورتوں کو دفاعی فنڈ کے لئے اپنی پونجیاں دیتے دیکھا ہے۔ پاکستان کی قوم نے نفرت کرنے والے پاکستانیوں کو راتوں رات مومن بنتے دیکھا ہے۔ فوجیوں کے قافلے جب محاذ کی طرف

Marfat.com

چلتے ہوئے گذرتے تو لوگ فرطِ عقیدت سے ان کی راہ میں آنکھیں بچھاتے اور نذرانے پیش کرتے۔ بعض ان کے ہاتھ چوم کر محبت سے رو دیتے تھے۔ معصوم بچوں نے توتلی زبانوں سے پاکستان کی فتح مندی کے لیئے دعائیں مانگی ہیں بیوہ ماؤں نے اپنے جوان لڑکوں اور واحد سہاروں کی شہادت پر شکرانے کے نوافل پڑھے ہیں۔ شہادت سے پہلے وجدان میں ڈوب کر کئی فوجی افسروں اور جوانوں نے اپنے گھر جو خطوط لکھے ہیں ان میں اپنے عزیزوں سے یہی کہا ہے کہ وہ ان کی شہادت کی دعائیں مانگیں۔ ایمان کی یکایک پیدا ہونے والی یہ تازگی کسی اعجاز سے کم نہیں اور یہ اعجاز ایک ہی منبع سے نکلے ہیں۔

اپنے بیٹے کی شہادت کی روئیداد پر آنسو بہانے کی بجائے خوش ہونا چاہیئے کہ اس نے ملک کی مدافعت میں اپنی جان دے کر شہادت کا درجہ پایا ہے۔ تو محترمہ نے فرمایا کہ یہ آنسو تو خوشی کے آنسو ہیں۔ سیف اللہ اگرچہ میرا اکلوتا بیٹا اور میرے بڑھاپے کا واحد سہارا تھا۔ لیکن اس نے ملک کی خدمت کرتے ہوئے قربانی دی ہے میرا صرف ایک ہی لڑکا تھا۔ کاش میرے اور بچے ہوتے تو میں انہیں بھی ملک پر قربان کرنے سے دریغ نہ کرتی۔ میں ملک کی سالمیّت پہ ایک سیف اللہ تو کیا سینکڑوں سیف اللہ قربان کر سکتی ہوں۔ خداوند کریم پاکستان کو محفوظ رکھے ذرا غور کیجیئے یہ ایک ماں کے تاثرات ہیں۔ "ایں سعادت بزور بازو نیست" کیا اب بھی اس میں کوئی شک ہے کہ ہماری فتح کا راز جذبہ ایمان میں نہیں ہے۔

نشان حیدر پانے والے شہید وطن میجر عزیز بھٹی کی بیگم، ان کے بچے اور والد تو قوم کے لیئے ایک عظیم قربانی کا نشان بن گئے ہیں ان کی کہانیاں تو قیامت تک لوگوں کے لیئے مشعلِ راہ بنی رہیں گی۔ لیکن ان کے علاوہ

Marfat.com

بھی لاتعداد لوگ ایسے ہیں جن کے متعلق سن کر اور پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ وہ آج کے زمانہ کے نہیں بلکہ قرونِ اولیٰ کے لوگ ہیں یہ وقت کے فاصلے کس طرح طے ہوئے یہی عشقِ حبیب کی منزل ہے کہ "طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے" لیکن یہاں آہ کا مقام نہیں۔ خود نبی پاک چل کر ان کے درمیان آگئے اور خوش نصیب ہیں وہ جنہوں نے انہیں دیکھ لیا۔

بیگم سعیدہ حبیب نے جو آج کل راولپنڈی میں ہیں نے اپنے بھائی مسٹر مسعود احمد خان ایڈووکیٹ کو اپنے شوہر کی شہادت کے بعد جو خط لکھا۔ اس کے کچھ اقتباسات پڑھنے کے بعد قوم کی اس عظیم بیٹی کی عظمت اور حوصلہ مندی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

محترمہ سعیدہ حبیب نے اپنے خط میں لکھا ہے: "بھیّا! تم یہ سوچتے ہو کہ میں تمہارے بھائی کی شہادت سے غمگین ہوں گی۔ غم ایک انسانی ضرورت ہے اور اس کو فطرتِ ثانیہ کا نام بھی دیا جا سکتا ہے اس بات کا غم ضرور ہے کہ کوکب، خرم، فرخ اور رپیہ یتیم ہو گئے ہیں لیکن جب میں ان کی شہادت کا تصوّر کرتی ہوں تو میرا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے میں سمجھتی ہوں کہ میں نے اپنا سہاگ قربان کر کے دین و دنیا کی نعمتیں اور عظمتیں لوٹ لی ہیں۔

"سعید بھائی کا خط آیا تھا جس میں اس نے مجھے تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔ اسے کہیے کہ تمہاری بہن کی رگوں میں ایسے باپ کا خون ہے جو اسلام کا سچا شیدائی تھا۔" اگر ابّا مرحوم زندہ ہوتے تو وہ بھی میری طرح ناز کرتے کہ ان کے داماد کو شہید ہونے کا فخر حاصل ہوا ہے۔" محاذ پر جانے سے پہلے جب وہ الوداع ہو رہے تھے۔ تو ان کی آنکھوں میں ایک خاص

Marfat.com

قسم کی چمک تھی ایک ایسی چمک جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ انہوں نے کوکب سے کہا کہ بیٹی دعا کرو میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں اور پھر کوکب کے ساتھ ننھے پپو نے بھی دُعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور توتلی زبان میں کہنے لگا۔" اللہ میاں میرے ابو کو کامیاب کرنا۔

" بھیّا میں آج بھی جب اس کا تصوّر کرتی ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوکب اور پپو کی دُعا منظور ہو گئی ہو اور ان کے ابو اپنے مقصد میں کامیاب وکامران رہے ہیں۔

اس دن میری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر انہوں نے کہا۔" سعیدہ مجھے مسکراتے چہرے سے رخصت کرو۔ مجاہدوں کی بیویاں رویا نہیں کرتیں۔"

تم حیران ہو گے کہ کوکب، خرم اور فرخ کے چہروں پر عظمت اور فضیلت کی جو روشنی تھی شاید میں اس کو کبھی نہ بھول سکوں۔

گیارہ سالہ کوکب روئی بھی تھی اس طرح کہ میں اسے دیکھ نہ سکی۔ فرخ اور خرم نے بڑے فخر سے کہا۔" امی ہمارے ابو شہید ہوئے ہیں نا۔" اور پھر انہوں نے کہا کہ امی ابو کتنے خوش قسمت ہیں۔ ہم بھی مجاہد بنیں گے۔ میں اپنے معصوم بچوں کی یہ باتیں سن کر ایک گونا اطمینان سا محسوس کرنے لگی۔ میں نے کسی کے بچوں کو اپنے باپ کی موت پر یوں فخر کرتے ہوئے کبھی نہ دیکھا تھا اور پھر اس کو موت کا نام بھی نہیں دیا جا سکتا۔ شہید تو ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ بھیّا میں جب بھی بچوں کی طرف دیکھتی ہوں تو میں محسوس کرتی ہوں کہ یہ بچے خوش نصیب ہیں کہ ان کا باپ وطن پر قربان ہو گیا۔"

اس طویل خط کے ان اقتباسات کو ایک بار پھر پڑھیئے اور بتائیے کہ ایسے خط کون لکھ سکتا ہے اور کونسا جذبہ لکھوا سکتا ہے!

Marfat.com

یہ نیچے دیئے ہوئے چند الفاظ ایک شہید کے باپ کے ہیں۔ ان کو پڑھیے اور سوچیے یہ ایک عام ان پڑھ انسان بول رہا ہے کہ اسلام کا نطق ہے۔ عبدالرحیم خان کی بیگم اپنے دوسرے بچوں کے لئے بھی ایسی ہی موت کی طالب ہیں عبدالرحیم خان کہتے ہیں:۔

"میرا بیٹا بھی انہی درخشندہ اور غیر فانی زندگی پانے والوں کی صف میں شامل ہو گیا ہے۔ قیامت کے روز بارگاہ ایزدی میں بھی فخر سے کہہ سکوں گا کہ" اے اللہ تعالےٰ میں غلام عباس شہید کا باپ ہوں"۔

ان واقعات و مشاہدات کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا بہت آسان ہے کہ (بقول نابینا خطیب جامع مسجد واقع شاہ عالم گیٹ کے) اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پاک کی وجہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں کسی کافر کی مدد نہیں کر سکتا (لفظ "کر سکتا" میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے حبیبؐ کی خاطر منظور ہے اللہ ان کو کبھی ناراض نہیں کر سکتا) حضورؐ کی امت میں رہنے والے اگر مادی طور پر کوئی نقصان اٹھانے بھی ہیں تو روحانی طور پر اس کو محسوس نہیں کرتے اللہ ان کو بہتر انعام دیتا ہے یہ جنگ بھی کفر و اسلام کی جنگ تھی۔ ظالم اور مظلوم کے درمیان پیکار تھی۔ اللہ نے اس میں مسلمانوں کو سُرخرو کیا اور محمد الرسول اللہ نے بذاتِ خود اس جنگ میں شریک ہو کر ایمان والوں کے حوصلے اتنے بلند کئے کہ حالات نے ایسا رخ اختیار کیا کہ مسلمانوں کی ہمت و شجاعت کی داستانیں نہ رہیں بلکہ یقین ہو گیا کہ وہ زندہ حقیقتیں تھیں۔

نوجوان ندیم شہید کے والد کو سکندری کی جو شبیہ ہر سال جمعہ کو برابر بیس برس نظر آتی رہی اور پھر ندیم کی شہادت کے بعد جمعہ کو خوشبو سے ان کا گھر معطر ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی لائل پور ندیم شہید کے بہن کے گھر جو خوشبو پھیل جاتی ہے حیات و ممات کی کتنی پر اسرار منزلوں کا پتہ دیتی ہے۔ لیکن اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ شہید مرتے نہیں بلکہ ہم انکی زندگی کو سمجھنے کا شعور نہیں رکھتے اسے پروردگار ہمیں وہ شعور عطا کر! آمین۔

Marfat.com

اعزازات کی تفصیلات

ہندوستان کے پاکستان پر مکروہانہ و مکارانہ حملہ کے دوران پاک بری، بحری اور فضائی افواج کے افسروں اور سپاہیوں نے نامساعد حالات کے باوجود اپنی جرأت بہادری اور قوت ایمانی کے مظاہرے کئے وہ نہ صرف ہمارے لئے باعث فخر و انبساط ہیں بلکہ ان سے روشنی کی ایسی شعاعیں نمودار ہوئی ہیں جو ہمیں اور آئندہ نسلوں کو مستقل راہ عمل دکھاتی رہیں گی۔ وہ افسر اور سپاہی تو پاکستان کے ہر فرد کے دل کی گہرائیوں میں ہمیشہ کے لئے جاگزیں ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے اپنی جانوں کو انتہائی خطرے میں ڈال کر ملک اور قوم کی حفاظت کی۔ پاکستان کے ایسے ہی عظیم فوجی فرزندوں کو کارہائے نمایاں سرانجام دینے پر اعزازات تقسیم کرتے ہوئے پاک فوج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ نے فرمایا تھا۔

"آپ نے حق و انصاف کے مقصد کی خاطر جس بے مثال جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کیا اس کی تعریف بیان سے باہر ہے جو لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے ان کی جوانمردی کے کارناموں کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ ان کی شہادت اس امر کا زندہ ثبوت ہے کہ انہوں نے وطن کے دفاع کی خاطر عظیم قربانی پیش کی ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

Marfat.com

تمام اعزازات کی تفصیل یہ ہے۔

عہدہ	نام	اعزاز
میجر	راجہ عبدالعزیز بھٹی پنجاب رجمنٹ	نشان حیدر
میجر جنرل	سرفراز خان	ہلال جرأت
میجر	یحیٰی خاں	”
بریگیڈیئر	عبدالقیوم شہید	”
بریگیڈیر	امیر عبداللہ خان نیازی	”
بریگیڈیر	احسن رشید شامی شہید	”
لیفٹیننٹ کرنل	محمد جمشید پنجاب رجمنٹ	ستارۂ جرأت
”	صاحبزادہ گل شہید	”
”	امیر حمزہ خان پنجاب رجمنٹ	”
”	ذوالفقار علی خان پنجاب رجمنٹ	”
”	الطاف حسین انجینئرز	”
میجر	غلام حسین خاں پنجاب رجمنٹ	”
”	نذر حسین اے سی	”
”	محمد حسین ملک پنجاب	”
”	عبدالرب نیازی فرنٹیئر فورس	”

عہدہ	نام	اعزاز
میجر	محمد تاج پنجاب	ستارۂ جرأت
”	سید انور حسین بلوچ	”
”	دوست محمد حیات فرنٹیئر فورس	”
”	حق نواز کیانی بلوچ رجمنٹ	”
”	محمد افتخار عسکری	”
”	عبدالعلیم آفریدی آرٹلری	”
”	شفقت حسین خان بلوچ پنجاب رجمنٹ	”
”	محمد آصف حسین خان اے سی	”
”	محمد اسلم جنجوعہ پنجاب	”
”	محمد اختر آرٹلری	”
”	عافل داد فرنٹیئر فورس	”
”	ملک آفتاب احمد خاں انجینئرز	”
”	محمد یونس پنجاب	”
”	منور خاں اے کے	”

Marfat.com

میجر خادم حسین اے سی ستارہ جرأت
شہید

ہلالِ جرأت

بریگیڈیر نوازش علی ہلال جرأت

ستارہ جرأت

لیفٹیننٹ	اے ٹی کے حق	ستارۂ جرأت
کرنل	پی ایس سی	
"	احمد خان	"
"	محمد ممتاز خان	"
میجر	اصغر احمد خاں	"
"	محمد آصف حسین خان	"
"	عبدالشکور خان	تمغۂ قائداعظم
"	محمد یونس	ستارۂ جرأت
کیپٹن	محمد سعید	"
"	عبدالرحمٰن	"
"	ارشد محمود	"
صوبیدار	عظیم خان	"
"	محمد علی	"
"	کرم داد	"
نائب رسالدار	عبدالرحمٰن	"

تمغۂ جرأت

دفعدار	علی اکبر	تمغۂ جرأت
"	نور محمد	"
حوالدار	عبدالرحمٰن	"
"	عطاالرحمٰن	"
"	ظہیر الحق پٹھان	"
میجر	نشا خان اے کے	ستارۂ جرأت
کیپٹن	راجہ اصغر علی پنجاب	"
"	شفیق احمد فرنٹیئر فورس	"
"	آغا عبدالرحمٰن احمد زئی بلوچ	"
"	نثار احمد انجینئرز شہید	"
"	فاروق احمد بلوچ	"
"	معظم علی شاہ آرٹلری	"
"	شیر محمد اے کے	"
لیفٹیننٹ	محمد طارق فرنٹیئر فورس	"

Marfat.com

لیفٹیننٹ	محمد قیس اے ایم سی	ستارۂ جرأت	حوالدار	اللہ دتہ ایف ایف	تمغۂ جرأت
سیکنڈ	فرید احمد بخاری	"	"	شہزاد خان بلوچ	"
لیفٹیننٹ	ایف ایف			شہید	
رسالدار	غلام علی خان	"	"	خاکی جان	"
	اے سی شہید			ایف ایف شہید	
صوبیدار	محمد سربلند خان	"	"	گل امیر ایف ایف	"
	اے کے		"	فضل حسین بلوچ	
"	محمد علی ایسٹ	"		شہید	"
	بنگال		"	آغا محمد پنجاب شہید	"
"	اقبال خان بلوچ	"	"	محمد افضل پنجاب	"
"	گل نواز آرٹلری	"	"	ظہیر الحق پٹھان	"
"	عظیم خان	"		ایسٹ بنگال	
	ایسٹ بنگال		"	عطاء الرحمٰن	"
این صوبیدار	محمد عزیز خان	"		ایسٹ بنگال	
	اے کے		"	محمد انور سگنل	"
"	سلطان سکندر پنجاب	"	"	محمد شریف	
"	محمد اکبر خان آرٹلری	"		بلوچ شہید	"
"	محمد یعقوب خیبر رائفلز	"	لانس دفعدار	عبدالستار اے سی	"
صوبیدار	خونان گل ایف ایف	"	"	فیض حسین	"
"	اللہ دتہ ایف ایف	"		اے سی	
حوالدار	سراج الاسلام آرٹلری	تمغۂ جرأت	"	محمد تاج پنجاب	"

Marfat.com

نائک محمد صابر خان اے کے تمغہ جرأت
" طفور الاسلام بلوچ "
شہید
" صابر حسین ایف ایف "
" گل مرجان ایف ایف "
شہید
" مہربان خان "
ایف ایف
" غفران شاہ ایف ایف "
" منصف خاں پنجاب "
حوالدار فتح خاں "
لانس دفعدار عبدالستار "
اے ایل ڈی عبدالمجید "
لانس نائک حشمت اللہ "
" عبدالہاشم "
" امین اللہ "
سپاہی ڈرائیور محمد مرتضےٰ "
نائک محمد عجائب "
پنجاب شہید
" منیر الحق ایسٹ "
بنگال شہید

نائک منظور حسین شاہ تمغہ جرأت
شہید پنجاب
لانس نائک محمد اکبر خان شہید "
" محمد نواز آرٹلری "
" غلام علی پنجاب "
" عباس ایف ایف "
" عبدالعلی بلوچ "
سپاہی محمد خان اے کے "
شہید
" وزیر حسین شاہ "
اے کے شہید
گن ڈرائیور نور حسین آرٹلری "
سپاہی محمد اصغر پنجاب "
" اکبر علی بلوچ "
" یوسف علی بلوچ "
شہید
" محمد افسر ایف ایف "
شہید
" حشمت اللہ ایسٹ بنگال "
" عبدالہاشم "
ایسٹ بنگال

Marfat.com

سپاہی امین اللہ ایسٹ بنگال تمغہ جرأت

سگنل مین محمد خاں سگنلز شہید ،،

اے سی ۱۷۹ ایم اے حق مرزا امتیازی سند

میجر اے کے

اے سی او ۴۷۴ اقبال سکندر ،،

میجر جنرل اے کے

اے سی او ۸۵۲ میجر عبدالعزیز اے کے ،،

اے سی او ۲۳۰ ،، محمد اشرف اے کے ،،

اے سی او ۶۳۲ ،، محبوب علی خان ،،

اے کے

پی آر آر ۷۹۶ ،، میاں فقیر احمد ،،

ایف ایف

پی اے ۱۳۸۵ ،، محمد سعید اے ایس سی ،،

پی آر آر ۱۴۹۶ ،، شفیق احمد خان ،،

دورانی ایف ایف

پی آر آر ۱۷۰۵ ،، محمد شریف بلوچ ،،

پی آر آر ۱۷۲۶ ،، یوسف علی خان ،،

اے سی

پی اے ۱۸۳۰ ،، محمد بختیار حسین خان ،،

ایف ایف

پی ایس ایس ۱۵۳ میجر الٰہی بخش خان امتیازی سند

اے سی

پی ایس ایس ۲۲۰۱ ،، مرزا محمد فیروز الدین ،،

خان پنجاب

پی اے ۲۲۰۲ ،، انوار الحق ایف ایف ،،

پی اے ۲۲۴۳ ،، سکندر خان ،،

اے سی

پی اے ۲۴۳۷ ،، فیض حق اے سی ،،

پی اے ۲۴۷۹ ،، حسین خان آرٹلری ،،

پی اے ۲۵۸۶ ،، محمد اقبال قریشی ،،

ایسٹ بنگال

پی ایس ایس ۲۶۳۱ ،، محمد سرور خان ،،

پنجاب

پی اے ۲۶۹۹ ،، لقمان محمود ،،

ایف اے

پی اے ۲۷۱۳ ،، مظفر خان ملک ،،

پی اے ۲۷۲۳ ،، جہاں زیب خان ایف ایف

پی آر آر ۱۸۲۰ ،، خالد مجید نیازی ،،

پنجاب

پی ٹی سی ۲۸۸۱ محمد یوسف خان ،،

آرٹلری

Marfat.com

پی بی ایس ۲۸۸۵	میجر	سلطان مہر پنجاب	امتیازی سند
پی ایس ایس ۲۲۸۹	〃	مصطفےٰ جان آرٹلری	〃
پی اے ۲۹۸۷	〃	محمد اسلم عالم آرٹلری	〃
پی اے ۳۰۳۴	〃	محمود الرحمٰن چوہدری آرٹلری	〃
پی اے ۳۰۳۵	〃	خواجہ محمد اسمٰعیل آرٹلری	〃
پی ایس ایس ۷۴۴	〃	محمد فاروق خاں اے سی	〃
پی ٹی سی ۳۰۸۱	〃	عنایت اللہ خان اصغر اے سی	〃
پی ایس ایس ۳۰۸۵	〃	محمد سرور چوہدری اے سی	〃
پی اے ۳۰۹۶	〃	غلام محمد خان دُرانی اے سی	〃
پی ٹی سی ۳۱۰۵	〃	عبدالمجید خاں نیازی آرٹلری	〃
پی اے ۳۱۰۷	〃	خالد محمود اے سی	〃
پی ٹی سی ۳۱۴۰	میجر	چوہدری اکرم احمد عثمانی آرٹلری	امتیازی سند
پی ایس ایس ۳۲۵۳	〃	غلام سرور خان آرٹلری	〃
پی ٹی سی ۳۳۶۳	〃	آصف شاہ شاد آرٹلری	〃
پی اے ۳۴۵۴	〃	یار محمد بلوچ	〃
پی اے ۳۵۰۹	〃	رفیع احمد سگنل	〃
پی اے ۳۵۵۴	〃	محمد اکبر خان پنجاب	〃
پی اے ۳۵۶۹	〃	محمد اکبر آرٹلری	〃
پی ٹی سی ۳۰۲۸	〃	بشیر احمد خان آرٹلری	〃
پی اے ۳۶۰۵	〃	سید اعجاز احمد ایف ایف	〃
پی اے ۳۶۱۶	〃	سید افتخار علی شاہ بلوچ	〃
پی ٹی سی ۳۶۴۱	〃	احمد سلیم شیخ پنجاب	〃
پی ٹی سی ۳۶۵۵		محمد محسن پنجاب	〃

Marfat.com

پی ٹی سی	میجر	عبدالمجید بٹ ایسٹ بنگال	امتیازی سند
پی ٹی سی ۳۷۰۲	"	آغا سالار احمد شاہ آرٹلری	"
پی ٹی سی ۳۷۳۰	"	مظہر ابن حسن صدیقی آرٹلری	"
پی اے ایس ایس ۳۷۳۷	"	عبدالحی آرٹلری	"
پی اے ۳۸۴۴	"	منصور الحق ملک سگنلز	"
پی اے ۳۸۷۰	"	محمد امتیاز علی بلوچ	"
پی اے ۳۸۸۴	"	آغا ذوالفقار علی خان پنجاب	"
پی اے ۴۰۳۸	"	محمد عباس خان اے سی	"
پی اے ۴۰۷۰	"	عبداللطیف خاں ٹی بی ٹی آرٹلری	"
پی اے ۴۰۸۳	"	محمد توفیق مرزا بلوچ	"
پی ایس ایس ۴۱۹۳	"	محمد اسلم خان انجینئرز	"
پی ٹی سی ۴۲۱۷	"	عبدالکریم ڈار پنجاب	"
پی ٹی سی ۴۲۵۵	میجر	ملک حکمت خاں پنجاب	امتیازی سند
پی ٹی سی ۴۳۴۳	"	محمد مقیم الدین خاں آرٹلری	"
پی اے ۴۵۱۶	"	سید ریاض حسین شاہ جعفری سگنلز	"
پی اے ۴۷۱۷	"	قاضی سید الدین حفیظ آرٹلری	"
پی اے ۴۷۵۸	"	محمد آفندی اے سی	"
پی اے ۴۷۸۹	"	منصر احمد سائل آرٹلری	"
پی اے ۴۷۸۵	"	منصور الحسن آرٹلری	"
پی اے ۴۷۹۲	"	میر عابد حسین اے سی	"
پی اے ۴۸۲۵	"	سید مستنیر احمد ترمذی آرٹلری	"
پی اے ۴۹۱۲	"	اختر اقبال ملک ای ایم ای	"
پی اے ۴۹۳۸	"	محمد عبداللطیف آرٹلری	"

Marfat.com

پی اے ۵۰۴۹ میجر ریاض احمد امتیازی سند
رشید انجینئرز ،،
پی اے ۵۲۱۳ ،، عباس علی انجینئرز ،،
پی اے ۵۲۸۵ ،، ناصر عباس اے سی ،،
پی اے ۶۲۴۰ ،، خالد یاسین پنجاب ،،
پی اے ۱۰۰۳۴۴ ،، خورشید انور امامی ،،
اے ایم ای
پی ٹی سی ۴۲۷۴ کیپٹن احمد سعید باجوہ ،،
بلوچ
پی اے ۵۶۵۴ ،، مظفر حسین مرزا ،،
ہمدانی آرٹلری
پی اے ۴۹۲۱ ،، راجہ راحت لطیف ،،
ایف ایف ،،
پی اے ۵۰۱۷ ،، عبدالرشید خان ،،
عباسی اے کے
اے سی او ۱۱۷ ،، محمد اسحٰق ضیا ،،
اے کے
اے سی او ۱۸۷ ،، محمد شفیع اے کے ،،
اے سی او ۱۳۱۷ ،، فیروز خاں اے کے ،،
اے سی او ۱۰۷ ،، محمد رشید خان ،،
عباسی اے کے

پی آر آر کیپٹن نوابزادہ میر عزیز امتیازی سند
عالم خان بلوچ
پی اے ۵۰۶۵ ،، شمس الزمان ،،
آرٹلری
پی اے ۵۰۷۹ ،، اختر محمود ملک ،،
اے سی
پی اے ۵۱۹۰ ،، راجہ جاوید اختر ،،
خان ایف ایف
پی اے ۵۴۵۳ ،، محمد جبین ناگی ،،
آرٹلری
پی اے ۵۵۴۲ ،، این اے وحید ،،
انجینئرز
پی اے ۵۵۴۴ ،، الطاف احمد خان ،،
ای ایم ای
پی ٹی سی ۵۶۱۹ ،، گلاب خان ،،
آرٹلری
پی ٹی سی ۵۶۱۹ ،، سید مشتاق حسین ،،
رضوی آرٹلری
پی ٹی سی ۵۶۴۲ ،، سید ظفر مہدی ،،
عسکری آرٹلری
پی اے ۵۶۷۸ ،، آفتاب احمد بلوچ ،،

Marfat.com

پی اے ۵۶۹۳	کیپٹن	نعیم الدین انصاری آرٹلری	امتیازی سند
پی اے ۵۷۸۰	"	لقمان محمود اے سی	"
پی اے ۵۷۹۷	"	سجاد احمد ہاشم الیف الیف	"
پی اے ۵۸۰۳	"	جمیل اختر خالد سگنلز	"
پی اے ۵۸۱۳	"	نذر حسین پنجاب	"
پی اے ۵۸۲۲	"	محمد سجاد یونس آرٹلری	"
پی اے ۵۸۵۸	"	خالد سعید خان اے سی	"
پی ٹی سی ۵۸۶۹	"	محمد اشرف بلوچ	"
پی اے ۵۹۶۳	"	مختار حسین شاہ انجینئرز	"
پی اے ۶۰۰۴	"	فاروق احمد خان آرٹلری	"
پی اے ۶۰۳۸	"	ارشاد علی رشید پنجاب	"
پی اے ۶۰۳۹	"	ناصر نواز جنجوعہ پنجاب	"
پی ایس ایس ۶۱۸۶	"	اسرار حسین انجینئرز	"
پی اے ۶۲۲۲	کیپٹن	ریاض احمد قریشی آرٹلری	امتیازی سند
پی اے ۶۲۳۳	"	سید شاہد عباس نقوی آرٹلری	"
پی اے ۶۲۳۷	"	جہانگیر ملک الیف الیف	"
پی اے ۶۳۵۲	"	سلیم اختر پنجاب	"
پی اے ۶۳۵۶	"	خواجہ معین الدین احمد آرٹلری	"
پی اے ۶۴۰۷	"	انور احمد خان آرٹلری	"
پی اے ۶۵۸۲	"	خالد اے خان پنجاب	"
پی اے ۶۶۹۳	"	شمشاد علی خان اے سی	"
پی ایس ایس ۱۰۰۶۲۷	"	عبدالمجید اے ایم سی	"
اے سی/۱۱۰	لیفٹیننٹ	محمد نسیم اقبال اے کے	"
پی اے ۶۵۱۴	"	منور احمد میر پنجاب	"

Marfat.com

پی اے ۶۵۶۸۷ لیفٹیننٹ سید اظہر حسین نقوی امتیازی سند
الیف الیف
پی اے ۶۶۴۷۱ " سعید الدین آرٹلری "
پی اے ۶۶۶۶۰ " جمل خان پنجاب "
پی اے ۶۶۸۸۵ " عبدالقدوس "
مرزا آرٹلری
پی اے ۶۸۱۹ " احمد افضل انجنیئرز "
پی اے ۶۸۱۸ " محمود جاوید "
انجنیئرز
پی اے ۶۹۲۰ " پرویز مشرف "
آرٹلری
پی اے ۶۹۵۱ " طارق خلیل "
آرٹلری
پی اے ۶۹۵۶ " اظہر علی شاہ "
پنجاب
پی اے ۷۰۰۸ " محمد اقبال پنجاب "
پی اے ۱۰۰۶۸۴ " خالد سعید احمد "
چھبڑی اے ایم سی
پی اے ۶۸۶۴ سکینڈ " ابواب علی رانا "
اے ایس سی
پی اے ۶۸۸۱ " مشتاق احمد بلوچ "

پی اے ۶۹۹۷ سیکنڈ لیفٹیننٹ محمد عبدالحلیم امتیازی
بلوچ
پی اے ۶۹۹۶ " صلاح الدین "
ترمذی اے سی
پی اے ۷۰۵۱ " عبدالحسن آرٹلری "
پی جے او ۱۹۲ آنریری " محمد زمان خان "
ایس ایس ٹی کے ۱۰۱ " "
جے سی او ۷۱۹۱ " دادن خان "
اے کے
پی جے او رسالدار میجر محمد اسلم "
اے سی
جے سی او ۲۰۱۷ صوبیدار میجر عظمت علی "
خان اے کے
پی جے او ۱۸۰۶۸ " خدا بخش "
الیف الیف
پی جے او ۲۴۰۹۴ " محمد افسر "
ٹی کے ایم ایم پنجاب
پی جے او ۳۰۱۱۶ " محمد شفیع "
اے ایس سی
پی جے او ۱۴۸ رسالدار خوشی محمد "
اے این اے سی

Marfat.com

پی جے او ۱۵۷ رسالدار پھول بادشاہ امتیازی سند
اے سی
پی جے او ۲۱۷ " مبارک احمد "
اے سی
پی جے او ۲۸۴ " محمد یوسف "
اے سی
پی جے او ۲۸۳ " غلام محمد اے سی "
جے سی او ۹۸۷ صوبیدار علم شیر نادرن
سکاؤٹ
جے سی او ۹۸۴ " غلام رسول اے کے "
جے سی او ۱۲۹۹ " محمد حسین شاہ "
اے کے
جے سی او ۱۶۵۷ " ملک شیر اے کے "
جے سی او ۱۸۵۰ " سرور خان "
اے کے
پی جے او ۲۸۵۴ " محمد نواز آرٹلری "
پی جے او ۲۹۸۳ " افضل محمد "
آرٹلری
پی جے او ۳۰۳۴ " محمد یعقوب "
آرٹلری
پی جے او ۳۰۴۷ " نذیر احمد آرٹلری "

پی جے او ۱۳۵۵ صوبیدار اقبال حسین امتیازی سند
آرٹلری
پی جے او ۶۰۱۱ " عالم دین انجینئرز "
پی جے او ۸۸۱۵ " گل حیدر ٹوچی "
سکاؤٹ
پی جے او ۸۸۱۶ " سیف الرحمٰن "
ایم ایم سگنلز
پی جے او ۱۲۳۵۷ " عالمگیر بلوچ "
پی جے او ۱۴۳۱۹ " گل نصیب "
پنجاب
پی جے او ۲۲۲۱۳ " محمد حبیب "
پنجاب
پی جے او ۲۴۱۳۴ " جے خان پنجاب "
پی جے او ۲۴۲۲۴ " برخوردار پنجاب "
پی جے او ۲۷۳۶ " عبد الحق "
ای ایم ای
پی جے او ۳۷۴۷۶ " صنوبر خان "
ای ایم ای
پی جے او ۳۷۵۵۵ " محمد یعقوب "
ای ایم سی
پی جے او ۴۹۱۱۵ " افضل حسین مرزا بلوچ "

Marfat.com

پی جے او ۱۵۰۰۸۹ صوبیدار محمد اشرف امتیازی سند
پنجاب

پی جے او ۱۵۰۱۵۷ " لطیف شاہ بلوچ "

پی جے او ۱۵۰۱۹۲ " جلال شاہ پنجاب "

پی جے او ۱۵۰۴۳۷ " قربان حسین پنجاب "

پی جے او ۱۷۰۰۵۶ " محمد نواز بلوچ "

پی جے او ۱۹۰۱۸۴ " اقبال خان "
ایف ایف

پی جے او ۶۷۰۱ نائب سالار عبدالحمید "
اے سی

پی جے او ۶۹۳ " شیر گل اے سی "

پی جے او ۷۱۹ " لیاقت علی "
اے سی

پی جے او ۷۳۰ " بوستان احمد "
اے سی

پی جے او ۷۴۵ " محمد خان اے سی "

پی جے او ۷۵۵ " عبدالعزیز "
اے سی

پی جے او ۷۹۵ " محمد بخش اے سی "

پی جے او ۸۱۴ " محمد اسماعیل "
اے سی

پی جے او ۸۴۲۲ نائب صوبیدار محمد یوسف امتیازی سند
اے سی

جے سی او ۲۱۸۸ " محمد عزیز خان "
اے کے

پی جے او ۳۲۶۱ " شیر دل آرٹلری "

پی جے او ۳۴۶۳ " محمد شریف "
آرٹلری

پی جے او ۳۴۹۴ " فیروز خان "
آرٹلری

پی جے او ۳۵۴۰ " عبداللطیف "
آرٹلری

پی جے او ۳۶۶۶ " مبارک شاہ "
آرٹلری

پی جے او ۳۶۶۸ " امداد حسین "
آرٹلری

پی جے او ۲۷۵۴ " محمد رشید "
آرٹلری

جے سی او ۵۰۱۵ " غلام محمد "
اے کے

پی جے او ۶۲۸۹ " محمد اکرم انجینئرز "

پی جے او ۳۰۴۴۳ " گل جان اے ایس سی "

Marfat.com

پی جے او ۳۲۸۲	نائب صوبیدار	محمد وارث اے ایم سی	امتیازی سند
پی جے او ۳۷۹۷۹	"	محمد عالم ای ایم ای	"
پی جے او ۴۱۷۵۰	"	رمضان خان اے سی سی	"
پی جے او ۱۵۰۳۹۷	"	محمد الیاس پنجاب	"
پی جے او ۱۵۰۵۷۳	"	خان زمال پنجاب	"
پی جے او ۱۵۰۶۰۷	"	علی افضل پنجاب	"
پی جے او ۱۷۰۱۴۸	"	غلام رسول بلوچ	"
پی جے او ۱۷۰۳۳۲	"	سجوار خاں بلوچ	"
پی جے او ۱۷۰۴۳۸	"	عبدالغنی بلوچ	"
پی جے او ۱۷۰۵۴۶	"	آصف علی بلوچ	"
پی جے او ۱۱۹۰۳۶۱	"	محمد حیات ایس ایف	"
۳۰۳۷۴۴	حوالدار میجر	ولی محمد اے کے	"
۱۰۰۱۳۷۴۱۸	کوارٹر ماسٹر دفعدار	نذر حسین اے سی	"
۱۲۰۱۸۶۷	حوالدار	غلام اکبر آرٹلری	"
۱۲۲۴۷۰	حوالدار میجر	صادق حسین اے ایس سی	"
۲۷۸۴	حوالدار	کبیر دین اے کے	"
۱۱۲۸۴	حوالدار	امین الحق ٹوچی سکاؤٹ	امتیازی سند
۱۳۳۴۶	"	خانہ گل ٹوچی سکاؤٹ	"
۳۰۰۴۸۴	"	شیخ داد اے سی کے	"
۳۰۱۵۳۶	"	میر حسن اے کے	"
۳۰۲۲۷۷	"	عبدالغفار اے کے	"
۳۰۹۸۷۴۱	"	خادم حسین اے کے	"
۳۱۰۷۴۸	"	علی محمد اے کے	"
۳۱۷۸۸۴	"	لال حسین اے کے	"
۳۲۰۶۸۸	"	محمد حسین اے کے	"
۱۰۰۲۲۵۹	دفعدار	ممتاز خان اے سی	"
۱۰۰۲۳۲۳	"	رمضان خان اے سی	"
۱۰۰۳۷۹۲	"	شیر علی خان اے سی	"

Marfat.com

۱۰۰۷۷۶۴	دفعدار	محبوب خان اے سی	امتیازی سند	۱۴۱۸۴۴۲۶	حوالدار	سحردل خان انجینئرز	امتیازی سند
۱۰۰۹۷۰۹	"	برکت علی اے سی	"	۲۲۰۰۴۳۲	"	عبدالرحمٰن انجینئرز	"
۱۰۱۴۰۰۲	"	محمد بشیر احمد اے سی	"	۲۳۳۲۴۴۳	"	عبدالرشید پنجاب	"
				۲۲۲۹۳۲۶	"	محمد اسلم پنجاب	"
۱۲۱۰۰۵۶	حوالدار	گنر غلام حسین آرٹلری	"	۲۴۳۶۲۶۸	"	رب نواز خان پنجاب	"
۱۸۱۵۸۳۴۷	"	محمد عجائب آرٹلری	"	۳۰۳۲۱۵۸	"	نیک محمد بلوچ	"
				۲۰۴۳۳۲۹	"	محمد اسلم آرٹلری	"
۱۲۲۲۵۹۹	"	حاکم خان آرٹلری	"	۲۲۴۵۸۷۵	"	سکندر خان بلوچ	"
۱۲۲۳۵۶۹	"	گنر رحمت آرٹلری	"	۳۱۳۰۱۷۹	"	محمد یوسف پنجاب	"
۱۲۲۸۸۹۱	"	گنر خاکی خان آرٹلری	"	۳۲۴۵۸۷۵	"	سمندر خان بلوچ	"
۱۲۲۹۴۹۴	"	اکبر آرٹلری	"	۳۲۴۵۸۸۴	"	گنر رب نواز خان آرٹلری	"
۱۲۳۱۳۰۵	"	محمد موسیٰ آرٹلری	"				
۱۲۳۲۵۶۸	"	محمد یٰسین آرٹلری	"	۳۴۳۱۰۷۵	"	سیدان گل الیف الیف	"
۱۳۰۳۵۲۱	"	اقبال حسین شاہ انجینئرز	"	۳۴۳۴۹۶۲	"	خان گل الیف الیف	"
۱۳۰۴۲۲۲	"	ہراسپ خان انجینئرز	"				

Marfat.com

٣٤٤٤٥٠٩٨ حوالدار شعاخان امتیازی سند
ایف ایف
٣٥٢٨٢٠٤ " انصار علی "
ایف ایف
٣٥٣٢٢٤٨ " محمد عزیز "
ایف ایف
٣٦٢٩٨٩٠ " محمد اسحٰق پنجاب "
٣٧٣٢٠٥٦ " عزیز الحق پنجاب "
٣٧٣٣٧٨٤ " زری خان "
آرٹلری
٣٨٣٤٦٨٤ " حبیب اللہ "
پنجاب
٣٨٣٣٦ " لطف الرحمٰن "
چوہدری الیسٹ بنگال "
٣٠٢٨١٢٦ " اسلام گل ایف ایف "
٤١٣٣٩٨٨ حوالدار گنر محمد بشیر آرٹلری "
٦٢٤٨٨٣٣١ حوالدار مہتاب خان "
سگنلز
٧٠٠٢٤٧٨ " میاں شیریں جان "
ای ایم ای
٧٧٥٨٤٢٤ " سبحان الدین کیمپ "

١٠٠٩٧١٦ لانس نعدار شوکت علی اے سی امتیازی سند
١٠١٨٢٢١ " شان علی اے سی "
١٠٠٥٩٤٠ لانس حوالدار نوشیری آرٹلری "
١٢١١٩٩١ " جہاں خاں آرٹلری "
١٢١٩٥٩١ " محمد انور آرٹلری "
١٣٨٧١٠٥ " محمد اسلم آرٹلری "
١٢٢٨٤٤٥ " اکرم علی آرٹلری "
١٢٣١١١٢ " محمد لطیف خان "
آرٹلری
١٢٤٤٠٤٩ " محمد اسمٰعیل آرٹلری "
١٣٠٤٤٠٣ " تاج حسین شاہ "
انجنیئرز
٣٢٤٥١٨٨ " محمد عباس بلوچ "
٣٤٤٤٠٥٥٤ " نعمت خان "
ایف ایف
٣٤٤١٢٠٤ " غلام مصطفےٰ "
ایف ایف
٣٥٣٩٤٣٩ " لوز خان "
ایف ایف
٣٥٤٩٠٨٨ " خان داد "
ایف ایف۔

Marfat.com

۱۳۲۶۷۰۴	لانس حوالدار	عبدالجبار بلوچ	امتیازی سند	۱۲۸۰۴۴	نائک	محمد توفیق آرٹلری	امتیازی سند
				۱۳۰۰۷۷۱	"	شبیر احمد انجینئرز	"
۲۶۲۵۵۹۲۴	حوالدار	غلام حسین سگنلز	"	۱۳۰۴۹۱۳	"	غلام جیلانی انجینئرز	"
۲۹۵	نائک	یوسف ناردرن سکاؤٹس	"	۲۳۳۹۱۲۳	"	محمد آزاد پنجاب	"
۲۰۵۲	"	ارباب خان خیبر رائفلز	"	۲۳۴۱۴۶۱	"	منظور حسین شاہ پنجاب	"
۴۲۵۶	"	محمد جان ناردرن سکاؤٹس	"	۲۳۴۱۷۹۶	"	محمد عالم خان پنجاب	"
۱۳۱۹۶	"	ممبر جان ٹوچی سکاؤٹس	"	۲۴۲۸۴۰۰	"	غلام صفدر بلوچ	"
۳۰۶۱۴۷	"	غلام حسین اے کے	"	۲۰۴۲۰۹۷	"	محمد سرور بلوچ	"
۳۰۸۵۹۹	"	عبدالرحمٰن اے کے	"	۳۰۴۴۸۴۸	"	امان اللہ خان سی ایم پی	"
۳۲۰۴۱۹	"	حکم داد اے کے	"	۴۵۴۱۱۸	"	محمد شبیر ایف ایف	"
۱۶۲۶۱۱	لانس دفعدار	الطاف حسین اے سی	"	۴۰۲۸۱۴۶	"	شیر خان ایف ایف	"
۱۰۱۲۲۳۲	"	محمد حسین اے سی	"	۴۰۲۹۷۳۳	"	زنجیر گل ایف ایف	"
۱۰۱۹۰۷۰	"	محمد سرور خان اے	"	۶۲۵۲۵۸۰	"	محمد اشرف سگنلز	"
۱۲۳۴۷۴۹	نائک	محمد امید آرٹلری	"	۶۲۵۴۹۷۱	"	حمید گل سگنلز	"

Marfat.com

۲۸[illegible] نائک محمد حسین سگنلز امتیازی سند

۶۲۵۶۳۷۷ " سعید احمد سگنلز "

۵۲۶۵۹۳۶۲ " محمد انور سگنلز "

۷۰۰۵۳۷۰ " عبدالرؤف "
ای ایم ای

۷۱۳۵۲۵ " شوکت حسین "
اے سی

۳۰۴۸۳۲ لانس نائک محمد شفیع "
انجینئرز

۳۲۲۱۱۳ " محمد سعید "
اے کے

۳۵۸۱۰۵ " محمد اکرم سگنلز "

۱۲۳۳۸۶۹ " محمد اشرف "
آرٹلری

۱۲۳۴۰۵۴ " علی اصغر شاہ "
آرٹلری

۱۲۲۱۰۶۲ " محمد اسلم آرٹلری "

۱۲۴۶۵۶۷ " فتح خان آرٹلری "

۱۳۱۲۹۹۷ " صابر علی انجینئرز "

۳۲۱۰۸۹۰ " عبدالرحمٰن "
پنجاب

۲۲۱۰۹۳۰ لانس نائک میر زمان امتیازی سند
پنجاب

۲۲۱۸۵۳ " سلفہ شاہ "
پنجاب

۲۲۲۳۱۰۳ " محمد محبوب "
پنجاب

۳۳۴۱۴۸۲ " کریم داد "
پنجاب

۲۴۴۱۲۰۵ " امان اللہ بلوچ "

۳۰۴۵۹۱۰ " محمد رموز بلوچ "

۳۸۴۱۲۹۷ " سلطان سکندر "
کیمپ

۴۰۳۰۲۱۴ " شروز خان "
ایف ایف

۶۲۵۷۰۸۸ " عبداللہ خان "
سگنلز

۶۲۵۷۸۶۸ " منظور حسین "
سگنلز

۶۷۸۷۸۲۴ " محمد صغیر "
اے ایم سی

۶۸۵۶۵۹۹ " یعقوب نور اے سی او "

Marfat.com

۱۶۱۴۴۰۰۷ لانس نائک محمد یسین امتیازی سند
ای ایم ای
۳۰۹۱۳۵ " محمد اشرف "
انجینئرز
۲۲۰۹۹۳۴ " محمد حسین پنجاب "
۵۱۳۷ سپاہی منور خان "
خیبر رائفلز
۱۵۲۶۴ " عمر خان ٹوچی "
سکاؤٹس
۱۶۷۵۰ " انصاری ٹوچی "
سکاؤٹس
۳۰۷۶۸۶ " محمد حسین اے کے "
۳۳۳۶۸۴ " محمد شریف اے کے "
۳۳۴۵۷۳ " محمد حسین اے کے "
۳۳۸۰۵۷ " محمد افسر اے کے "
۱۰۱۱۶۷۴ سوار شادی خان اے کے "
۱۰۱۳۳۴۳ " شمشیر علی اے سی "
۱۰۱۶۶۹۶ " علی محمد اے سی "
۱۰۱۸۷۷۱ " محمد صادق اے سی "
۱۰۱۸۸۸۴ " عارف علی اے سی "
۱۰۱۹۰۳۵ " محمد تاج اے سی "

۱۰۴۰۷۷۵ سوار غلام رسول اے سی امتیازی سند
۱۰۲۱۶۶۸ " عبدالجبار اے سی "
۱۲۳۱۳۶ سپاہی محمد لطیف اے ایم "
۱۲۴۵۱۰۳ گنر محمد ابراہیم آرٹلری "
۱۲۴۵۱۰۳ " نذیر احمد آرٹلری "
۱۲۴۵۶۶ " صابر حسین آرٹلری "
۱۱۴۶۵۲۷ " صادق حسین آرٹلری "
۱۳۱۷۶۱۰ سیپر منیر احمد انجینئرز "
۲۲۱۴۷۰۹ سپاہی محمد ریاض پنجاب "
۲۲۱۶۴۴ " محمد حنیف پنجاب "
۲۲۲۱۴۰۱ " نور خان پنجاب "
۲۲۲۲۴۵۱ " مال خان پنجاب "
۲۲۲۲۵۲۰ " غلام فرید پنجاب "
۲۲۲۲۶۲۱ " جاوید اختر پنجاب "
۲۲۲۲۴۸۶ " امانت علی پنجاب "
۲۲۳۳۸۲۳ " غلام حسین پنجاب "
۲۴۳۵۲۴۴ " محمد شریف بلوچ "
۲۴۳۵۷۹۶۱ " عبدالبادشاہ "
۲۴۳۸۸۲۶۱ " محمد خان بلوچ "
۲۴۴۲۸۵۹ " صادق علی بلوچ "
۲۶۴۸۷۸۵ " فض[illegible] لطیف "

Marfat.com

۲۶۵۱۱۵۷	سپاہی	لال خان الیف ایف	امتیازی سند
۲۶۵۴۰۹۱	"	بہرام خان ایف ایف	"
۲۶۵۵۲۰۶	"	سرور خان الیف ایف	"
۲۶۵۸۱۲۱	"	امیر احمد الیف ایف	"
۳۲۴۱۱۱۲	"	محمد شریف بلوچ	"
۳۴۴۵۱۶۵	"	محمد شفیع الیف ایف	"
۶۲۵۷۵۸۶	سگنل مین	مظفر احمد سگنلز	"
۶۲۵۸۲۷۲	"	سعید سگنلز	"
۶۲۶۲۷۲۱	"	رشید احمد سگنلز	"
۶۲۶۲۷۶۱	"	محمد الٰہی سگنلز	"
۶۲۶۵۶۸۵	"	شہباز خان سگنلز	"
۶۲۶۷۴۳۱	"	محمد عمران سگنلز	"
۶۵۶۶۹۰۴	سپاہی	محمد سراج اے ایس سی	"
۶۷۷۹۷۱۵	"	محمد دین اے ایم سی	"
۶۷۹۶۶۴۲۰	"	صابر حسین اے ایم سی	"
۷۰۱۸۹۱۵	"	محمد زمان ای ایم سی	"

۷۰۱۸۹۸۱	انسپکٹر	طالب خان ڈیزرٹ رینجرز	امتیازی سند
۷۰۱۸۹۳۷	"	محمد صادق ویسٹ پاک رینجرز	"
۷۰۱۸۹۲۱	سب انسپکٹر	حلیم حسین ویسٹ پاک رینجرز	"
۷۰۱۸۹۸۵	"	قبول احمد خان ڈیزرٹ رینجرز	"
۷۰۱۸۹۱۲	اسسٹنٹ "	عالم شیر خان رینجرز پولیس	"

جنگ کے دوران بے لوث خدمات انجام دینے پر ۲۲ افراد کو سول ایوارڈ

عہدہ	نام	اعزاز
میجر جنرل	وصال محمد خان	ستارہ پاکستان
ایر کموڈر	سرور حسین	"
ایر کموڈر	اے رحیم خان	"
ایر کموڈر	ڈبلیو جے ایم ترودینز	"
میجر جنرل	سلیم احمد میاں ایم بی ای	ستارہ قائد اعظم
بریگیڈیئر	خواجہ محمد اظہر خان	"
"	مظہر الحق	"

Marfat.com

کرنل (ریٹائرڈ بریگیڈیئر)	عبدالحمید خان	ستارۂ قائداعظم	لیفٹیننٹ کرنل	ریاض عظیم	تمغۂ پاکستان
"	محمد اکبر خان	"	میجر (ریٹائرڈ کرنل)	محمد خان	"
گروپ کیپٹن	ایم اے ڈوگر	"	لیفٹیننٹ کرنل)	ممتاز حسین	"
"	زیڈ اے چوہدری	"	"	محمد انیس الرحمٰن خان	"
"	سعید اللہ خان	"	میجر (ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل)	علی مسعود اکرم	"
"	جی حیدر	"	" "	محمود الحسن	"
"	ایم کے عباسی	"	" "	غیاث الدین قاضی	"
"	ٹی ایس جان	"	کیپٹن	آر۔ ایم۔ عزیز	"
"	ایس ایچ ملک	"		(پاک نیوی)	
بریگیڈیئر	مسعود محمدی	ستارۂ خدمت	"	اے حنیف	"
"	قربان علی خاں	"	"	آر۔ یو باجوہ	"
"	خداداد	"	"	ایم بی۔ اے	"
کرنل	ملک بشیر افضل خان	"		اعوان پاک نیوی	
"	میاں اعجاز احمد	"	"	آر اے ممتاز	"
لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ کرنل)	عظمت بخش اعوان	"	ونگ کمانڈر	ایم این انصاری	"
کموڈور	ایس اے رؤف	"	"	اے ایم جعفری	"
"	مظفر حسن	"	"	ایم زیڈ بٹ	"
"	ایس زیڈ حسنین	"	"	ایچ ایچ کریم	"
میجر (ریٹائرڈ کرنل)	سعد اللہ رشید خان	تمغۂ پاکستان	"	ایم امان اللہ خان	"
			"	ایم ایم حسن	"
"	محمد کریم اللہ	"	"	ایم۔ یو چوہدری	"

Marfat.com

ونگ کمانڈر	ریاض ایس ایچ تمغہ پاکستان	
"	ایم تقی	"
"	آئی اے خان	"
"	ایم۔ ایم خان	"
"	آئی ایچ شاہ	"
"	غلام حسن	"
"	ایس ایم۔ ایس حق	"
"	جی۔ ایم۔ ڈین	"
لیفٹیننٹ کرنل	ایم این گوندل تمغہ شجاعت	
ٹیکنیشین	بشیر احمد فٹر پاک ایئر فورس	"
کارپورل	محمد حسین پرویسٹ	"
	پاک ایئر فورس	"
"	خان ایس بی فٹر	"
	پاک ایئر فورس	
سپاہی	رضا خان ولیسٹ	"
	پاک ایئر فورس	
	معرفت ڈیزرٹ رینجرز	
	بہاولپور	
سٹاف آفیسر سول	مسٹر مسیح احمد مشرقی	"
ڈیفنس	پاکستان ضلع	
	دیناج پور	

ڈرائیور	محمد حبیب معرفت تمغہ شجاعت	
	مکینیکل انجینئر	
	لال میز بیٹ	
	پاکستان ویسٹرن ریلوے	
لیفٹیننٹ کرنل	طالب حسین شاہ تمغہ قائداعظم	
میجر (عارضی)		
لیفٹیننٹ کرنل)	قربان حسین شاہ	"
"	میاں عبدالقیوم	"
"	میاں محمد محمود	"
لیفٹیننٹ کرنل	محمد غیاث الدین	"
میجر	بشیر احمد	"
"	اعجاز عظیم	"
"	عبدالقیوم خان	"
"	عبدالرحمٰن	"
"	محمد نواز	"
"	بشیر احمد راٹھور	"
"	نذیر احمد	"
کیپٹن (عارضی میجر)	ایس اے عسکری	"
کیپٹن	محمد اکرم	"
لیفٹیننٹ عارضی	صدیق الرحمٰن	"
کیپٹن	چوہدری	

Marfat.com

کیپٹن ارشاد علی راجہ تمغہ قائد اعظم
" نصرت جہاں بیگ "
کمانڈر آر یو خان پاک نیوی "
" اے اے کے وائی "
قاضی پاک نیوی
" ایچ ایچ رپاک نیوی "
" ایم اے لطیف "
پاک نیوی
لیفٹیننٹ کمانڈر غلام سرور پاک نیوی "
سکواڈرن لیڈر انوار احمد
" اے ایس چوہدری
" غلام مصطفےٰ
" ایم۔ ٹی۔ صدیقی
" اے۔ کیو۔ قاضی
" کے اے جی خان
فلائنگ آفیسر ایم کے قدیر "
سکواڈرن لیڈر ایم اسعد اللہ خان "
" اے کیو مرزا "
" ریاض احمد خان "
" سی ایچ نور زار نتے "
" ایم یعقوب خان "

سکواڈرن لیڈر ایم اے اعوان تمغہ قائد اعظم
" نذیر آئی بھٹی "
فلائٹ لیفٹیننٹ ایم اے ملک "
" ضیاء اللہ ضیاء "
فلائنگ آفیسر محمد زبیر "
سکواڈرن لیڈر ریاض احمد "
" محمد یعقوب "
" این ایچ بھٹی "
لیفٹیننٹ اے ایچ شاہ بحریہ تمغہ خدمت
وارنٹ آفیسر شاہ محمد "
وارنٹ آفیسر چوہدری اے۔ لو "
" ایم کے، اے "
" خان جی، اے "
" مرزا ایف آر "
" ملک محمد جلال "
" علی محمد سندھو "
" راؤ محمد تحسین خان "
" عباس، ایس کے "
" راجہ عبدالخالق "
" شاہین ایم اے "
" خان۔ ایم "

Marfat.com

وارنٹ آفیسر	ایم نواز خان	تمغہ خدمت
فلائٹ سارجنٹ	محمد حسین	"
"	محمد اقبال صدیقی	"
"	عبدالحمید	"
"	عمر خان	"
سارجنٹ	خلیل	"
"	فضل، ایم	"
سینئر ٹیکنیشن	قیوم اے کپل	"
"	شیخ رفیق احمد	"
فلائٹ لیفٹیننٹ	سی، ایم، اشرف	تمغہ قائد اعظم
سکوڈرن لیڈر	زیڈ، عیسی	"
"	ایم، اے شہزادہ	"
"	نورالہدیٰ خان	"
میجر	مقصود احمد کیانی	"
سکوڈرن لیڈر	سی ایچ زمان	"
"	ایس، ایم، ایم اظہر	"
"	رب نواز	"
"	ایم اقبال خان	"
"	ایم، ایس، انور	"
فلائٹ لیفٹیننٹ	ایم ایچ قدوس	"
"	ایم اے صدیقی	"

فلائنگ آفیسر	ایس ڈبلیو نبی	تمغہ قائد اعظم
سکوڈرن لیڈر	ایس صلاح الدین	"
"	سی ایس محمود	"
مسٹر	سراج الدین صدیقی	"
	ای اینڈ ایم	
"	رشید احمد کریمی	"
	۸۴۶۰۱۲۳	
	جی ای ایئر	
فلائٹ لیفٹیننٹ	الف حیدر خان	"

مسٹر	منشی خان جی سی او	تمغہ خدمت
"	محمد نوروز مرزا	"
	اسسٹنٹ ایکس ای این	
"	معزز علی نقوی	
	ایس ڈی او	"
مذہبی استاد	وردت اللہ	سند خدمت اوّل
فلائٹ سارجنٹ	مجیب ایم آر	"
"	بشیر احمد	"
"	محمد نذیر	"
"	محمد صادق	"
"	نذیر، ایم	"

Marfat.com

فلائٹ سارجنٹ	سردار علی	سند خدمت اوّل	سارجنٹ	علی، ایم	سند خدمت اوّل
"	ظہور الدین	"	"	طارق ایم اے	"
"	بٹ این آئی	"	"	وہاب کیو اے	"
"	دلدار ایم	"	"	حسین، ایم	"
"	عباس اے	"	"	مشتاق، ایم	"
"	اختر۔ ایم ایس	"	"	رشید، اے	"
"	مفتی جی۔ ایم	"	"	محمد عجائب	"
"	محمد بشیر	"	"	کرامت اللہ	"
"	فیض الحسن زیدی	"	"	محمد اقبال	"
"	فہیم الدین	"	"	نذیر احمد	"
"	اختر حسین	"	ٹیکنیشن	عبدالحکیم	"
سارجنٹ	رندھاوا ایم	"	سینئر ٹیکنیشن	حسین۔ ایس ایچ	"
"	محمد اکرم	"	"	ملک، بی، اے	"
"	محمد یٰسین	"	"	محبوب علی	"
"	محمد شعبان	"	کپل	خوشی محمد	"
"	شمشاد عالم خان	"	"	آرزو، ایم اے	"
"	سردار محمد شیخ	"	"	عبدالستار	"
"	محمد اسلم	"	"	محمد افضل	"
"	فیروز خان	"	"	غلام اکبر	"
"	ظہور احمد ومیو	"	"	محمد اسلم	"
"	امیر خان	"	کپل ٹیکنیشن	افضل احمد	"

Marfat.com

کپٹل سکنیشن	محمد ناصر خان سند خدمت اول		لاسکر ٹنڈل	محمد اسماعیل	"
سپرنٹنڈنٹ	مسٹر مہر دین	"	"	حمید گل	"
اسسٹنٹ فورمین	مسٹر خوشی محمد	"	میس ویٹر	غلام رسول	"
ہیڈ ڈرافٹسمین	مسٹر بشیر احمد	"	واچ مین	ولی محمد	"
مستری سلیکشن گریڈ	مسٹر خانان خان	" دوم	لاسکر	گلبر	"
مستری	نذیر احمد	"	"	اعتبار خان	"
"	مسٹر عبدالسلیم	"	"	نذیر مسیح	"
ہیڈ کک	محمد سلطان	"	"	حضرت سید شاہ	"
"	غریب اللہ	"	"	غلام قادر	"
کک	فضل داد	"	"	عبداللطیف	"

Marfat.com

Marfat.com

سیرۃ ابن ہشام
علامہ ابن ہشام

تمدن عرب
سید علی بلگرامی

تمدنِ ہند
سید علی بلگرامی

رسولؐ میدان جنگ میں
سید واجد رضوی

مسلمان یورپ میں
محمد احسان الحق سلیمانی

قرآنِ حکیم اور ہماری زندگی
محمد احسان الحق سلیمانی

صحائف
قمر نقوی

قائداعظم اور انکا عہد
رئیس احمد جعفری

خدا موجود ہے
عبدالحمید صدیقی

نزہتہ الخواطر
علامہ سید عبدالحئی

مقبول اکیڈمی

Marfat.com